

حکایتِ چشتی رسول اللہ

تحقیق کے آئنے میں

شانِ اولیاء میں مرزا جہلمی کے بغوات کا علمی تعاقب



مؤلف
فیصل خان رضوی

ناشر

دارالتحقیق فاؤنڈیشن پاکستان

Darul Tehqeeq Foundation Pakistan

حکایت چشتی رسول اللہ

تحقیق کے آئینے میں

خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کلمہ چشتی رسول اللہ کی حقیقت
اولیاء کا ملین پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

تالیف

فیصل خان رضوی

دارالتحقیق فاونڈیشن

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، مری روڈ، راولپنڈی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب: حکایت چشتی رسول اللہ - تحقیق کے آئینے میں
تالیف: فیصل خان رضوی
ایڈیشن اول: دسمبر ۲۰۲۱ء
صفحات:

ناشر: دارالتحقیق پبلشرز، راولپنڈی، پنجاب، پاکستان
0335-5989777

ملنے کے پتے

051-5551167 احمد بک کارپوریشن، کبلی چوک، راولپنڈی
0321-5122632 مکتبہ غوثیہ، اقبال روڈ، کبلی چوک، راولپنڈی
0312-4433699 ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور - کراچی
0333-3585426 ورلڈ ویو پبلشرز، فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غربی سوسائٹی، لاہور
0321-7641096 اہل سنت پبلیکیشنز، دینہ، ضلع جہلم
0300-2080345 مکتبہ نعیمیہ، دارالعلوم نعیمیہ، کراچی
0305-2578627 مکتبہ الغنی پبلشرز، فیضان مدینہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔

کتاب خدا میں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
9	انتساب
10	بدیہ تبریک
11	مقدمہ
17	جواب
18	الزامی جواب
20	کیا ابن کثیر اور ابن جریر پر فتویٰ لگے گا؟
21	تہبید
22	1۔ ملفوظات اولیاء میں تحریف اور الحاقات پر ثبوت
22	2۔ ملفوظات اولیاء میں کاتب یا جامع کا اپنا مفہوم بیان کرنا
23	3۔ صوفیاء کے حیات میں ان کی طرف منسوب کتابیں
25	4۔ مجاوروں، معتقدوں کی طرف سے ملفوظات میں تحریف اور الحاقات
25	5۔ کیا مشائخ چشت نے کوئی کتاب لکھی؟
27	قادیانی پر دہشت گرد
28	دیوبندی افتراء
28	غیر مقلدین کا شور
28	مرزا جہلمی کا داویلا
28	عبدالحی الحسنی اور شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد کا حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے بارے میں رائے

حکایت چشتی رسول اللہ تحقیق کے آئینے میں

31	﴿ فوائد السالکین تحریر شدہ ہے یا منسوب کر دہ؟ ﴾
32	فوائد السالکین کے ناشر کا اصل نسخہ میں اغلاط کا اقرار
35	”چشتی رسول اللہ“ کا محرف و منسوب ہونا
38	انجمن صائب کا دجل و فریب
39	فوائد السالکین کے مطبوعہ فارسی نسخہ میں اغلاط
40	فوائد السالکین کے نسخہ قدیم میں الحاقات اور اضافات جات
41	چشتی رسول اللہ کی تحریر پر پہلا ثبوت {از فوائد الفوائد}
43	چشتی رسول اللہ کی تحریر پر دوسرا ثبوت {از سبع سنابل}
46	چشتی رسول اللہ کی تحریر پر تیسرا ثبوت {از تذکرۃ الابرار}
47	منسوب کلمہ میں مختلف الفاظ کے نقل کی تحقیق
48	اشکال
48	جواب
52	ناشر ان کا ناقص تحقیق والی کتب کو شائع کروانا
55	اکابرین اہل سنت کا ممتاز نہ عبارت پر فتویٰ
55	جواب
56	اعتراف غلبہ حال صرف سو فیاد کرام پر کیوں ہوتا ہے؟
56	جواب
56	شارح بخاری علیہ الرحمہ علامہ شریف الحق امجدی صاحب کا فتویٰ
58	الجواب
60	شارح بخاری علیہ الرحمہ کا دوسرا فتویٰ
61	الجواب
63	خواجہ صاحب کی عبارت کے سیاق و سباق کو پیش نہ کرنا

حکایت چھٹی رسول اللہ ﷺ کے آپنے میں

64	مخالفین کا عبارت کے سیاق و سباق کا بیان نہ کرنے کی وجہ
65	حالت سکر یا شطیحات پر شرعی حکم - ابن تیمیہ کی تحقیق
66	مغلوب الحال کے بارے میں ابن تیمیہ کا موقف
67	صاحب مال پر کوئی شرعی فتویٰ نہیں لگتا
67	اعتراض: صوفیاء کی کتب کو قادیانیوں کا اپنے حق میں پیش کرنا؟
68	جواب
	اعتراض: صوفیاء کی کتب کو جلادینا چاہیے
68	جواب
69	مرزا جہلمی کا صحیح بخاری میں انبیاء کرام کی گستاخی بیان
69	صوفیاء سے خلاف شرع امور صادر ہو بھی تو کوئی شرعی فتویٰ نہیں لگتا وجہ؟
71	کیا اولیاء کی خلاف شرع اقوال کی وجہ سے کتب کو جلانا چاہیے؟
72	جواب - ابن تیمیہ کی تحریر سے
73	ابن قیم اور شطیحات اولیاء کا دفاع
74	ابن قیم کے نزدیک شطیحات اولیاء
74	شاہ اسماعیل کے نزدیک شطیحات اولیاء
76	اعتراض: فوائد فریدیہ میں بریلوی کلمہ
76	جواب
77	اعتراض: کتاب انقلاب حقیقت میں بریلوی کلمہ
77	جواب
79	﴿مرزا محمد علی جہلمی کا اولیاء کی کرامات پر اعتراضات اور ان کا علمی جواب﴾
82	ابن تیمیہ کے موقف کی ترجمانی سلفی عالم صالح الفوزان کے قلم سے

82	کرامت کی لغوی تعریف
83	کرامت کی شرعی تعریف
83	ولی کی شرعی تعریف
83	ولی کی لغوی تعریف
83	کرامات اولیاء رحمہ اللہ علیہم کے متعلق لوگوں کی تین اقسام
84	منکرین کرامات کی دلیل کا جواب
85	اثبات کرامات میں غلو کرنے والوں کا رد
85	کرامات کی انواع و اقسام
85	پہلی نوع یعنی علم و کشف کی مثال
86	دوسری نوع یعنی قدرت و تاثیر کی مثال
86	سابقہ امتوں اور ملت صالحین کی کرامات
86	سابقہ امتوں کی کرامتوں کی قرآن کریم سے مثالیں
88	محدث ابن معین کا کرامت کا اقرار
89	«مرزا محمد علی جہلمی صاحب کا اولیاء اللہ کی کرامات پر ٹھٹھہ بازی»
92	اولیاء کرام کا پانی پر چلنا
95	حضرت ابو مسلم الجولانی کا پانی پر چلنا
99	محمد شین کرام کی نظر میں۔ اولیاء کا پانی پر چلنا
99	محدث علامہ سبکی کی تحقیق
100	محدث ابن رجب سنبلی کی تحقیق
101	محدث ابن ملطین شافعی کا حوالہ

102	محدث خطیب بغدادی کا حوالہ
102	محدث حافظ بن عساکر کا حوالہ
103	محدثین کرام کا اولیاء کرام کا ذکر کرنا جو پانی پر چلتے تھے
104	”سبحانی ما اعظم ثانی“ کا تحقیقی جائزہ
107	﴿مرزا جہلمی کے ریسرچ B-2 [اندھا دھند پیروی کا انجام] کا جواب﴾
112	اعتراض
112	الجواب بعون الوهاب
114	﴿”شمالی ہوا“ پر تحقیقی جائزہ﴾
114	الجواب بعون الوهاب
119	﴿آقا علیؑ کا عرش اور فرش سے افضل ہونا﴾
119	الجواب بعون الوهاب
133	غیر مقلدہ اور غرنوی کا حوالہ
134	﴿”یا بنیہ یا بنیہ“ کا تحقیقی جائزہ﴾
135	الجواب بعون الوهاب
137	حضرت جنیدی بغدادی کا محدثین کرام کے نزدیک مقام
139	حضرت جنیدی بغدادی کا مقام۔ ابن تیمیہ کی نظر میں
140	الزامی جواب۔ غیر مقلدہ غلام رسول قلعوی کا قول
141	﴿لفظ ”شب ہاشی“ کا تحقیقی جائزہ﴾
141	الجواب بعون الوهاب
143	”شب ہاشی“ کے معنی
157	﴿غوث بغیر زمین و آسمان کا تحقیقی جائزہ﴾

حکایت چشتی رسول اللہ تھقین کے آئینے میں

157	الجواب بعون الوهاب
165	✽ شکاری جانوروں کی سی آواز کا تحقیق جائزہ
165	الجواب بعون الوهاب
168	✽ کشف المحجوب میں نبی کریم ﷺ پر حالت سکر کا بیان کا تحقیقی جائزہ
169	الجواب بعون الوهاب
171	مفسرین کا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو نقل کرنا
172	کیا حضرت زید کی بیوی والا واقعہ نقل کرنا بے ادبی یا توہین ہے؟
173	کیا کشف المحجوب کے بیان کردہ واقعہ پر توہین کا اطلاق ہو سکتا ہے؟
173	جواب
173	کیا ابن قیم پر بھی فتویٰ لگانے کی جرات کریں گے؟
174	ابن قیم کی کتاب الجواب الشافی کا عکس
175	الہدایہ والنہایہ کا ناسل کا عکس
176	الہدایہ والنہایہ کا عکس

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو
محدث فقیہ الامت امام اعظم

نعمان بن ثابت ابو حنیفہؓ

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی باطنی فیضان کے تصدق

بندہ ناچیز کو دقیق زکات پر اطلاع ہوتی ہے۔

گرفیور (فد زہی عز و شرف

ہفت یہ تبریکے

بند و ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو اپنی واحد

امی جان کے نام

اے کائنات و مصل کرنا پاتا ہے۔ جن کی تربیت سادہ کے نتیجہ میں راقم
بہ ملک اہل سنت کی خدمت کی توفیق ملی۔ دین کی اس علمی خدمت کا
سارا ثواب ان ہی کو پہنچے۔

نام اہل سنت و جماعت فیصل خان (راوی پنداری)

ادبیات، اہم تعلیم و کامیابی کے لئے، سچ اور پرہیزگار رہنا بہت ہی ضروری ہے۔

[illegible]

وہاں حدیثی اُبی قال قال قتیبہ «کہ بتدبیر خدا ذکر
شخصا میں بہت اُرحمہ» فیہ میں کہتے کہ اُقال بعض عہدے۔

(264/1421)

عمر احمد بن فضل فرماتے ہیں کہ میرے اجداد محدث غنیان میں تھے۔
فرمایا یہ سائیں کہ یہ رحمت کا نزول کرتا ہے وہ لہا یہ رحمت ملے
ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

مذکورہ قول کی منہ مائل صحیح ہے۔

ایک دم شام ہو گئی تھی۔

حدثنا أبو حمزة بن محمد بن حسين بن حسين بن محمد بن
جعفي، قال حدثنا محمد بن حسن، قال سمعت ابن عتبة يقول
عند ذكر الصالحين ثلث الرزحة.

عُدثِ نسِیوں میں نیمانیہ فہمات میں۔ سائین کے ذریعہ پر رحمت کا دل بہت ہے۔ (طریقہ الاواباء 285/7)

محدث مرقی بھی اس دوقوسہ اپنی کتاب میں نہ نقل کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن حريش السعدي عن موسى بن سعد بن
عيسى بن عمار عن أبيه عن الحسن بن علي بن حمزة

حدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں صحابین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (معجم ابن المقرئ، رقم 142)
 محدث ابو القاضی المقرئ اپنی کتاب میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

حبر ما نزل یعقوب أحمد بن أحمد بن حنبل سمعت محمد بن عبد الرحمن بن سالم بن سمعت سلمة بن نسب يقول سمعت أحمد بن حنبل يقول سمعت سفیان بن عیینہ يقول عن رسول الله عند ذكر الصحابي فليس السبعون عن هذا قول عن العلماء۔

ترجمہ محدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں صحابین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (ماریٹ فی ذمہ الکلام واداء رقم 964)
 محدث ابن عبد البر نے بھی اس قول کو اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

فروان بن علی بن عثمان بن سعد بن نصر بن قاسم بن اصعب حدثنا قال حدثنا عن وصاح قال سمعت انس بن ابي اسرائيل يقول سمعت سفيان بن عیینة يقول عند ذكر الصحابي تسير الرحمة۔

ترجمہ محدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں صحابین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (التعمید لمدنی الموطا من المعانی واداء سائید 17 429)

مزید تحقیق کے معلوم ہوا کہ صحابین و علماء مقبولین کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس سے اہل سنت و جماعت اویسا صحابین و کاملین کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

تاریخ کے مابین کو یہ معلوم ہے کہ باطل فرقوں کی جب بھی گرفت کی گئی تو انہوں نے ان کے خلاف اہل سنت پر عمل، اہل سنت پر لڑائی اور انہوں نے الزامات کی جو چھڑائی، اور اس کو اتر کے ماتر کی۔ ایک عام شخص کے ساتھ خواص بھی ان کے پروردگار کے سے متاثر ہوئے نہ سے۔ اہل سنت نے اپنی سنت و طاعت سے باطل نظریات کی جہاں ترویج کی وہاں

معاہدہ اہل سنت کے دفعات میں بھی بھرپور کوشش کی مگر وقت کے ساتھ ہی اہل حق غیبن کے پروپیگنڈہ میں میڈیا کے دور میں تیزی ہوئی اور مومناں کے عقائد غریب مومنوں کے لئے اور معاہدہ نے اس بارے میں متعدد جوابات کی بنا پر ان امور میں دلچسپی لیا کہ یہ کیا جس کی وجہ سے مومناں کو یہ تاثر پہنچا کہ شاید معاہدہ اہل سنت کے پاس باطل فرقوں کی جانب سے نئے امتیازات کے جوابات کو تو دیکھیں میں اس نئے متعدد دعووں کے مسئلہ اہل سنت کے ساتھ اہل حق غیبن کے لئے پروپیگنڈہ کی سیر کی یا اس سے متاثر ہوئے

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنا چاہوں گا کہ حق غیبن کے لئے معاہدہ کا پتہ ملا۔ اس لئے معاہدہ کو جواب بھی دیا، وقت سے اس سے بات چیت ہوئی تھی جس سے اس کا صحیح بیجا رجحان ہو گیا۔ پروپیگنڈہ کے لئے اس نے دھندلے گاؤں میں معیار کے فقہان سے ان مسائل کے مزید تجویز لیں۔ اس سے حق غیبن یہ سمجھ گھڑے کہ شاید ان کے لئے معاہدہ امتیازات دہرا دہرا کر رہا ہو اور معاہدہ اہل سنت میں آتی سمت تک۔ ان کے امتیازات کے جوابات سے ان کی سبکیں۔

اسی انداز میں پروپیگنڈہ میں مد سے متبادل شہادتیں اور معاہدہ امتیازات کرنا بھی شامل ہے۔ اس میں میڈیا میں اولیاء کا نام پر امتیازات کے بڑے چار ایک انجیل کے مطابق سے اپنا متن بنایا اور اپنے امتیازات کو مومناں سے مانگنے کی ثابت کرنے کے لئے یہ طور کوشش کی۔ معاہدہ جب اس کی حرکت کا جواب دیتے تو موصوف کے پاس ملتی جواب نہیں ہوتی اور موصوف خاموشی سے دوسرے امتیازات کو، ہر اسے میں اپنی مافیت سمجھتے۔ ہر سال یہ سلسلہ جاری رہا، اور معاہدہ اہل سنت پر جموں کے امتیازات کو حق غیبن کے خلاف سے ناقابلِ تنقیہ دہاں سمجھ جائے گا۔ موصوف نے بھی صاحب اپنے باطل دعوے میں کوئی قلعہ فتح کرنے کا تصور نہیں کر لیا اور اس سلسلہ کو قادیانی پر معاہدہ اہل سنت کے فتویٰ کو چیلنج کرنا شروع کیا، اور اس سے اختلاف کوئی متن بنالیا۔ جب مختلف مکاتب فکر علماء نے قادیانی پر فتویٰ کے معاہدہ پر موصوف نے بھی صاحب کی اپنی تلاش کی تو چہرہ جناب نے ایک دورہ اپنے اپنے پیادہ موصوف نے بدل و انصاف کے نام پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو لوگ

قدیانی پر فتویٰ گاتے ہوئے ایسے کردے تہہری کتب میں جی تھاوی رسول خدا اور چشتی رسول
 اللہ جیسے کلمات موجود ہیں اس سے کہ فتویٰ گانا ہے قدیانی کے ساتھ اپنے اکابرین پر بھی
 فتویٰ گاور موصوف ہنسی صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ قدیانی پر فتویٰ اور چشتی رسول اللہ جیسے کلمات
 پر فتویٰ جیسے یک ہوتا ہے جب کہ ان عبارت کے ثبوت اور ان کے سیاق و سباق سے
 بس کہ کیسے فتویٰ تک کہتے ہوں موصوف نے اہل سنت پر اعتراض کر کے اسے چشتی
 اہل اللہ جیسے کلمات کا اتمام کیا کیونکہ مسلک اہل سنت و جماعت سے قطعاً رہے وہ اب
 وک نہ تے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ مدہاولی علیہ السلام کے ساتھ اس اعتبار سے
 کرتے ہیں۔ اب اس جھوٹے پردے کی بجائے کرنے والوں کا اصل مشن یہ ہے کہ کون کون سے
 معین الدین چشتی علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے ایک مسلمہ شخصیت ہیں وہ ان کی اس
 باقی و منسوب عبارت کہ بیوی ملک پر اعتراض کرنے کے لیے استعمال رہا مگر موصوف
 ہنسی صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات اقدس پر
 نہ صرف ہندو پاک کے بلکہ دنیا کے تمام ملک کے لوگ متفق ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ
 معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی الحاق و منسوب عبارت و مسلک اہل سنت و جماعت کے ساتھ
 خاص کر دینا باطل و مردود و عمل ہے۔

۱۔ یہ بات بھی نوٹ کریں کہ یہ طریقہ کار نہ صرف ہنسی صاحب سے نہیں بلکہ مسلک اہل سنت
 و جماعت کے ہر بھی مخالف ہو چاہے دیوبندی غیر مقلدین اہل تشیع اور مہدوی سب نے
 اس الحاق عبارت کو اہل سنت و جماعت کے خلاف پیش کیا ہے۔ حالانکہ خواجہ معین الدین
 چشتی علیہ الرحمہ کی ذات اقدس رائی تو ان سب معتزین و متبعین سے نزدیک معتبر و مسلمہ ہے۔

۲۔ یہ بات بھی ہم سے رونا جہ میں معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی منسوب و الحاق عبارت
 منقولہات بنام فواہد سائیں یا دیگر کتب قوالی حضرت فیض بریلوی اشاہ احمد رحمان خان
 صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے سے قبل بھی شائع ہو رہی تھیں ان سے قبل 700 - 800
 سال پہلے تک یہ کتاب ہندوستان میں علماء کے سامنے موجود تھی کہ ان کی اس عبارت پر
 فتویٰ نہیں لگایا گیا اور یہیں کسی بھی مسلک کے مؤید رہنے میں عبارت کو ہدف تہیہ نہیں

نایاب مانا اور نہ حتیٰ فوقہ مند و تن میں تھا وہ اپنی موجودگی کو قدر بہد و تن سے ثابت کرنے کے لئے تہذیب و مستشرق کرتے ہیں۔ اس لیے اس اہل حق و منصب عبارت کو مسک اہل سنت کے ساتھ جو کراں پر فتویٰ گانا محل نغمہ ہے بلکہ غیر اہل سنت میں نے خواجہ معین الدین چشتی عید رحمہ فی اہل عبارت کے دفن میں چری کتاہیں گئی میں اور وہاں سے سامنے پہنچا کر کے اس کو منصب اہل سنت و جماعت بریلوی کو بدنام کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ بہ سے سرفیل تھی تو ہی نے خواجہ معین الدین چشتی عید رحمہ فی اہل عبارت سے وفات میں پوری کتاب سہرہ کیا کہ یہ فیہ مقلدیں میں سے تھے خواجہ معین الدین چشتی عید رحمہ فی اہل عبارت کے اور ہندوستان میں ان کی خدمات کو سہارے چریوں سے تھے معین الدین چشتی عید رحمہ فی اہل عبارت کو اہل سنت کے ساتھ جو کراں سے یہاں سے چشتی عید رحمہ فی اہل عبارت کے آئینے میں کیا؟

یہ نکتہ بھی نہیں رہے۔ بات ساری شخصیات اسی میں جو کہ تمام مقلدین کے حلقہ سے اس کے ایک طرف سے ایک مسئلہ میں جیسے امام غفرہ ابو نعیمہ امام عاتق امام تاجی امام احمد بن حنبل محدثین۔ وغیرہ امام ابن کثیر ابن عیاض امام سفین توری بن معین یحییٰ بن سعید اہل حق و جماعت ابن حجر مستطانی تہذیب و اہل محدث و مولیٰ مساحین منہ تہذیب العزیز محدث ہوئی۔ اب ان میں یا دیگر مقلدین سے کوئی احادیث نہ تو رہی نہ ہی ثابت شدہ نکتہ و رد ہو تو کیا اس کا ذکر دارالکرام سے مسک کو غصہ یا باسکتا ہے؟

4۔ پھر ایک غلو و مردود تاویل پر پیش کی جاتی ہے کہ جناب انجمن ان سلفیہ کی سب بریلوی متنبہ شائع کرتے ہیں ان دیوار کرام کی حوت و احترام اور دفاع بھی بریلوی کرتے ہیں اور ان کے محاور بھی بریلوی ہوتے ہیں اس لیے ان کی عبارات کے ذکر دار بریلوی ہی میں اور اگر بریلوی منہ ات ان کو تسلیم نہیں کرتے تو ان کی کتابوں سے بری اندر ہو کر ان کتابوں کو چوراہے میں جلا دیں۔

جواب:

اس بارے میں قارئین کرام کے سامنے چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔

۱- صوفیاء کرام کے ملفوظات تو، علیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی دور سے تقریباً 800 سال پہلے کے ہیں اور ہندوستان میں ان سے پہلے متعدد بار شائع ہوئے تو ان ملفوظات کی ذمہ دار مسک المل سنت بریلوی پر کیوں؟

۲- صوفیاء کرام کے ملفوظات ہندوستان میں فواید اسانگین تو مسک دیوبند نے بھی شائع کیے۔ دیوبند کے اکابرین میں سے اشرف علی تھانوی نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی عمارت کے دفان میں اسے اعلیٰ کتاب سمجھی اور دیوبند مسک کے علماء خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی توثیق و تعریف میں متفق ہیں اور ان کے آئینہ پر عارضی ایٹان کا معمول ہے۔

۳- غیر مقلدین کے اکابرین بھی خواجہ معین الدین چشتی صاحب علیہ الرحمہ کی توثیق و تعریف پر متفق ہیں اور چشتی سلسلہ میں بیعت بھی ہیں۔ اگر خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی احادیث و روایات پر ان کو بہت مسئلہ تھا تو اپنے اکابر کا کوئی فتویٰ تو پیش کریں؟ نہ غیر مقلدین اکابرین کا کوئی فتویٰ ہے بلکہ انہوں نے تو سلسلہ چشتیہ میں بیعت بھی کی ہوئی ہے۔

اس سے ان تمام مکاتب فکر کے اکابرین نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی کو مستند طور پر تسلیم کیا ہوا ہے تو بعد کے کسی نام نہاد مولوی کے فتویٰ کی کیا حیثیت! بلکہ اس کے اپنی ذات کی کیا حیثیت؟

۴- اگر تو کوئی مکتبہ اس اکابر کے تصدیق سے کتابیں شائع کرے تو پھر بھی کوئی بات ہے وگرنہ ہر کتاب کے شائع ہونے سے المل سنت و جماعت کیسے ذمہ دار ٹھہرتی ہے ویسے بھی کتب مکتبہ تو اپنی مرضی و مطلب کی کتابیں شائع کرنے میں خود مختار ہیں، ان کو مسک سے نہیں بلند اپنی تجارت سے غرض ہوتی ہے اس لیے ان باتوں سے مسک پر اسے اس کا معاملہ ہے۔

۵- یہ بات کہ ایسی کتابوں کو پورا ہے ہر آگ لگا دی جائے وہ گزارش ہے کہ احادیث

ومنسوب عبارات کی وجہ سے کتابوں کو بھلانا آپ جیسے بچوں کا کام ہو سکتا ہے دیگر نہ موصوف
میرزا چشتی کی اپنے اقرار کردہ گستاخی کی عبارتیں تو امام بخاری نے بھی نقل کیں تو کیا وہ اپنے
تسلیم شدہ بات کی وجہ سے غور و بالغہ جہالت کر سکتے ہیں؟ اس سے ایسے جذباتی جملوں کے
ذریعے بڑے حقائق کو پوشیدہ رکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی حق کو دیا جاسکتا ہے۔

عوام اس کے نامنے چشتی رسول اللہ جیسے حلق ومنسوب عبارت کی حقیقت پر مدلل
پیش کیے جائیں تاکہ دونوں طرف کے دھماکے کے مبالغہ سے حقیقت کا ادراک کر سکیں۔
چشتی رسول اللہ جیسے اخلاقی ومنسوب عبارت کی تحقیق کرنے پر میں دو احباب کو شکر یہ
براہ ضروری سمجھتا ہوں۔ اوس جناب صاحبزادہ حسن نواز صاحب آف نواسیاں شریف جنہوں
نے ہمیشہ نایاب مکتب فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور تحقیق کے اسلوب و طریقہ سے
محکم آگاہ کیا۔ دہمکتبہ جناب ذکرا اللغات سعیدی صاحب آف جہانیاں منڈی، نازیواں جن کا
اختصاص مسائل مطالعہ بہت وسیع اور تحقیق کے ماہر ہیں اور منطقی استدلال کو مفہم طریقہ سے
پیش کرنے اور مخفیین کو دلائل سے عاجز کرنے کا ملکہ ان کو حاصل ہے۔ ان کو مکتب کا مسودہ
نظر ثانی کے لیے پیش کیا جس کو اسہول نے اپنی کافی مصلحت و فائدے کے باوجود سرسری طور پر
دیکھا اور ایک مزید مٹی نکتہ کی طرف توجہ دلائی جس کا اس مقام پر ذکر کرنا انتہائی ضروری
ہے۔

الزامی جواب:

تحقیق ذکرا اللغات سعیدی صاحب نے ابدایہ داسنہیہ کے ایک مقام کی طرف توجہ
دلائی جسے الزامی جواب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔
ابن کثیر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

وذكر من حرير أن عمرو بن العاص قدم في وفد أهل مصر إلى
معاوية، فقال لهم في الطريق إذا دخلتم على معاوية فلا تسلموا
عليه بالخلافة فيه لا يثبت ذلك، فلما دخل عليه عمرو قلمهم،
فمن معاوية حاجته أذلهم، وأوعز إليهم أن نحوهم في الدحول

و بر عہم، و قال: ای لا أض عمر قد تقدم بیہم فی شیء؟
فلما اذ حلوہم علیہ - وقد آمدوہم - جعل أحدہم اذ دخل
يقول السلام علیک یا رسول اللہ، فلما ہتھن عمر و من عدہ
قل قنحکم اللہ! ہتھنکم عن أن تسلموا علیہ بالخلافة فسلمہم
عنہ بسوۃ. (سیدہ وانہایہ 8، 149 احیاء اثاث)

تاریخ بن جریر طبری میں اس کو مذاق کیا گیا ہے۔

حدثني عند الله من احمد، قال حدثني أبي، قال حدثني سليمان،
قال حدثني علي بن عبد الله، عن فضيل، قال: حبرنا ابن عمر و ابن
العاص و قد ألي معاوية و معه أهل مصر، فذلهم عنز و...
(تاریخ الطبری 5/331)

ترجمہ ہے شک عمر و ابن مائل الی مصر کے وفد کے ساتھ معاویہ کے پاس
آئے تو راستے میں ان لوگوں کو کہا کہ جب تم معاویہ کے سامنے جانا تو اس خط
غیفہ کے ساتھ سلام نہ کرنا۔ کیونکہ اسے یہ لفظ پسند نہیں ہے۔ جب ان سب سے
پہلے عمر و ابن مائل داخل ہو گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان
سے کہا انہیں اندر لے کر آؤ، اسے حکم دیا کہ ان پر خوف اور رعب طاری کر
کے اندر لانا اور کہا کہ میری انیاں بہر عمر و سنے بھی ہیں کچھ نہ کچھ پٹ بگھا دیا
ہوگا تو جب وہ داخل ہوئے تو ان درباریوں نے بے شک ان لوگوں کی اہانت
کی۔ ان میں سے ہر ایک داخل ہوتے معاویہ کو یوں سلام کر رہا تھا اسے اللہ
کے رسول، تجھ پر سلام ہو۔ پھر جب عمر و ابن العاص معاویہ کے پاس سے آئے
تو ان سے کہا اللہ تمہیں قباحت میں مبتلا کرے، میں نے تمہیں روکا تھا کہ
معاویہ پر غیظہ کہہ کر سلام نہ کرنا تو تم نے اسے نبی کہہ کر سلام کر دیا۔

کیا ابن کثیر اور ابن جریر پر فتویٰ لگے گا؟

ابن کثیر کا ابدیہ و انتہایہ اور ابن جریر طبری کا تاریخ طبری میں اس واقعہ کو نقل کرنے پر بھی معتزض اسی طرح کا فتویٰ لگانے کی ہمت کرے گا؟ ابن جریر اور ابن کثیر کا اس واقعہ کو نقل کیا اور کوئی جرح نہیں کی، کیا ابن جریر اور ابن کثیر پر بھی معتزض کوئی فتویٰ لگانے کی کوشش کرے گا؟ اس ازامی جواب پر دہچنے اور بچھنے کی نہورت ہے۔ جبکہ حکایت چشتی رسول اللہ پر تحقیق قارئین کرام متحاب میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کریں۔

راقم نے دانستہ طور پر کسی عبارت کو نقل کرنے یا ترجمہ کرنے میں بدیانتی یا کذب بیانی نہیں کی مگر یہ ممکن ہے کہ خطا سے متعدد اغویا ہوں۔ اگر کوئی علمی غلطی یا غلط فہمی ہو تو مسامحہ یا جوئے کے لیے نہ درآگاہ کریں۔ ایک اللہ کے ولی اور مخلص اہل سنت نے کتب کی شاعت کے لیے خطیر رقم تنفق کی جس کا راقم ان کا تہہ دل سے مشکور ہے۔ کیونکہ اہل سنت میں متعدد لوگ ہیں جو کتاب کی اہمیت کا ادراک نہیں کرتے ہیں راقم کی دلی خواہش تھی کہ ان مخلص اہل سنت کا اسماء الہی کے ساتھ ذکر فرماتا مگر جناب سے تحقیق سے نام نہاد ہر نہ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب اور دیگر کتب کی اشاعت کروانے پر حضرت مخلص اہل سنت اور ان کے بہاء و ابداء کو جزائے خیر اور فاضلہ دس ذہیر ثواب عطا فرمائے کہ اس تعاون سے لیے ہم ان کے بہت ممنون و احسان مند ہیں گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس طرح کے کوشش اہل سنت میں قائم اور دائم رکھے تاکہ مسلک اہل سنت کے مزید اشاعت ہو سکے۔

نبی کے ساتھ میں محترم جناب عبد الغفار دوانہ صاحب آف کراچی کا بھی حمد دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی شاعت میں ہمراہ ساتھ دیا اور مالی تعاون بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے راہ ہدایت بنائے اور ہماری اس حقیر کاوش کو اپنے دربار عالیہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

فیصل خان۔ راولپنڈی

تمہید

اس حکایت کی تحقیق سے پہلے چند معروضات پیش خدمت میں بھی بھی اعتراض کے جواب بھی طرح کے ہوتے ہیں۔

اول: تحقیقی

دوسرا: الزامی

تیسرا: احتمال یعنی کسی بھی اعتراض کو فرضامان کر جواب

کتب اہل سنت میں تحریف اور احاقات باطل فرقوں یا جاہل معتقدین کی وجہ سے ہوتی رہی ہیں اور علما کرام نے ان احاقات اور تحریف پر مطلع بھی کیا ہے۔ یہ تحریفات کتب تقابیر سے لے کر کتب تاریخ میں موجود ہیں اور اس کے الحاق یا تحریف پر علماء نے متعدد تصانیف بھی لکھی ہیں اور عموماً بھی ایسی تحریفات کا ذکر اپنی تصانیف میں کرتے رہے ہیں۔

ملفوظات اولیاء میں کوئی کتاب نسخوں کے تقابل و تصحیح کے ساتھ شائع نہیں ہوئے سوائے غیر المجالس کے۔ جب کتب حدیث میں الحاقات اور تحریف موجود ہیں تو صوفیاء کرام کی کتب میں تو اس سے زیادہ تحریف اور الحاقات موجود ہیں جس پر علماء کرام تنبیہ بھی کرتے رہتے ہیں مگر ان صوفیاء کے جاہل معتقدین یا شریعت سے ناواقف لوگ ان کی کتب پر کلام کرنا پسند نہیں کرتے مگر اس کے باوجود بھی علماء اہل سنت نے نعرہ حق ضرور اٹھایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اسی گمراہی کو نبھایا اور اسی کتب میں احاقات اور تحریف پر عوام الناس کے ساتھ خواص کو مطلع بھی کیا۔ فتویٰ رضویہ میں متعدد مقامات پر تذکرہ غوثیہ میں وضع کردہ کتب و دیگر صوفیاء کرام کی کتب پر یہ ماصل کلام کیا۔

قارئین کرام کے لیے صوفیاء کی کتب کے بارے میں چند نکات پیش خدمت میں۔ ان نکات کو پیش نظر رکھ کر صوفیاء کی کتب اور ان کی عبارات پر کلام کیا جائے گا۔

1۔ ﴿مفلوظات اولیاء میں تحریف اور الحاقات پر ثبوت﴾

قارئین کرام کے سامنے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں جس میں متقدمین صوفیاء کرام کی کتب میں تحریفات اور الحاقات ثابت ہوتا ہے۔

❁ عبد الرحمن جامی تصوف پر ابو عبد الرحمن اسلمی کی کتاب ثبوتات اشعوفیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

بصحیف و تحریف و یسند گارہ رسدہ کہ در بسیار ای مواضع فہم مقصود سہولت دست لای می دارد۔

(نفاحات الانس ص 3)

ترجمہ کاتین اور لکھنے والوں کی تعجیف و تحریف اتنی بڑھ چکی ہے کہ بہت سارے مقامات یا عبارات کا مقصد آسانی سے گرفت میں نہیں آتا۔

مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ ابو عبد الرحمن اسلمی جو کہ امام ارقطی کے تلمذ و ان کی جرح و تعدیل کی کتاب سولات اسلمی لکھ کر مشہور و معروف ہے اس کی کتاب میں بھی اس دور میں تحریفات ہوتی رہی ہیں بلکہ عدم ذہنی نے ان کی تفسیر میں باطل ذوق کی طرف سے تحریفات اور الحاقات کا ذکر کیا ہے۔

عبد الرحمن جامی نے مفلوظات اولیاء اور ان کی کتب میں تحریفات کی وجہ سے ایک مستقل کتاب نفاحات الانس لکھی۔ جب متقدمین اویسیہ کی کتب میں تحریفات اور الحاقات ثابت ہیں تو فہم لکھنے میں تحریف اور الحاق تو متعدد حوالہ جات سے ثابت ہیں۔

2۔ ﴿مفلوظات اولیاء میں کاتب یا جامع کا اپنا مفہوم بیان کرنا﴾

صوفیاء کرام کی کتب میں کاتب یا ان کے مسامحات کے مرتبین کی طرف سے اپنا مفہوم بھی داخل ہوتا ہے جس سے اکثر اوقات عبارت کا معنی بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

❁ حضرت خواجہ امیر حسن بنوری علیہ الرحمہ فرمادے کہ یہاں پر لکھتے ہیں۔

آنچه اراں شمع جمع ملکوت بسمع مبر سید چه عید لفظ
مبارک او چه معانی آن بقدر فهم مختصر حدود پوشش می
شود۔ (فوائد الفوائد ص 2 دیا چہ)

ترجمہ جو کچھ نصرت محبوب الہی علیہ الرحمہ سے سنا میں نے آپ کے عین مبارک
الفاظ میں یا اس کے مفہم کو اپنی ناچیز سمجھ کے نقل کیا۔

اس سے معلوم ہوا یہ ملفوظات بے باغ و بی اکابرین سے الفاظ کا مفہوم اپنے الفاظ میں بھی
لکھتے تھے۔ اس لیے صوفیاء کے اکابرین میں فہم جامع یا کاتب بھی ہوتا ہے جس کا فرق ملحوظ
ناظرین بہت ضروری ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ روایت میں روئی کے فہم کا اطلاق
حدیث کی روایات میں بھی موجود اور ثابت ہوتا ہے اس لیے محدثین کرام بھی روایت میں
میں حدیث میں کسی راوی کی طرف سے کسی لفظ یا جملہ کے اندراج اور راوی سے اپنے مفہوم
پر کلام کرتے ہیں اور جو الفاظ یا مفہوم حدیث کے اصل سے خلاف ہو اسے اندراج یا مرقوم
قرار دیتے ہیں۔ جب احادیث کے فہم میں یہ امور موجود ہیں تو صوفیاء کرام کی کتب میں
موجود ہونا کوئی اپنے کی بات نہیں۔ فوائد السالکین کو اگر باغرض مان بھی میں تو قرآن سے یہ
بات بھی ثابت ہے کہ اس میں متعدد واقعات میں اپنے فہم کا اتمام کیا گیا۔

3۔ صوفیاء کے حیات میں ان کی طرف منسوب کتابیں

یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ کئی صوفیاء کے زمانے میں بنی ان کی طرف لوگ کتابوں کو منسوب
کر دیتے تھے یا ان کی کتابوں میں تحریف یا لحاق کر دیتے تھے۔ اس نکتہ کی طرف بہت
سارے حوالہ جات نشاندہی کرتے ہیں جس میں عبد الوہاب الشعرانی سے لے کر شامیہ العزیز
کی کتاب تحفہ شیعہ میں تحریف اور اعاق کا اٹھا، خود مصنف علامہ شعرانی علیہ الرحمہ اور شامیہ
عبد العزیز محدث دہوی نے اپنی تحریر میں کیا۔

✽ خواجہ امیر حسن علی بنوری 710 کی 15 تاریخ کو فوت ہوئے ہیں کہ

عزیز عی حاضر بود، عرض داشت کرد کہ من در او دھ مردے

کتاب نمود و گفت کہ این بپشتہ خدمت مخدوم است، خواجہ
دکرہ اللہ بالحریر گفت کہ تفاوت گفته است من بیچ کتاب نہ
موشته ام۔ (فوائد اغواء ص 45)

ترجمہ: ایک دوست نے عرض کی ایک شخص نے اودھ میں مجھے ایک کتاب
دکھائی اور کہا کہ یہ حضرت والا کی تھی مونی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے یہ
ادبات تفاوت یعنی فرق سے کہی ہے میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

مذکورہ حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ ان صوفیاء کے دور میں ہی ان کی طرف کتابوں کو وضع یا تحریف
کر کے نسبت کی۔ جب کہ صوفیاء کرام ان کتب و ملفوظات یا اقتباسات سے بری اندازہ تھے۔
حضرت خواجہ محمد دم نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ عثمان برودنی
علیہ الرحمہ کے ایک ملفوظ کے بارے میں استغفر ہو تو آپ نے فرمایا:

این ملفوظ ایشان نیست، این نسخہ باہر من ہم رسیدہ است و
در ان بسیار الفاظ است کہ مناسب اقوال ایسانیست۔

(غیر الحاشیہ ص 52)

ترجمہ: یہ ملفوظ ان کا نہیں ہے۔ یہ ملفوظ کے نسخے مجھے پہنچے ہیں اور ان میں
بہت سارے ایسے الفاظ ہیں کہ جو ان کے اقوال کے مقابل نہیں ہیں۔

حضرت خواجہ چراغ دہلی علیہ الرحمہ کے قول سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانے تک بھی
ملفوظات اولیاء میں تحریف اور الحاقات ہوئے۔ فوائد اسالکین کے بارے میں قرآن موجود
ہیں کہ اس کی موجودہ نسخوں کی عبارات میں بہت سارے حملے اور اضافہ الحق اور تحریف
ہیں جس پر تفصیلی تحقیق کتاب میں پیش کی گئی ہے۔

4۔ ﴿مجاوروں، معتقدوں کی طرف سے تحریف اور الحاقات﴾

صوفیاء کی کتب میں یہ بات تو اتر سے ثابت ہے کہ ان کی کتب میں ان کے معتقدین اور مجاورین اپنی طرف سے اپنے شیخ یا پیر کی شان بڑھانے کے نامہ الحاقات اور تحریفات کرتے ہیں جس سے صوفیاء کرام بری الذمہ ہوتے ہیں۔

● عمرہ مامہ جمالی 942ھ لکھتے ہیں۔

نقل است از حمید قلندر کاتب ملفوظ حیر المجلس۔۔ فرمود کہ این نسخه بابر من رسیدہ اند، حاشا کہ اریشان باشند، در ان حاسبیاری کلمات مجاوران و معتقدان موقوف بر شتہ اند، کہ ہر گز موافق احوال و اعمال ایشان نیست۔ (سیر العارفین ص 95) ترجمہ۔ کتاب خیر المجالس کے کاتب حمید قلندر سے نقل ہے۔۔۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ نسخہ مجھے پہنچے ہیں، جو ہرگز ان کے نہیں ہیں کیونکہ اس میں سے بہت کلمات مجاوروں اور معتقدوں نے جان بوجھ کر لکھ دیے ہیں، جو ہرگز ان کے احوال کے مطابق نہیں ہیں۔

● مذکورہ قول سے ثابت ہوا کہ صوفیاء کرام کی کتب اور ملفوظات میں متعدد میں تحریف اور الحاقات ہوئے اور ان کے مجاوروں نے ایسا جان بوجھ کر کیا اور خود چہ اشاعتی علیہ الرحمہ کے زمانے میں لوگوں نے ان مشائخ و صوفیاء کی طرف ایسے نسخہ وضع کر رکھے تھے یا نسخوں میں ایسی تحریفات و تدیس کر رکھی تھی جس کا تعلق ان برگذیدہ ہستیوں کے ساتھ ہرگز نہیں۔ چہ جائیکہ ان منسوب و محرف ملفوظات سے ان صوفیاء کرام پر کوئی الزام تراشی کرے ان کو نبوت پر ڈاکہ مارنے والا کہا جائے۔

5۔ ﴿کیا مشائخِ چشت نے کوئی کتاب لکھی؟﴾

نہا، اور صوفیاء کی ایسی عبارات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخِ چشت نے خود کوئی

● حضرت محبوب الہی فرماتے ہیں۔

فرمودند کہ خدمت شیخ نظام الدین می فرمود کہ من بیچ
کدے بہ خوشہ ام، زبیر کہ خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و
شیخ الاسلام قطب الدین و خواجہ کبیر چشت قدس اللہ
روحہم و ارمشایح شجرہ من بیچ شیخ نصیف بہ کردہ اند۔

(خیر المجالس ص 52)

تبرہ انہوں نے فرمایا کہ خدمت محبوب الہی سے فرمایا کہ میں نے کوئی کتاب نہیں
لکھی ہے اس لیے شیخ الاسلام فرید الدین نے شیخ الاسلام قطب الدین سے اور خواجہ کبیر
چشت قدس اللہ ارواحہم سے اور زبیر سے شجرہ من بیچ میں سے کسی نے تصنیف نہیں کی۔

● مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ مشائخ چشت کی کتب اور مصنفات جمہور علماء و صوفیاء کی
تتبع میں مصوب شدہ ہیں اور ان کتب کو بعد کے کسی نامعلوم و غیر ائمہ معتقد یا مجاور نے گھڑ کر
اس کا انتساب چشتی مشائخ کی طرف کیا اور ان مصنوب و مخرف کتب کی وجہ سے ان اولیاء
صالحین کی طرف متہ نہوت پر ڈال دیا ہے جیسے دس فرات جیسے کئے پران جہاد اور غیر اہل
ملت و مومنین کا۔ و شرم آتی پائیے بلکہ یہی اس جہالت پر توبہ کرنی چاہیے۔ احادیث
میں تو واضح موجود ہے کہ اگر کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تصدیق کیے بغیر پھینک دے اس کے
فاسق ہونے کا میں کوئی شک نہیں۔

ماہر مفسر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے۔

حدثنا محمد بن معاذ العنبري، حدثنا أبي، ح و حدثنا محمد
بن لثمي، حدثنا عبد الرحمن بن مهندي قال حدثنا شعبة، عن
حبيب بن عبد الرحمن، عن حفص بن عاصم، عن أبي هريرة
ع. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "كفى بالمرء كذبا أن
يحدث بكل ما سمع."

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے چھوٹے موٹے کئے سے یہ بات سنی سنی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرے۔ (مقدمہ مسلم ص 1 ص 10)

ابن معین نے کہا کہ اس حدیث میں اس نے پیش بھی نہیں کیا تو کیا ان کا کام نہیں تھا کہ کسی حدیث کا فتویٰ لگانے سے پہلے ان کی مہارت کی حدیث یا تحقیق کر لیتے؟ مخالفین نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان کو یہ بات نہ مل سکی۔ یہی اصل سنت کے لوگ ہیں تو انہوں نے بحال تحقیق کے ان سو فیصد کو بہت تنقید کیا کہ ہر حدیث پر تو بائیں شام کو دینی۔

مخالفین میں سے جس نے سو فیصد اس حدیث کو بہت تنقید کیا ہے اس میں من مملوئی سنت کا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قدس میں گستاخانہ کئے کی وجہ سے فتویٰ صادر کیا ہے۔ یہ لوگ اپنی گستاخانہ کلام سے ان کے سامنے چھپانے کی خاطر سو فیصد کہہ گئے ایسے ایسے مصلحتیات پیش کرتے جو یہ حرف یا منسوب ہوتے ہیں۔ اور بڑے معصوموں کو جواب دہانوں کو ستے ہیں کہ انھوں نے سو فیصد کہا کچھ نہیں پڑا یہ فتویٰ نہیں لگاتے جبکہ یہ معصوم پر فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ جو وہ ان کے کہتے ہیں یہ معصوم ہیں۔ ان پر فتویٰ اس کی مسلمہ تحریریں پر لگا ہے اس کے علماء نے ان تحریروں سے انکار نہیں کیا انہوں نے ان تحریروں سے انکار نہیں کیا غیر حرف ملامت پر علماء کی سنت نے ست چھان بین اور تحقیق کو ان تحریرات کے قطعی ثابت ہونے اور جانی نہیں لے اور نہ لے کر نہ لے کر بعد چاہتی صدائیا ہے۔

﴿قادیانی پر وہ بیگندہ﴾

قادیانیوں سے یہ سلسلہ منسلک میڈیا یا شام کیا ہو اسے۔ مر قادیانی پر علماء کی سنت قانون لگاتے ہیں اپنے سو فیصد پر قادیانیوں نہیں لگاتے اس طرح کی عبارتیں تو ان صوفیاء سے بھی منقول ہیں۔

اس بارے میں گزارش ہے کہ منسوب سبب و عرفان تحریر و شخصیات ادیبہ پر فتویٰ نہ سے کاموں متکثر پر علماء کی سنت کا موجب ہے جو ان حدیث اور آثار سے ثابت

ہے۔ اس لیے مرزا قادیانی کی تحریر اور صوفیاء کرام کے اقوال کو ایک سمجھنے والا یا لوگوں کو باور کروانے والا دہل و فریب کرتا ہے۔ مزید یہ کہ قادیانی جو اقوال صوفیاء کرام کے پیش کرتے ہیں ان سب کے جوابات اور ان کا صحیح محمل علماء اہل سنت نے اپنی تحریروں اور کتب میں پیش کیا ہوا ہے اس لیے عوام اناس کو سوشل مینڈیا پر دھوکا نہ دیں۔

﴿دیوبندی افتراء﴾

جہ انگلی توان وگوں پر ہے جو مسک دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ن محرف و منسوب عبارات سے علماء اہل سنت کو ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے جیسے دل خراش اغواء سے الزام لگاتے ہیں۔ جبکہ اشرف علی تھانوی نے تو اس کے دفاع میں ایک مکمل رسالہ بنام اسۃ المجتبیہ لکھا

﴿غیر مقلدین کا شور﴾

اور ایسے ہی ایک مضمون محدث فورہ برہمی صاحب کا موجود ہے جس نے ایسے دل خراش جملے ان اولیاء کاملین کی ذوات اقدس کے بارے میں لکھے ہیں اس مضمون کے بارے میں محترم جناب ڈاکٹر الطاف سعیدی صاحب نے بتایا کہ یہ مضمون غیر مقلد طالب الرحمن نے طالب نور کے قلمی نام سے لکھا ہے۔ ویسے میر تقی میر کو اس شور شرابہ کی بجائے اپنے ہی عالم کی کتاب محمدیہ پاکٹ پڑھنی چاہیے جس میں انہوں نے صوفیاء کرام کا ذائقہ اور قادیانی غتہ نجات کے جوابات دیے ہیں۔

﴿مرزا جہلمی کا داویلا﴾

یہ ہی طریقہ کار جناب انجینئر محمد علی مرزا جہلمی صاحب نے شروع کیا ہوا اور لوگوں کو دھوکا دہا و فریب سے ان غیر ثابت محرف و منسوب عبارات پیش کر کے عام عوام اناس کے عقائد خراب کر رہا ہے۔

ان حضرات سے گزارش ہے کہ اگر ایسے مسلمان کا اثرات علی تھانوی صاحب کی

تھیں ہی پڑھو تو علماء اہل سنت اور اہل صوفیہ ہر ایسی جہالت کرنے سے قویٰ کر لیتے۔ موانع
اشرف علی تھاوی نے چشتی رسول اللہ کے دفاع میں "اسنۃ الجلیہ" پوری کتاب لکھی ہے۔ آپ
اپنے اکابر کی تحریکوں میں دفریب سے حواسِ ان سے چھپ کر مٹا، اہل سنت پر لعن طعن کرتے
تو وہ پھر انہی کی روش میں غیر مقلدین حضرت اہل بیتؑ میں پناہ تو صاف کرتے ہیں، اور
علماء اہل سنت پر یہی اعتراض پیش کرتے ہیں جو غیر اہل سنت دیگر لوگ پیش کرتے
ہیں مبالغہ ان کے اکابرین مسندِ چشت میں بیعت تھے ورنہ وہیں کے پسند فرمودہ اور
مصدقہ کتاب زمرۃ الخوفا میں جو یہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی تعریف و توثیق بیونٹی کی
ہے۔

عبدالحی الحسینی اور شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد کا حضرت خواجہ
معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے بارے میں رائے

اس مقام پر یہ امر غلط بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ کتاب نہ تو غیر مقدمہ، غیر مقدمہ عالم
عبدالحی الحسینی کی تالیف کردہ ہے اور یہ کتاب کھوانے اور اس کتاب کی تائید و تعریف کرنے
والا غیر مقدمہ عالم شمس الحق عظیم آبادی صاحب ہیں۔
غیر مقدمہ معین کے تائید کنندہ عالم عبدالحی حسی تھے۔

الشیخ معین ندیس حسن بن الحسن نسحی الاخیری
الشیخ الامام الراشد الکبیر الحسن بن الحسن السحری شیخ
الاسلام معین الدین الاخیری۔ الوہی مشہور۔

(الاعلام ممن فی تاریخ الهند 1/91)

عبدالحی الحسینی صاحب جن کو غیر مقلدین حضرت کی مکمل تائید حاصل رہی وہ اپنے
کتاب میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے بارے میں الشیخ، الامام، الراشد
کبیر، الوہی مشہور، اور شیخ الاسلام بیسے عقابت کھو رہا ہے اور احقر یہ لوگ

نوائے معین امین چشتی علیہ الرحمہ فی ذات پدربیک ممد کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔
 اس بارے کے بعد غیر مقلدین حسنہات ورائ کی روش و طریقہ کو اکثر فی کو کرنے والا محمد
 علی قسطنطینی اہمیت دے کر علامہ عبدالحق حسنی و علامہ شمس الحق عظیم آبادی پرستی اور ختم نبوت
 پر اسنے کان طرح فتویٰ لکھا میں جس طرح علامہ اہل سنت پر جو بد معین امین چشتی احمیہ کی
 علیہ الرحمہ کو ان بد ماننے ورس کا دفاع کرنے پر لگاتے ہیں۔ ان سو فیہ کی مٹی کتب
 کو لی ریاضتہ تابع سے تو اہل سنت کی کتابیں شائع کرتا تو اس وجہ سے اہل سنت پر لعن
 لعن اور فتوے لگاتے مانتے میں تو ان ویہ کو قبیح و ملامت کیر اور ان مشہور جیسے
 انتقابات کھسے والے عبدالحق حسنی ورس کو کھوانے اور یہ کرنے وان غیر مقلد مام شمس الحق
 عظیم آبادی یہ فتویٰ لگاتے جو بے کیا اثر مانتی ہے۔

یہ جواب سنی حریت سے ہٹ کر، یہ بارہے میں تاہ امت کو پتا چلے یہ مزار صاحب
 محض اہمیت کے خلاف ہو و پیکند کرنے کے سے کئی مسائل میں قرآن و سنت کے خلاف
 کھلی بغاوت کر رہے ہیں۔

فوائد السالکین تحریف شدہ ہے یا منسوب کردہ؟

قاریں! اہل کتب کے یہ مولیہ برآمدی کتب کے بارے میں حقیقتیں سے آراہ تحقیق پیش نہیں اس حدت کو پیش نظر رکھی فوائد السالکین کے بارے میں تحقیق پیش کرتا ہوں۔

❁ فوائد السالکین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حدت خواہ قصبہ امدیہ، فقیر ہاٹی، میہ، احمد 633ھ، 634ھ، قدس سرہ کے مسنویات میں جن کا حدت یہ امدیہ 633ھ، میہ 664ھ، 670ھ کے جمع کیا۔ فوائد السالکین کا سب سے قدیم نسخہ حدت السالکین میں 1170ھ کا ہے، موجود ہے فوائد السالکین میں جو حدت فی تیب کے حیدر گل 770ھ کا ہے، اس سے فوائد السالکین کے منسوب نسخہ میں برآمدی میں 840ھ کے وہ 884ھ کی ہیں فوائد السالکین کے متعلق سے حکومتوں کے رجحانات یہ امدیہ 1270ھ، میہ 884ھ میں حدت خواہ قصبہ امدیہ، فقیر ہاٹی، میہ 884ھ کے پاس حدت ہوئے۔ اس 884ھ کے درمیان مجاہدوں اور معتقدین نے مسنویات یا تحریروں میں جو اوقات ارتحیث کی گئی اس کا اندازہ موجود اس وقت سے بھی لگایا جاتا ہے۔

❁ فوائد السالکین کا ارتحیث چھتہ کی قدیم نسخہ فوائد السالکین غیر محض یہ ابعاد میں میں موجود نہیں لیکن شمال اقصیٰ میں اس کتاب کا موجود ہے مگر شمال اقصیٰ کتاب میں فوائد السالکین کا نسخہ یہ ثابت نہیں کرتا صاحب شمال اقصیٰ کو جو نسخہ فوائد السالکین کا موجود واقعی اصل نسخہ تھا یا کسی ہی وراور معتقد کا نسخہ تھا؟

❁ ۳۰ اور باغرض اگر فوائد السالکین کو بطور مکتبہ نوسان بھی مایا جائے تو صاحب شمال اقصیٰ کو جو نسخہ اس کے غیر حرف اور اس میں ارتحیث عبارت مذکورہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اس کے حوالہ جات پیش کیے ہیں کہ اس زمانے میں ہی اولیٰ کی طرف کتب گزریں گئیں اور حدت مادی کتب میں اوقات ارتحیث واضح کر مل سے ثابت ہے۔

۴۴ فوائد السالکین میں درج کردہ تاریخی اندراج بالکل مستند نہیں اور تمام مورخین اور محققین کا اس پر اتفاق ہے۔ فوائد السالکین میں تاریخی اندراج اخلاق اور تحریف ہے بلکہ کسی دوسری کتاب سے لے کر یہ تاریخی اندراج کیے گئے۔ منسوب نسخہ میں بہت سارے نام غلط ہیں۔ فوائد السالکین کے بارے میں محققین کی آراء میں جمہور محققین ان ملفوظات کو وضع کر رہے سمجھتے ہیں اور محققین کی ایک جماعت ملفوظات چشت کو ان عوفیہ، کرامی، تصنیف کی سنت کو ثابت کرتا ہے۔ تاہم ان ملفوظات کو معروف و رہے تمام قیاسات کے ان کی تسمیہ کرتا ہے۔ قیاسات میں وہ محققین ملفوظات چشت کو معروف شدہ و رہا بات کے ان کی ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ محققین کے حوالہ دہی کی ہے۔ انیت سے اور ان سے کو خود ملفوظات کو قطعی کہا جاسکتا ہے۔

فوائد السالکین کے ناشہ کا اصل نسخہ میں اغلاط کا اقرار

فوائد السالکین کا مشہور ترین نسخہ ۱۱۱۱ھ طبع ہوتا ہے۔ اس نسخہ میں ۱۱۱۱ھ طبع ہوتا ہے۔ اس نسخہ کے ناشہ مولوی محمد صاحب نے دی۔

اصل میں صحیح صحیح یہ ہوتا ہے۔ جند نہ سجدہ دیگر پیدا شد
نامہ میں میں معانی توحید، فتنہ شد، لیکن بقدر وسعہ دفع علاط
کو شیدہ آمد۔

اس نسخہ میں اصل یعنی وہ نسخہ جس سے نسخہ نسخہ منقول سے صحیح تھی اور
پہلے نسخہ میں قیام ہو تھا نہیں، دونوں میں فرق بہت تھا، ہذا بقدر
مکان میں بدلتی و گشتی تھی ہے۔

مولانا محمد علی صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ وہ اس نسخہ میں کیا فرق تھا؟
کس دور سے کچھ تھے اور کب تک نہ تھے اس سے قریب نسخہ، اس کی معلومات میں کو خود
الکبات سے اس نسخہ کے، زمین میں ان اور معتقدین سے ملفوظات یا تحریر میں جو
احاطات و تحریف کی سبب اس کا اندازہ ہو گا، انہوں نے بھی لکھا یا نہ لکھا ہے۔

کیونکہ صوفیہ کرام کے مصنفات کے ایسے نسخہ بھی موجود ہیں جنہیں ان کے عقیدت مند نہ ف عقیدت کے لیے کاتبوں سے نقل کرواتے جس میں عبارت کی تصحیح کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ اس کی تفصیل یہ اعارفین اور خیر انجاس متنبوں سے بحوالہ بیان کر دی گئی ہے۔

۵۔ فوائد السالکین کا موجودہ دستیاب نسخہ پر محققین بھی مطمئن نہیں کیونکہ متعدد عبارات خود مکتب میں نقل میں وہ بھی موجود نسخوں میں موجود نہیں ہیں۔ اس سے قبل کے قلمی مخطوطہ اگر کسی کی معلومات میں موجود وہ الگ معاملہ ہے۔ فوائد السالکین کے کاتب نے متعدد ایسے واقعات جو 634ھ میں ہوئے ان کو بھی لکھا جس سے مصنفات فوائد السالکین کے ساتھ کاتبین یا مکتب میں لکھ دیا ہو گا ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ مذکور بالا پیش کردہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مصنفات چشت کے موجود نسخہ وضع کر دیں اور اگر ان کا انتخاب صوفیاء چشت سے بطور مثال تسلیم کر بھی لیا جائے تو مصنفات چشت میں تحریف اور اہل اوقات کو تمام محققین نے تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ مصنفات چشت کا سب سے زیادہ دفاع کرنے والے جانیدار محقق اخلاق دہلوی نے بھی ان مصنفات میں اعاقات اور تحریف کو تسلیم بھی کیا ہے۔ اب مشائخ چشت کی کتب میں الحاقات اور تحریف کے ثبوت کے بعد بھی ان مصنفات کی عبارات کو قطعی طور پر صوفیاء چشت کی طرف کر کے ان کی شان اقدس پر الزام و افتراء اور عن معن کرے تو وہ مکر اور دہل ہے جس کا تحقیق کے میدان میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۷۔ جب تحقیق سے یہ بات واضح ہے کہ مصنفات چشت معروف و منسوب ہیں تو اس میں کسی بھی تحریر پر فتویٰ خلاف اصول ہے اور اس سے بڑھ کر زیادتی یہ ہے کہ ان ادویاء کا ملین کی ذوات اقدس پر کوئی حرف گھیر لی کی جائے کسی کتاب کا منسوب و معروف ہونے کی وجہ سے نہ تو قطعی طور پر تحریر کا اثبات ہوتا ہے اور نہ مصنف یا مولف کی ذمہ داری ثابت ہوتی ہے۔ مگر ان مخالفین کے اصول کی دجھیاں اڑانا تو دیکھیں کہ وہ تو ناقل اور ساجز کتب تک کوئی نہیں چھوڑتے اور اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ مگر ان مخالفین کا یہ عمل باطل و مردود ہے جس کی علمی و تحقیقی میدان میں کوئی حیثیت نہیں۔ مصنفات

چشت کے محرف و منسوب اور لحاقات ثابت ہونے کے بعد تو ان کتابوں کی تحریر اور اقتباسات کو مسلمہ اور قطعی سمجھنا غلط ہے اور مخالفین کا چشتی رسول اللہ کے کلمہ کو لے کر ان اویام کا ملین اور علماء اہل سنت و تائیدین پر طعن و فتویٰ باطل و مردود ہے مگر عوام الناس کے سامنے اس مبارک کی مزید ترویج و تحقیق پیش خدمت ہے تاکہ مخالفین بیکس سے رکیک نکتہ سے عوام الناس کو گمراہ نہ کر سکے۔



﴿چشتی رسول اللہ کا محرف و منسوب ہونا﴾

قارئین کرام کے سامنے دلائل اور حواہجات سے تفصیل کے ساتھ یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ فوائد السالکین کتاب جو ملفوظات چشت میں سے ایک ملفوظ ہے وہ محرف و منسوب ہے۔ اب اس بات کی تحقیق پیش خدمت ہے کہ غائبین جو چشتی رسول اللہ کو قطعی مان کر اس پر حلیہ اور گرامی کا فتویٰ صادر کرتے ہوئے نہ کوئی تحقیق کرتے ہیں اور نہ کسی اصول کو مد نظر رکھتے ہیں۔ یہ کلمہ بھی خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ یا مشائخ چشت کی طرف منسوب و معرفت میں اس مقام پر وہ نکات ذہن نشین رہے کہ صوفیہ اور متحققین نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ صوفیہ کے دور میں اور ان کے مجاورین و معتقدین نے ان صوفیہ کرام کی طرف یا تو ان تحریروں کو گھڑا، وضع کیا یا پھر اپنی مرضی سے اس میں تحریف یا الہی قات بھی کیے۔

ایقارین کرام سب سے پہلے تو اس محرف و منسوب عبارت کو مکمل مدحہ کریں جس میں چشتی رسول اللہ جیسے منسوب کلمات ہیں جس کو غیر اہل سنت و جہاد خان دیوبندی الزامی طور پر کچھ یوں نقل کرتا ہے۔

”آپ نے پھر ایک اور واقعہ بیان کیا کہ میں اور بہت سے اہل صفا جناب معین الدین کی خدمت میں مائدہ تھے وہ اللہ کے متعلق غلو ہوتی تھی اس موقع پر ایک شخص آیا غرض بیعت آپ کے قدموں پر رکھ لیا۔ آپ نے بیٹھنے کیلئے کہا وہ بیٹھ گیا آپ اپنی خاص حالت میں تھے آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہوں گا وہ کہو گے تو میرے کہوں گا اس نے عرض کی حکم بجالاؤں گا فرمایا تو کمر کس طرح بڑھتا ہے اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔ اس نے اس طرح کہا تو آپ نے علقہ بیعت میں داخل کر دیا خلعت اور نعمت عطا کی۔۔۔۔۔“

(فوائد السالکین، بہشت بہشت، مجموعہ ملفوظات مشائخ چشت ص ۱۵۱)



● مذکورہ عبارت کو مرزا جہلمی صاحب نے اپنی ریسرچ آئیڈیل ص 3 نمبر 13 کے ضمن میں لکھا ہے۔ قارئین کرام یہ ملاحظہ کریں کہ اس دور میں بھی مرزا جہلمی نے اس عبارت کو صحیح نقل نہیں کر سکا۔

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب (جو خلیفہ تھے خواجہ معین الدین چشتی صاحب نے) ایک دفعہ انکے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں مرید ہونے آیا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط منظور ہے تو مرید کروں گا اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا: تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے۔ [لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ] تو اب ایک بار اس طرح پڑھ [لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ] چونکہ راسخ الحقیقہ تھا اس نے فوراً پڑھ دیا۔ خواجہ صاحب نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ فطرت و نعمت عطا فرمایا اور کہا میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ پڑھواں۔

بزرگ (بریلوی + دیوبندی) خواجہ فزید الدین گنج شکر صاحب بہشت بہشت (فوائد السالکین) (صفحہ 19 شبیر برادرز)

قارئین کرام سے التماس ہے کہ جس مطبوعہ نسخہ کا حوالہ مرزا جہلمی نے دیا ہے اور اس میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کا طرف کلمہ پڑھوانے کی نسبت کی ہے وہ جھوٹ اور غلط بیانی ہے کیونکہ فوائد السالکین کے محرف و منسوب اور موجودہ مترجم نسخوں میں اس کلمہ کو پڑھانے کی نسبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی طرف کی گئی ہے اور اس عبارت کے بعد جو مزید متصل عبارت بھی بحوالہ فوائد السالکین ص 19 طبع شبیر برادرز ہو سکتی ہے وہ بھی درست نہیں لگتی۔ جب اس دور میں مرزا محمد علی جہلمی سے ایک عبارت کے نقل کرنے میں اتنی غلطیاں اور ناموں کی غلطابہ ہوئی ہیں تو مخطوطات لکھتے ہوئے کاتبین اور مجاہدوں نے عبارت کو

یہ سے کیا بنا، یا ہوگا؟ اب قارئین کرام فوائد الیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 19 مطبوعہ شبیر، ادارہ انوار کونجی ملاحظہ کر کے الفاظ کا تقابل کریں۔

اور کائناتیں (۸) ————— عہدہ و منصب میں تہذیب

میں بہت بلا ثواب ہے۔

کی موقوفہ کلاس آپ نے فرمایا کہ ایک مہتمم مقرر کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک مہتمم مقرر کیا جائے کہ وہ
واللہ فی میں نے فوراً ترک کر دی۔ ایک کتبہ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
سے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
پھر ہم یہ ہے کہ یہ مہتمم کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایک مہتمم مقرر کیا جائے کہ وہ

حسن عقیدہ

ان موقوفہ کلاس آپ نے فرمایا کہ ایک مہتمم مقرر کیا جائے کہ وہ
میں حاضر تھے اور وہاں خدا کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ ایک مہتمم مقرر کیا جائے کہ وہ
کلاس کے مہتمم میں مقرر ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
سے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
نہ یہ کہہ رہے تھے کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
اس سے کہ لایزالہ برائۃ مخلصین مخلصون۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
میں نے عرض کیا کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
میں نے عرض کیا کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
خدا کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
خدا کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ میں اس کو ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں اس کو اتنا آپ سے ایسا کرنا چاہتا ہوں
اور حقیقت یہ کہ مہتمم مقرر کیا جائے کہ وہ

انجینئر صاحب کا دجل و فریب:

یہ نکتہ واضح ہوا کہ محرف و منسوب فوائد السالکین کے مطبوعہ مترجم نسخہ سے مرزا قاسم صاحب صحیح عبارت تک نقل نہیں کر سکتے اور محرف و منسوب فوائد السالکین مترجم کتاب سے نقل کرتے ہوئے عبارت کا انتساب حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے بنا کر خواجہ قطب الدین کا ئی علیہ الرحمہ کی طرف کر دیا اور عبارت میں دیگر جملوں جیسے "شیخ صاحب ابنی خاص حالت میں تھے" اور "میں تو ایک ادنی سا غلام محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوں۔ کلمہ اصل وہی ہے" نقل نہ کر کے بدیہ نئی اور دجل کا ثبوت دیا ہے۔

6012

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

[illegible]

١ ٢ ٣ ٤ ٥ ٦ ٧ ٨ ٩ ١٠ ١١ ١٢ ١٣ ١٤ ١٥ ١٦ ١٧ ١٨ ١٩ ٢٠ ٢١ ٢٢ ٢٣ ٢٤ ٢٥ ٢٦ ٢٧ ٢٨ ٢٩ ٣٠ ٣١ ٣٢ ٣٣ ٣٤ ٣٥ ٣٦ ٣٧ ٣٨ ٣٩ ٤٠ ٤١ ٤٢ ٤٣ ٤٤ ٤٥ ٤٦ ٤٧ ٤٨ ٤٩ ٥٠ ٥١ ٥٢ ٥٣ ٥٤ ٥٥ ٥٦ ٥٧ ٥٨ ٥٩ ٦٠ ٦١ ٦٢ ٦٣ ٦٤ ٦٥ ٦٦ ٦٧ ٦٨ ٦٩ ٧٠ ٧١ ٧٢ ٧٣ ٧٤ ٧٥ ٧٦ ٧٧ ٧٨ ٧٩ ٨٠ ٨١ ٨٢ ٨٣ ٨٤ ٨٥ ٨٦ ٨٧ ٨٨ ٨٩ ٩٠ ٩١ ٩٢ ٩٣ ٩٤ ٩٥ ٩٦ ٩٧ ٩٨ ٩٩ ١٠٠

اصطلاحات و کلمات (در حد ۱۰۰ کلمه)

﴿ فوائد السالکین کے مطبوعہ فارسی نسخہ میں اغلاط ﴾

۲ فوائد السالکین کا مطبوعہ فارسی نسخہ 1310ھ مطبع مجتہبی دہلی، 37 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کے ناشر مولوی مہدی صاحب لکھتے ہیں۔

اصل میں نسخہ صحیح نہ ہو در چند کہ نسخہ دیگر پیدا شد
نام فیہا میں معائنہ نہ یافتہ شد، لیکن بقدر وسع در رفع اغلاط
کوشیدہ آمد۔

ترجمہ۔ اس نسخہ کی اصل یعنی دو نسخہ جس سے مطبوعہ نسخہ منتقل ہے صحیح نہ تھی اور اگرچہ دور نسخہ بھی دستیاب ہوا تھا لیکن دونوں میں فرق بہت تھا۔ لہذا بقدر امکان رفع اغلاط کی کوشش کی ہے۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ موجودہ شائع کردہ فوائد السالکین کا فارسی نسخہ بھی اغلاط سے پر ہے اور جس فارسی قلمی نسخہ پر اعتماد کر کے فوائد السالکین کو شائع کیا گیا اس کے بارے میں بھی ناشر نے کہا کہ اس میں بہت ساری اغلاط ہیں۔ اب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ نہ تو شائع کردہ فوائد السالکین پر ناشر کا اعتماد اور نہ ہی اس کے قلمی فارسی نسخہ پر اعتماد ہے، اور ایسی کتب جس پر نہ ناشر کو اعتماد اور نہ محققین کو اعتماد اس سے ایک عبارت چشتی رسول اللہ تعالیٰ کے نہ صرف اہل سنت و جماعت پر گمراہی کے فتویٰ بلکہ ان اولیاء کاملین کی ذات پر نیک حملے کیے جاتے ہیں۔ اور یہاں تک ایک بدتمیز و بدی طاسب فوراً تو اہل سنت و جماعت پر ختم نبوت کے ڈاکو ہونے کا دل خراش الزام لگا کر انتہائی مردود کا نام لیا ہے۔

فوائد السالکین کے نسخہ قدیم میں الحاقات اور اضافات جات

۳۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ملفوظات چشت جس میں فوائد السالکین بھی ہے وہ منسوب وضعی، اہل حق، اور محرف ہونے کے ساتھ صوفیہ کرام کے قریب کے دور میں ہی ان کتب سے عمل گزرا ہوئے یا تحریف کردہ نسخہ و کجوں کے پاس موجود تھے، جو کہ ان اولیاء اللہ کے بہاں معتقدین یا پھر مجاورین نے ان صوفیہ کے نام پر داخل کیے۔

● علامہ حامد جمن ۱۹۴۲ء لکھتے ہیں۔

نقل است از حمید قلندر کتب ملفوظ حیر المجاہس
--- فرمود کہ این نسخہ بابر من رسیدہ اند، حاش کہ اریشان
باشد، دران جا سیر کلمات مجوران و معتقدان ما وقوف
بوشنہ اند، کہ بر گز مو فی احوال و اعمال ایشان است۔

(سیر العارفین ص ۹۵)

ترجمہ کتاب خیر مجاہد کے کاتب حمید قلندر سے نقل ہے۔۔۔ انہوں نے
فرمایا کہ یہ نسخے مجھے پہنچے ہیں، جو ہرگز ان کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے
بہت کلمات مجاوروں اور معتقدوں نے جان بوجہ رکھ کر دیے ہیں جو کہ ان
کے احوال کے مطابق نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صوفیہ تحقیقین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ
اولیاء کی طرف کتب وضع کی گئیں ہیں اور بہت سے اقوال اور تحریریں مجاوروں اور
معتقدوں نے تحریف و حلق کیے ہیں۔ اب فوائد السالکین کا منسوب اور اعلاط سے پر نسخہ میں
چشتی رسول اللہ کے الفاظ کسی نے نام چشتی کو محرف کیا اور اس واقعہ میں مزید بھی الفاظ احاق
کیے۔

چشتی رسول اللہ کی تحریف پر پہلا ثبوت

﴿از فوائد الفوائد﴾

❁ اس کے ثبوت کے لیے خود مشائخ چشت حضرت خواجہ غلام احمد علیہ السلام کے مصنفات اس میں بھی احاطات اور تحریف ثابت ہے۔ اس میں اس وقت میں بیروت میں بجائے شبلی لکھا گیا، وہ ملاحظہ کریں۔

اس موقع پر حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص شیخ تہجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور غصے کی کہ میں آپ کا یہ یہ ہوتا ہوں۔۔۔ (حضرت شیخ اس کی رحمت اللہ علیہ نے پوچھا تو کلمہ طیبہ کس طرح پڑھتا ہے یہ یہ سے جواب دیا کہ میں اس طرح پڑھتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شیخ بوقت اس طرح پڑھتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نے فرمایا کہ شیخ اس طرح پڑھتا ہے اس کے بعد شیخ متہم اللہ کے رسول تو وہی ہیں میں تو یہ سے اعتقاد کا امتحان رہا تھا۔

(فوائد الفوائد، پانچویں جلد آئینوں مجلس ص ۳۹۹ دوسرے نسخہ ص 427 طبع ۱۳۱۰ھ پیش از قیام نسخہ ص ۶۱6 طبع انجمن غیصلیٰ ناشران جو تہ نسخہ ص ۱68 طبع شبیر برادر، لاہور اور فارسی نسخہ مکتبہ احمدی، دہلی ص 143)

❁ اس حوالے سے معلوم ہوا کہ فوائد اغواء جو کہ مشائخ چشت فی حق تصاب ہے، اس میں چشتی رسول اللہ کی بجائے شبلی رسول اللہ ہے جو یہ نکتہ ثابت کرتا ہے کہ فوائد اس لکھنؤ میں غلط چشتی کا اقتساب اہل حق اور تحریف شدہ ہے۔



ایک نکتہ ملحوظ خاطر ہے۔ فوائد اغواءہ میں نبی رسول اللہ کے الفاظ کو حکایت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہ اس کی کوئی متصل سند یا مستند حوالہ ہے اور علم و تحقیق کو یہ بات بخوبی معلوم ہے۔ سنی سنائی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور نہ اس پر کوئی فتویٰ عبارت پر اور نہ ہی اولیاء ہدایت ہے کیونکہ فتویٰ کے لیے کلام قطععی اور صاحب کلام سے قطععی طور پر ثابت ہونا ضروری ہوتا ہے ورنہ سنی سنائی باتوں پر مقتضیات زر کسی طرح کا فتویٰ نہیں جاسکتا۔

چشتی رسول اللہ کی تحریف پر دوسرا ثبوت

﴿ از سبع سنابل ﴾

اب قارئین کرام کے سامنے فواد السالکین کے حرف اور احادیق مہارت پر دوسرا حوالہ بھی مدحوظ کریں۔ علامہ میر عبد الواحد بالگرامی قدس سرہ نے ۹۶۹ھ میں سبع سنابل کتاب لکھی۔ یہ عبد الواحد بالگرامی پیش کتاب میں فواد السالکین کے حوالہ سے کسی مہارت کو کچھ اس انداز سے لکھا ہے۔

”فواد السالکین میں سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں حضرت قدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص بیعت کے ارادے سے آیا خواجہ کے قدموں پر سر رکھا اور عرض کیا کہ بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ پر کفایت لاری تھی فرمایا: ”اگر تم کو ہوا۔ الا الحمد چشتی رسول اللہ تو میں تمہیں بیعت کروں گا۔ چوں کہ وہ شخص حسن کا پہ در سچ تھا فوراً اقرار کر لیا۔ خواجہ نے بیعت کے لیے اسے اپنا ہاتھ دیا اور اسے بیعت کر لیا۔ پھر فرمایا سنو! میں کون کون اور کیا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے کہنے والوں میں سے ایک ہوں۔ کلمہ وہی ہے مگر میں نے تیرے کمال اور اعتقاد اور صدق کو آزمایا تھا۔“

۱۔ سبع سنابل ص ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰ مطبوعہ رضوی کتاب گھر، مطبوعہ فیدک سنابل لاہور، سبع سنابل فارسی ص ۱۳۳

مذکورہ پیش کردہ حوالہ میں میر عبد الواحد بالگرامی نے ۹۶۹ھ میں جو اقتباس فواد السالکین سے پیش کیا، اس میں چشتی رسول اللہ کا اقرب حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ

الرحمہ کی طرف نہیں بلکہ نہتہ مخبرہ یعنی یوسف چشتی قدس سرہ کی طرف ہے۔

✽ اس القباس سے معلوم ہوا کہ بیع سناہل میں فوائد اسامیہ کے حوالے سے چشتی

رسول اللہ کا انتساب نہتہ مخبرہ یعنی یوسف چشتی قدس سرہ کی طرف ہے جبکہ عرف

و منسوب سندہ میں یہ حق بات خواجہ معین مدین چشتی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ہے۔

✽ بیع سناہل میں یہ غلط فہمی نہیں تو ظہر کس طرح پڑھتا ہے اس نے کہا مالہ الا اللہ

محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ اور اللہ چشتی رسول اللہ اس نے اس طرح

کہا۔

اس طرح کے اعتقاد وہابی صاحب فار نے اپنی تحریر میں اضافہ کر کے خارج کیا ہے۔ بیع

سناہل میں یہ تو یہ عکس کی طرح پڑھتا ہے۔ درتہ یا انکار ہیں۔ اس نے اس طرح

کہا۔ ان الفاظ نے امداد و راجح سے اس طرح کے لوگ خواہ انسان کو دھوکا دے کر

ان کے عقیدہ کو غائب کرنے کی ہمت کرتے رہتے ہیں۔

✽ بیع سناہل کے حوالے میں یہ واضح غلط فہمیوں میں خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ پر

مات نہ کی تھی اور یہ بات ایک نہ سمجھ کر کبھی معلوم نہ ہوئی تھی خاص حالت

ادبالت کی طرف تھی گایا مطلب معنی ہوتے ہیں۔

✽ بیع سناہل کے اس القباس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نہتہ مخبرہ نہیں پڑھا

نہتہ مخبرہ پڑھنے کی مائی بھری اور اس کے اقرار پر وہاں یوسف چشتی قدس سرہ

نے پھر فرمایا کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ادبالت کے معنی غلاموں میں سے ایک ہوں۔ ظہر وہی ہے۔

اس عبارت کے خواجہ صاحب کے قس میں ہونے سے دو حوالہ نص کا مثبت باطن کے

طریقہ نہیں منسوب عبارت میں نہتہ مخبرہ پڑھنے کا ذکر ہے اور نہ ہی خود نہتہ مخبرہ علیہ الرحمہ

نے اس سے پھر فرمایا کہ اور اس کے زبانی مائی بھری نہتہ مخبرہ کی بات

اور نہتہ مخبرہ کی بات علیہ الرحمہ سے نام اور متی ہونے کا اقرار کیا۔

۴۰ میرے مہد اوامد با گرامی کی نقل کردہ فوائد سالکین کی عبارت میں خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ کا اس کلمہ کو پڑھو نے کا کوئی ذکر نہیں اس سے اس عبارت کی آرز میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ پر کسی بھی طرح کا الزام باطل و مردود ہے۔

اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہو کہ فوائد سالکین سے جو عبارت سبع سنابل 969ء میں نقل ہوئی وہ موجود فوائد سالکین کی عبارت سے مختلف و الگ ہے و اس میں خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کا کلمہ پڑھو آنے کا ذکر بھی نہیں و اس میں یہ کلمہ بھی کلمہ پڑھنا ثابت نہیں اس لیے ایسے فضول متاضات کر کے جو سنابل کو بہا یا نہیں جاتا اور فوائد سالکین کے حوالہ سے یہ کلمہ چشتی رہوں اس کی کتاب میں اس طرح نقل نہیں جو اس متن کے اوراق اور عرف ہونے کا ثبوت ہے جبکہ فوائد سالکین کی کتاب کے حوالہ سے جو سبع سنابل میں جو عبارت نقل کی گئی اس میں تو خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کا کلمہ پڑھو نے والی بات کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ خود میر عبد اوامد با گرامی کے زمانے میں بھی فوائد سالکین کے عرف و منسوب کتاب فوائد سالکین میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کا کلمہ پڑھو نا ثابت نہیں اس سے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی پر کسی طرح کا الزام باطل و مردود ہے۔

چشتی رسول اللہ کی تحریف پر تیسرا ثبوت

﴿از تذکرة الابرار﴾

قارئین کرام! کے سامنے چشتی رسول اللہ کے تحریف اور الحاق پر ایک تیسرا ثبوت ملاحظہ کریں جس سے اس منسوب کلمہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت سید علی ترمذی 991ھ کے مرید حضرت اخوند درویش 1048ھ اپنی کتاب تذکرہ الاولیاء والاشہار میں 186 میں حضرت شرف الدین یحییٰ مغیری 781ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ چشتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ اہل ہوا کا [الحاق و] التماس ہے۔

قارئین کرام! کے سامنے منسوب کلمہ چشتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ یہ عبارت صرف ۲ کتابوں میں ہی منسوب ملتا ہے، ایک فوائد السالکین اور دوسرا سبع سنابل میں فوائد السالکین کے عرف و منسوب ہونے کے دلائل پیش کر دیے گئے ہیں اور سبع سنابل کے اقتباس پر بھی تحقیق پیش کی گئی ہے۔ مع سنابل میں یہ حمد خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے بھی منقول نہیں ہیں اور نہ اس میں مرید کا کلمہ پڑھنا ثابت ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ مخالفین کی طرف سے اہل سنت پر چشتی رسول اللہ کے کلمہ پر اعتراضات باطل و مردود ہیں۔

﴿شبلی یا چشتی رسول اللہ؟﴾

اس نکتہ پر تحقیق اہمیت کی حامل ہے کہ مذکورہ حکایت میں شبلی رسول اللہ منقول سے یا چشتی رسول اللہ منقول ہے۔

حکایت میں مختلف الفاظ کا منقول ہونا

مختلف کتب میں اس واقعہ کو متعدد الفاظ کے ساتھ ملوث اور بغیر سد کے لکھا گیا، حالت سبکی کیفیت اور پھر حالت صحیح میں رجوع کا ذکر موجود ہے۔

فوائد السالکین	عرف و رسم	در حالت بود، حکایت میں شبلی کی جگہ	رجوع سے الفاظ بھی
	غلو	یوسف چشتی، اہل کردیا، اگر فوائد موجود ہیں	
		اسالکین کا نسخہ صحیح ہوتا اور اس میں	
		چشتی رسول کے الفاظ ہوتے تو فوائد	
		اغواہ میں بھی واقعہ کو حصہ ت شبلی کی	
		عرف منسوب نہ کیا جاتا	

● خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ کا زمانہ کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے پیدا
اس پر بھی تحقیق ضروری ہے۔

فوائد اغواہ	بغیر سند	شبلی رسول اللہ	رجوع کے الفاظ
سبع سناہل	بغیر سند	در حالت بود فوائد السالکین سے	
		منقول شیخ یوسف چشتی کا ذکر	

● خواجہ یوسف چشتی مدظلہ العالی کا زمانہ کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی مدظلہ العالی نے پایا؟
اس پر بھی تحقیق ضروری ہے۔

تحقیق اثنیٰ بغیر سند منہر حقیقت محمد علی اللہ علیہ وسلم ہونے

کے غلبہ مال ہونے کی وجہ سے۔

فی مد فیہ بغیر سند اثبات کے تحت یہ واقعہ عمل کیا اور

شیخ یوسف چشتی سے خواجہ معین الدین

چشتی بنا دیا۔

امن زل و بار بغیر سند آمیزگی میں تنہا رسول کو ہی نہیں اللہ

کو بھی دیکھتا۔

مقتضیٰ اصحاب مژدہ کورسوں کہنے کی نعمات کی۔ اس کتاب کا جامع

اور بات کاراوی متہم

ہے اور قادیانی نواز

تھا۔

● مذکورہ تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ متنازعہ عبارت چشتی رسول اللہ کا انتخاب سند اور عبارت کسی طرح بھی مخفوق و درست نہیں۔ جب اصل عبارت ہی غیر ثابت اور غیر محفوظ ہے تو اس کو متعین کر کے اعتراض کرنا فصول و مودد ہے۔

اشکال:

کوئی جاہل مطلق و جبرئیل شخص اگر یہ کہے کہ پوچھ چشتی رسول اللہ اگر محرف ہے تو شبلی رسول اللہ کے کلمہ کو تو ثابت مانا ہے۔ چشتی رسول اللہ کا کلمہ نہ ہی شبلی رسول اللہ کا کلمہ تو کفر یہ ہے۔

جواب:

گزارش ہے کہ اسے جاہل شخص کی اس اعتراض کی بھی کوئی عملی وقعت نہیں کیونکہ
اول توحید نبی مدظلہ العالی تک اس قول کی سند نہیں ہے۔

دوم اگر باغرض اس حکایت کو نہ تثنیٰ حیدر محمد تک سند اُمیمہ بھی لیا جائے تو بھی ان پر فتویٰ غریب نہیں لگتا۔ علامہ ابن عیہ الرحمہ سے محدث جعزہ اٹلہ فی تثنیٰ نقل کیا ہے۔
 حسن احوال الشیخی ان یقال فیہ محبوب، یرید نہ کثیر الشطح،
 والمحبون رفیع عہ القلم (تاریخ اسلام 687/7)
 ترجمہ احوال نیک کا احسن بیان انہیں مجنون کہاں ہے مگر یہ ہے۔ نیز اس
 تحفے ورجوں جو تثنیٰ شیخ موسیٰ مرفوعہ اثنیٰ فی اس پر شریعت کا کوئی حکم
 نہیں لگتا۔

یاد رہے۔ علامہ ابن عیہ کی کتاب صوفیہ، کرمیہ سنی ابو یوسفی، ج ۱، اور دیگر روایہ
 کرمیہ کرمیہ موجود ہے اور ان کی تثنیات بیان کر کے ان پر کسی حد تک فتویٰ صادر نہیں کیا۔
 ابن قیم اپنے کتاب میں لکھتے ہیں۔

ذكرها أبو موسى مديني من طريق عبد النبي بن سعيد قال
 سمعت إسماعيل بن أحمد بن سفيان بن عجلان حاسب قال أخبرني أبو
 بكر محمد بن عمر قال كتب عبد الله بن بكر بن محمد وحاء شيب
 هفاه، به أبو بكر بن محمد وفاءه وفضل بن عبيد بن عبد الله بن
 سندی بفعل هذا الشیخی وکرمیہ وجمع من سعد دیصور ورویه
 نہ مجنون وفضل بن فعلت نہ کہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم بفعل نہ وذلک أبو رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی المنام۔ (جلاء الأفهام 1/434)

حسرت ابو بکر بن محمد بن جعفر تثنیٰ کو کھڑے ہو کر ملے اور معتمدیہ ورائیہ کے
 درمیان بوسہ دیا تو میں راوی نے کہا کہ اگر آپ تثنیٰ کے ساتھ ایسا کرتے ہیں
 نہ تو آپ خود اور جمع مل بعد اذ حضرت تثنیٰ کو مجنون سمجھتے ہیں۔

اس روایت میں حضرت تثنیٰ کا مجنون ہونا اور مجتہد ہونا دونوں ثابت ہو۔

سوم کسی بھی حکایت کو بیان کرنے کا مقصد اس کے ظاہری مفہم و مطلب پر یقین
 راہ عمل کرنا نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بات نہ اتنا واضح ہو جاتی ہے

مگر بین کرنے والے کا مقصد اس سے دیگر نکات انداز کرنا ہوتا ہے۔ اس پر متعدد احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ امام مسلم بن حجاج القشیری اپنی کتاب صحیح مسلم میں ایک روایت پیش کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن الصباح، وروث بن حرب، قالوا حدثنا عمرو بن یونس، حدثنا عکرمہ بن عمر، حدثنا إسحاق بن عبد الله بن یطیحة، حدثنا یونس بن مالک وهو سمعہ، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لله سدر حنونة عند حبي يتوب إليه من حدكم كذا على رحنه بارص، فلاه فلفنت منه وعينها طعمه وشره، فیس منها، فسی شجرة ووضعت في ضفها فدايس من راحلته فيب هو كدنت، إدا حوسب فائمة عله و حد حضا منها"، ثم قال "من شدة الفرح الملمهم است عني وانا ربك اخطا من شدة الفرح".

(صحیح مسلم حدیث نمبر 6960)

ترجمہ سید تافس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوش ہوتی ہے اپنے بند کی توبہ سے جب وہ توبہ کرتا ہے تو میں سے اس شخص سے جو اپنے اونٹ پر سوار ہو ایک سواف بے آب و نہ جنگل میں پھر وہ اونٹ نکل بجائے اس پر اس کا کھانا اور پانی ہو۔ آخر وہ اس سے ناامید ہو کر ایک درخت تلے آکر لیٹ رہے اس کے سایہ میں اور اونٹ سے بالکل ناامید ہو گیا ہو، وہ اسی حال میں ہو کہ یہ ایک اونٹ اس کے سامنے آکر کھڑا ہو جائے اور وہ اس کی ٹیل تھامے پھر خوشی کے مارے بھول کر ٹپکی سے کہنے لگے "یا اللہ! تو میرا بند ہے میں تیرا رب ہوں خوشی کے سبب سے یہی ٹپکی کرے" (یعنی یوں کہتا تھا یا اللہ! تو میرا رب سے میں تیرا بند ہوں پھر خوشی سے زبان میں ان کی نکل جائے)۔

ملاحظہ فرمائیے اس حدیث شریف میں یہ الفاظ (اے اللہ! تو بندہ ہے میرا) اور میں خدا

ہوں تیرا بظاہر اکفر معلوم ہوتے ہیں مگر صاحب کلام اپنے غلبہ حال کے سبب اس بڑے مفسر سے بے خبر اور لاعلم ہے۔ اس لئے اس کا استدلال غرضاً ثابت نہ ہوا، لہذا وہ صرف خط کا نمبر اور جب صاحب کلام غلبہ حال سے نکل کر حالت صحو میں آکر اس غلطی سے آگاہ ہو تو رجوع کرنے کے بعد اس پر کسی طرح کا الزام بھی باطل ہو جاتا ہے۔

مزید یہ کہ اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد اس کلمہ (اسے نہ تو بندہ ہے میرا اور میں نہ ہوں تیرا) کا ثبات نہیں بلکہ امام مسلم کا اس حدیث کی کتب میں اصل حدیث سے بیاب کرنے کا مقصد استدلال اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے تو بہ کرنے پر غور و تأمل کی خاطر کرنا ہے۔ اس حدیث پر کسی جہل کا یہ اعتراض نہ کرنا کہ یہ حدیث میں (اسے نہ تو بندہ ہے میرا اور میں نہ ہوں تیرا) خلاف قرآن بات ہے۔ جس طرح صحیح مسلم کی حدیث سے استدلال نقل کرنا تو بہ کی فضیلت کا بیان کرنا ہے اگرچہ جہل اس کو تمام اختلافات شرح سمجھتا ہے۔

اسی طرح فوائد اس الکین فوائد عامہ بیع اسما میں انسان کامل، ورفاء فیہ یہ کا اگر تعصب سے ہٹ کر منہ لے کرے تو اسے اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ شی رسول اللہ ﷺ کا یہ حدیث کو سب سے بطور حکایت نقل کیا اور اس حکایت کو بیان کرنے کا مقصد صرف اور صرف مزید کا اپنے تیغ پر کامل اعتماد و یقین کرنا ہے نہ کہ کسی چیز کا اپنے مزید سے اس امر میں کلمہ پانہوانا۔ یہ یاد رہے کہ صحیح مسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی حکایت کو اس کے تواتر کے طور پر نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جبکہ دوسری طرف چند نام نہاد محققین اور مخالف اہل سنت چٹھی رسول اللہ کا کلمہ جو کہ نہ ابھی ثابت نہیں، اس واقعہ سے اس کے نتیجہ [کہ مزید کو اپنے پیروں پر کامل اعتماد نہ ہونا چاہیے] پر غور و فکر نہ کرنے کی بجائے شور و غوغا اور حقوق بدقیضی کا ایک مہلک فتنہ برپا کیا ہو ہے اور اہل سنت کے جانب غر کا انتخاب کرنے کے لیے جبری ہیں۔ جبکہ حقیقت میں نہ یہ بلکہ بطور حکایت بھی ثابت نہیں ہے۔

ان کتابوں میں یہ حکایت [جو کہ نہ ابھی ثابت بھی نہیں] نقل کرنے کے بعد کسی صاحب نام تب نے یہ کہیں بیان نہیں کیا، نفع و مامہ نفع و مامہ جیسے حضرت شی نے اپنے شاگرد سے شی رسول اللہ کا کلمہ پڑھوایا اسی طرح مزید سے اپنے مزید سے اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا

کرے۔ نقل کفر کفر بائد۔

پیش کردہ تحقیق سے معلوم ہوا الٰہی غیب اہل سنت کی طرف سے جو اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ تحقیق کے میدان میں باطل و مردود ہیں کیونکہ نہ تو عبارت ثابت ہے، نہ مستحکم کی طرف اتماب ثابت ہے۔ پھر فرض محال غالبہ حال میں کئے گئے کلمات پر حالت محو میں رجوع اور حق کو بیل کرنے پر شریعت کا کسی طرح کا فتویٰ، کہ نہیں سوتا۔ جبکہ سوشل میڈیا کے نام پر بہت تحقیق کس طرح عوام انسان کو ہموکا دے کر ان کے عقیدہ ایمان کی تباہی و تخریب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نام نہاد، معترضین اور صوفیاء کے غبی غبن کو عقل سلیمہ اور ہدایت عطا کرے۔ جو بنابر اسباب فہم کو سامنے نہ لائے اور ان کا برین پر معین و متبع نہ رہ کر دیتے ہیں۔

ناشر ان کا ناقص تحقیق والی کتب کو شائع کروانا:

تحقیق۔ ظہیر الدین اعظم صاحب لکھتے ہیں

بعض لوگوں کے لیے نایاب کتب جمع کرنا ایک دلچسپ مشغلوں سے اس لیے قلمی یا نایاب مکتوبہ ہندو کی ماہگ ہمیشہ سے رہی ہے وہ لوگوں کے ان شوق سے فائدہ اٹھا کر ہائی کتابوں سے کاروبار کرنے والوں کے طرح طرح کی جعلی زیلیں کی ہیں۔ یہاں میں چشتیہ سلسلے کی کچھ کتابوں کا ذکر کروں گا۔ اس سلسلے کی نہ تو ایک کتاب فوائد اغواہ سے جوہر طرح کی شک و شبہ سے باز رہے۔ فوائد اغواہ پر علماء و محققین کے متعدد اعتراضات ہیں ایہ شیخ احمد الدین الاولیاء کے مخطوطات ہیں جو ان کے ایک مہتمم امیر حسن بنوری نے 707ھ اور 721ھ کے درمیان لکھے ہیں۔ امیر حسن لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ ایک صحبت کا ذکر کرتے ہوئے کہ ایک دوست تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ وہ میں ایک صاحب نے مجھے ایک کتاب دکھائی تھی، کہتے تھے کہ اس کے مصنف آپ ہیں۔ شیخ صاحب نے جواب دیا وہ شخص غلط کہتا تھا میں نے کبھی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آئے ہیں امیر حسن بنوری لکھتے ہیں کہ شیخ نظام الدین اولیاء نے کہا "میں نے کوئی کتاب لکھی۔ نہ شیخ الاسلام فیہ الدین نے۔ نہ شیخ الاسلام قطب الدین نے۔ نہ خواجگان میں سے کسی نے اور درذمہ سے سمد کے پہلے کسی بزرگ نے۔"

ان اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ چشتیہ سلسلے کے کسی بزرگ نے کبھی کوئی کتاب نہیں لکھی تھیں اس سلسلہ سے متعلق مندرجہ ذیل کتابیں ہندوستان میں دستیاب ہیں۔

۱۔ انیس الارواح : اس کا مصنف شیخ معین الدین چشتی اجمیری کو بتایا گیا ہے جس میں شیخ صاحب اپنے مرشد شیخ عثمان پارونی [ہرونی] کی زندگی کے حالات بیان کیے ہیں۔

۲۔ دلیل العارفین : یہ کتاب شیخ قلوب الدین بختیار کاکی سے منسوب ہے جس میں شیخ صاحب اپنے پیروں میں شیخ معین الدین اجمیری کے معنویات قلم بند کیے ہیں۔

۳۔ افراہد السالکین : اس کے مصنف شیخ فرید الدین محمد، بتائے جاتے ہیں اس میں شیخ قلوب الدین بختیار کاکی کے معنویات لکھے گئے ہیں۔

۴۔ اسرار الاولیاء : مولانا بدر الدین اکھت سے منسوب ہے اور شیخ فرید الدین بختیار کاکی کے معنویات ہیں۔

۵۔ راحت القلوب : اس کے مصنف نظام الدین دیر کو بتایا گیا ہے اس میں شیخ فرید الدین بختیار کاکی کے معنویات قلم بند کیے گئے ہیں۔

۶۔ انصاف الافراد : امیر خسرو سے منسوب ہے "نظام الدین دیر" کے معنویات تحریر کیے گئے ہیں۔

۷۔ صلاح العاشقین : شیخ محمد الدین اس کا مصنف بتایا گیا ہے "شیخ امیر دیر محمد" سے معنویات ہیں۔

۸۔ دیوان قلوب الدین بختیار کاکی

۹۔ تذکرۃ الاولیاء : شیخ فرید الدین عطار سے منسوب ہے۔

پروفیسر محمد حبیب نے ثابت کیا ہے کہ یہ تمام کتب جعلی ہیں۔ ان میں سے کسی کتاب کا چشتیہ سلسلے سے بزرگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کتابوں کے لکھنے کا کوئی مذہبی یا سیاسی مقصد نہیں۔

انہوں نے بار بار کرنے والوں کے معنویات حدیثوں کے لوگوں سے یہ کتابیں لکھوائی ہیں۔

(مفتی تقیہ عجمیہ پریس دلی مارچ ۱۹۶۷ء ص ۱۱۸-۱۲۵)

پروفیسر غلیب انجم کے حوالہ سے ایک کتاب تواسیح ہوئی۔ ایک طرف وہ معنویات

چشت کے وضع ہونے کے قابل ہیں اور دوسرے طرف وہ کتابوں کے تاجروں پر اعتراض بھی کر رہے ہیں۔ ہدویہ فیہ فیہ الخیر کی تحریر میں صوفیہ کی کتب کو وضع کرنے پر زیادہ سے زیادہ یہ بات کی جاسکتی ہے کہ صوفیہ کرام کی یہ کتابیں وضع کردہ نہیں ہیں مگر ایک نکتہ پر تو جانیہ کے محققین کا اتفاق ہے کہ ملفوظات صوفیہ و مشائخ چشت کی کتب میں اخلاقات اخلاقیات بات، تاریخی احوال اور متون کی غلطیاں بے شمار ہیں۔ دوسری طرف جانیہ کی طرف سے ہدویہ فیہ فیہ الخیر صاحب کی اس بات پر اتفاق ہے کہ اسی مکتبہ سے کتب شائع ہونے سے یہ بات غلط نہیں کی جاسکتی۔ وہ کتاب مستند و نایاب اچھی ہے۔

مزید یہ کہ ناشر یا مکتبہ کسی خاص مسلک کی کتب شائع کرنے میں مشہور ہو تو اس کی طرف سے کسی بھی کتاب کا شائع کرنا اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ کسی خاص مسلک کے علماء کی ذمہ داری یا تائید سے شائع ہوئی ہوگی، ناظرین کی طرف سے اس شائع ہونے والی کتاب کا ذمہ دار علماء اہل سنت کو کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ویسے بھی مسلک کے اکابرین کی تصدیق کے بغیر کتاب کے مندرجات یا کسی بھی گمراہی کا ذمہ دار علم و حق کو قرار دینا غلط ہے۔

اس سلسلہ میں اہم بات یہ ہے کہ مشائخ چشت کی کتابیں ہندوستان میں عام ناشرین کی طرف سے بھی شائع کی گئیں اور پھر کسی خاص مسلک سے تعلق رکھنے والے ناشرین نے بھی ان کتابوں کا تجارتی مقاصد سے شائع کیا بھی اس لیے، اگر مسلک اہل سنت کی کتب شائع کرنے والے کسی بھی مکتبہ سے کوئی ایسی کتاب شائع کی گئی یا شائع کی جارہی ہے جس پر علماء و محققین کے اعتراضات میں یا ان کا اعتماد ان کتابوں پر نہیں ہے تو ان کتابوں میں مندرجات کا ذمہ دار اہل سنت کے علم پر لگایا جاسکتا ہے اور نہ ان کتابوں میں کسی حرف یا الحاق شدہ تحریر پر مسلک اہل سنت کو مطلع کیا جاسکتا ہے۔

مزید ملاحظہ یہ ہے کہ چند کتب ایسی ہیں کہ جن کو مجموعی یا اکثریتی طور پر علماء اہل سنت معتبر مانتے ہیں مگر ان کتابوں میں متعدد ایسی عبارتیں ہیں جن کو علماء اہل سنت یا تو الحاق یا حذف مانتے ہیں، ایسی متعدد کتابوں کے بارے میں فتویٰ بھی یہ ہیں کہ تصدیق موجود ہیں تو ایسی عبارت سے مسلک یا علماء اہل سنت پر تعصب یا تعصب نہیں لگایا جاسکتا ہے۔

﴿اکابرین اہل سنت کا متنازعہ عبارت پر فتویٰ﴾

مرزا محمد علی جوہی جیسے مخالفین یہ بھی حتمات کرتے ہیں کہ دیکھو، یوں علماء اہل صوفیہ کی تعریف کرتے ہیں، جبکہ ان سے منسوب ایسے قائل موجود ہیں اگر بریلوی علماء ان صوفیہ کی ان متنازعہ عبارت کے خلاف ہوتے تو ان صوفیہ پر فتویٰ نہ دے سکتے۔

جواب:

گزارش ہے کہ اکابرین اہل سنت ہمیشہ سے صوفیہ کو مذہب و تعظیم کا دوسرا شریعت کے اصولوں کے مطابق دیکھ رہے ہیں، اہل سنت کا صوفیہ کو مذہب کا ذات ان کی شان و عظمت کی وجہ سے ہی ہے جو کہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

صوفیہ کرام کی طرف ان متنازعہ عبارت سے متعدد حملے ہیں جس کی وجہ سے ان پر یا ان کے کلام پر فتویٰ لاگو نہیں ہوتا۔

❖ اول: ان کی کتب میں تحریفات

جب کسی کتاب کے مندرجات میں تحریف ثابت ہو جائے تو اس پر تعین و نفاذ ہے۔

❖ دوسرے حکایت کا سدا قطعیت کا ساتھ ثابت نہ ہوتا۔

متعدد کتب میں صوفیہ کی طرف ایسے عہدات منسوب ہیں جو کہ ان کی طوور پر ثابت نہیں ہیں۔ مطلقاً کسی کتاب میں حکایت کو یہاں نہ لکھنے سے کسی انداز کے برعکس یہ ہندو پر فتویٰ لاگو ہوتا ہے۔ آداب فتویٰ کی کتب میں یہ بات وضع موجود ہے کہ متکلم نے کلام کا ثابت ہونا قطعیت کے ساتھ ہونا ضروری ہے ورنہ متکلم پر فتویٰ لاگو نہیں ہو سکتا۔

❖ سوم: اویسیہ کرام کا ماست خاص میں کلام اور شیطیات کا سدا دور

شریعت نے اس امر کو واضح بیان کیا ہے کہ جب کسی وجہ سے کوئی خاص حالت خارجی ہو

تو اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پر گرفت نہیں ہوتی، اگرچہ بظاہر اود، خلاف شریعت معلوم ہو اس سلسلہ میں صحیح مسند کی روایت سے استدلال پیش کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے۔ غالبہاں نے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں یہ کواہی اسکی اصطلاح نہیں جو اہل سنت و جماعت ثبات کرتی ہے بلکہ ایسی اصطلاحات و محدثین کرام، شمول ابن تیمیہ علامہ ذہبی استعمال اپنی کتاب امداد الرجال میں کرتے ہیں۔

اعتراض: غالبہاں نہ فن صوفیاء کرام پر کیوں ہوتا ہے؟

اس سے کوئی جاں یہ کہے جیسے۔ ایک منظرہ میں غالبہاں نے مقلد نے کہا لعلہ۔ غالبہاں نہ فن صوفیاء کرام پر کیوں ہوتا ہے؟ اس پر امام سے ایسے واقعات کا سہارا نہیں ہوا؟

جواب:

کہہ رہے ہیں کہ میں ہاں یہ صوفیاء نہیں اور کئی سے ایسی باتیں کہتے ہیں تو اس کو کیا کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس حدیث میں متعدد ایسی روایات ہیں جس سے غالبہاں کا مدعا ثابت ہوتا ہے، میں نہیں سے مقدمہ صوفیاء میں ترمیم، اس قیام سے اس کے بارے میں اقرار کیا ہے۔

ان باتوں کے نکات میں کوئی ایک بھی ثابت ہوا، اگرچہ یہ ممکن و صحیح نہیں کی جا سکتی تو اب متنازعہ مہارت چشتیوں کے بارے میں یہ قیام نکات ثابت میں تو کس طرح حجت خواہہ میں امامیں چشتی صوفیاء پر کوئی حرف غیبی کا وضع بھی ملتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو یہ کرام لے کر اللہ تعالیٰ کو ہدایت دے اور ان کو توفیق سمجھنے کی توفیق دے۔

✽ شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی صاحب کا فتویٰ

مرزا محمد علی ہاشمی صاحب اپنے حواریں کو سچ بھی نہیں بتاتے تاکہ حقیقت حال واضح نہ ہو۔ مرزا محمد علی صاحب کی خدمت میں مذکورہ مسئلہ میں علامہ شریف الحق امجدی شارح بخاری

کے چند فوجیات پیش خدمت میں تالہ و خود بھی پڑھ سکیں اور اپنے حواریں کو بھی ان فوجیاتی جات سے آگاہ کر سکیں۔

کیا حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کس مہر سے کہا: لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہؐ کہو؟

مسد کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان تاریخ متین مسد میں ہے۔
بہشت بہشت مجموعہ مخلوقات کا دجگان چشت میں بہشت عقبہ بامورنی، بی کتاب و امام
العلین ص ۲۳ - ۲۴ میں مسلمات حضرت قطب اقطاب و قطب عالمین نقشبانی
و شیشی عید رحمہ ہو نقل کرتے ہوئے ایک واقعہ میں رشتہ مایہ سے خواجہ غریب
چشتی علیہ رحمہ کا حوالہ دیتے ہوئے۔

واقعہ یہ ہے ایک دفعہ: کہے ہیں و بہت سے بی سنیہ میں امین
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے و وہ امیر کے بارے میں ذکر و بات فرماتے تھے
ایک شخص بیمار سے آیا اور بیت مرنے کی نیت سے خواجہ صاحب کے قدموں میں بیٹھا
آپ نے فرمایا بیٹھا باور و بیٹھا گیا اس نے عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں مرنے
کے واسطے آیا ہوں لیکن صاحب اس وقت بیٹھا غافل و غافل تھے آپ نے فرمایا
میں جانتا ہوں کہ کو اور بھی ہو تب مہر کہو اور اس نے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ
اسے کو تیار ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تو مرنے کی نیت پر حاضر ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں صاحب
امیر آپ نے فرمایا یوں کہو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہؐ اس نے اس طرح کہا خواجہ صاحب
نے سے بیعت کر لیا اور خلعت و قمیض اور بیعت کے ثمرات سے مشرف کیا۔ اس شخص کو
فرمایا کہ کن میں نے تجھے کو کہا تھا کہ کلمہ اس طرح پڑھو یہ ہر فن و عقیدہ و زمانے کے
سے متاثر و متاثر ہیں۔ میں تو ان سارے محمد رسول صلی علیہ وسلم کا ہوں۔ کلمہ اسل میں وہی
سے سنیں میں نے ہر فن و حال کی کمالات کی وجہ سے یہ فیہی زبان سے سو یا تھا۔ چوں کہ
قوم یہ جوحمیا اور حقیقت مہر کا صدق بھی یہی ہونا چاہیے کہ اپنے پیروں کی خدمت میں
صادق اور راسخ رہے۔

اب ام طلب یہ ہے کہ کسی کو آزمائے کے خاطر کلمہ غفر جاری کرنا یا جاری کرانا جائز اور درست ہے یا نہیں؟ اور اب کلمہ غفر جاری کرنا جائز ہے؟ اور اب نہیں؟ سوال مذکور کا جواب عنایت فرما کر عند اللہ مجبور ہو۔

نوٹ فقیر قادری ۱۵ اس بات سے جواب طلب کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ خود غریب و ارمیتہ مدعیہ یہ دیگر اصناف برائے تنقید کرنا ہے تو یہ تو یہ بدعتاں کے عمل نہ پر مبنی ہوئے اس لیے ساری یہ نہیں اور نہ غریب و ارمیتہ مدعیہ سے ایسا فرمانے بھی میں یا نہیں؟

الجواب:

۱۰۔ اہل بات یہ کہ انت بہت اور فہم سائیں حضرت خود بہت عجب اہل دین ہائی قدس۔ مٹی سے یہ نہیں ہزار میں کسی نام سے کوئی کتاب عجب جان اسکی دلیل نہیں کے جس سے نام سے کتاب لکھی گئی ہے ان کی تصنیف ہے کسی کی کتاب اس وقت معنی جائز ہے جس وقت کے بعد سے یہ کتاب کوئی تکلف اور مستند و گوئے یہاں مکتوبات اور دونوں ناموں سے بارے میں اور فہم شریعت میں خداوند ترسوئے بڑے بڑے ائمہ دین کے نام سے فرقی کتابیں تالیف ہوئیں ایک و نہیں اس کی مدد ہائیکہ میں ہے

۱۱۔ یہ اصل کتاب مصنف کی کوئی واسطی سے شناخت سے اس کا مسند بہت مشکل ہے۔ ان کے شرفی شریف حضرت محمد و مہدیوں یہاں میر قدس۔ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ جسے اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ و السلام نے قدس۔ کے حلف کہہ کر ان کے محبوب مشی انور میں سے اس کے بھی تصحیح کی ہے اس کے اس میں حقائق ہے میر اس کا سب یہ ہے کہ یہ کسی کا احاطہ ہے۔ بیحد قصہ دوسری کتابوں میں حضرت یوسف چشتی قدس۔ کے بارے میں مکتوب ہے۔ میر تجرے سے کہ جب ایک حکایت من و من معتد بزرگوں کی طرف منسوب ہوتی ہے تو وہ فرض ہوتی ہے اور بڑے صدق یہ اس قابل کتابیں نہیں ہوتا۔ اور بھی نہیں ہے لیکن ایسے سوچتے تھے اس وقت خاص حالت میں تھے۔ فہم میں اس کا سبب وہ

ہیں۔ علوم میں نہایت پختہ چشتی کا جو قواعد صحیح مناجات ہے اس لغو میں ہے۔

"حواجہ در حالت بود۔" اس کا مطلب ہے کہ اس وقت حضرت شیخ پرستہ کی تھی۔ چہ ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ نے فوائد سالکین کی کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ اس کے قابل نہ تھے خواجہ غریب نواز ہے اور سب سالکین میں شریف میں فوائد سالکین کی کے حوالے سے ہے۔ حضرت غریب کی روایت سے مقلد شیخ چشتی کا لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فوائد سالکین کے مختلف نسخوں میں یہ قصہ مختلف انداز میں لکھا ہوا ہے اس میں نہ تھے خواجہ غریب نواز سے وہ قصہ اور فوائد سالکین کے بعض نسخوں میں سے ہے کہ حضرت غریب نواز نے حکایت کیا ہے چشتی سے وہ جملہ کتب یہ اضافہ اب خود میل سے کے یہ واقعہ قدس ہے۔

اس کا مطلب یہ ہو کہ اس وقت حالت سرحد کی تھی حالت چھوٹیں تھی اور بات میں بہت حدت ہمارے ہوتے ہیں پر ہر غم و غم میں کے ملان نہ رہتا تھا غریب اور اس کا اہل اعلم۔ (فتاویٰ شارح بخاری 2/152)

اہم نکات:

۱۔ مہمہ منشی شریف حق مجاہد تاج بھائی کے فتویٰ سے جو نکات واضح ہو گئے وہ ملاحظہ کریں۔

۲۔ حضرت بہشت اور فوائد سالکین نہ تھے بہت عجب مدین ہاکی تھے۔ اس کی سبب یہ تھی کہ میں کسی زمانے کوئی کتاب چھپ جانا کی میل نہیں کے جس کے نام سے کتاب چھپی ہے یہ اسی کی تعینیت ہے۔

۳۔ اس کتاب اگر مصنف کی کوئی توفیق سے محفوظ ہے۔

۴۔ فوائد سالکین کے مختلف نسخوں میں یہ قصہ مختلف انداز میں لکھا ہوا ہے اس میں نہ تھے خواجہ غریب نواز سے وہ جملہ اور فوائد سالکین کے بعض نسخوں میں سے ہے کہ حضرت غریب نواز نے حکایت کیا ہے چشتی سے وہ جملہ کتب یہ اضافہ اب خود میل سے

✽ اس وقت کراچی کی حالت صوفیوں کی اور حالت سکریٹس جو کلمات صادر ہوتے تھے ان پر مبنی تھی۔

✽ شارح بخاری علیہ الرحمہ کا دوسرا فتویٰ

ایک خدمت گار کے اپنے مریہ کے ، اور اعلیٰ میں اس کا پڑھو یہ ہے“
 ”مگر ایک ایسی بندگی کھتا ہے جس سے ایک اعلیٰ کاروبار کے میں (یعنی خواجہ بختیار
 کاکی عیض انصاری کی) اور بہت سے اعلیٰ خدائے معین اور ان رفاۃ الہیہ کی خدمت میں مانہ
 تھے۔ ان اثبات میں ایک شخص بہار سے آیا اور تو جب سے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور عرض
 کی سے میں آپ کی خدمت میں مریہ ہونے کے واسطے آیا ہوں خواجہ صاحب نے فرمایا تو کلمہ
 ”سُبحانہ و تعالیٰ“ اس لئے کہ اس کا جوہر میں ہے جو کہ سب سے بڑا ہے اور یہاں تک کہ
 اللہ اور اللہ تعالیٰ میں اللہ کے درجہ میں نہ ہو کہ اس لئے کہ یہاں سے ریا و خلعت
 دہی (اور اس میں صاف ہے کہ یہاں سے ریا و خلعت)

۱۱۔ دین و دنیا کے تقاضے کے لئے دنیا میں ہر طرح کی قربانی دینا ضروری ہے۔ دنیا میں ہر کام کے لئے ہمت و شجاعت کی ضرورت ہے۔ دنیا میں ہر کام کے لئے ہمت و شجاعت کی ضرورت ہے۔ دنیا میں ہر کام کے لئے ہمت و شجاعت کی ضرورت ہے۔

اب رندی سے تمام بات کے مدد ملے۔ دینے میں کیا تہیہ ہوگی، اگر یہ ممکن ہے تو ان لوگوں کے ممکن بنانا کہ جو چاہیں یہ سارا روحانیت کے کلمات

کریہ فتنی رو سے کہو انا جا رہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائے گئے مذکورہ دونوں کتابیں قبل اعتبار ہے یا نہیں؟ اور دونوں کتابوں کے مرتبین کون ہیں کیا مذکورہ دونوں کتابیں صحیح ہیں؟ صحیح نہیں تو کیسے؟ اور اسکی بھی وجہ بیان فرمادیں گے مذکورہ دونوں بزرگوں نے اپنے مریدوں سے اپنی رسالت کا کلمہ پڑھوایا۔ اس پر عمر بریلی کو کوئی اعتراض کیوں نہیں اور مورانا اشرف ٹلی تھانوی کے مرید نے ان کا کلمہ پڑھ دیا اس پر علماء بریلی کو کیوں اعتراض سے جب کے تھانوی صاحب نے خود یہ کہ نہیں پڑھوایا۔

الجواب:

زیہاں فواد اساکین سے نہ مختار اعتقید، نہ میں سے نسبی ان دونوں کتابوں کو۔ میں سے نہ یہ بتا سکتا ہو کسی کی تصنیف ہے اور کسی کتاب کا مکتب بزرگ نام سے چھپ جا، اسکی دلیل ہے کہ یہ فلاں کی کتاب ہے۔ کتاب دینی معتبر ہے جو کسی مستند مصنف نے تصنیف کی ہو اور تصنیف کے وقت سے لیکر چھپنے کے وقت تک متدین معتمد افراد کے درجے سے ہر تک پہنچی ہو۔ اس دیوبندی نے کوئی ہے اس قسم کا ایک وقوعہ قابل میں فواد اساکین کی کے جوئے سے مذکور ہے۔ لکھتے ہیں

”در فواد اساکین اور دوست کے خواجہ معین الدین چشتی فرمودہ، قدس سرہ کے من بہ خدمت شیخ یوسف چشتی قدس سرہ حاضر ہو دم کے مراد بیعت بیعت اور قدم قدم خواجہ سادہ، گفت بہ بیعت عدم کے خواجہ درجارت بود گفت اگر کوئی، الہ الہ چشتی رسول اللہ تبارک و تعالیٰ میں ہے۔“ گفت بشنوم کمن و چه کس ہا شہد یک از مینہندگان، و گاہ رسول ستم و کلام ہماں است۔“

فواد اساکین میں نقل کیا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا میں شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک مرتد بیت کی نیت سے آیا ہوا خواجہ کے قدموں میں رکھا اور کہا بیعت کے سے آیا ہو۔ خواجہ نے جواب میں کہا میں تم سے فرمایا کہ تو مراد اللہ چشتی رسول اللہ کہے تو تجھ کو مرید کر دگا۔ آخر میں فرمایا سن میں فون ہو و کیا ہو۔ رسول کی ہا گاہ میں کمینہ غلاموں میں سے ایک ہوں۔ کلمہ دینی محمد رسول اللہ ہے۔

اس سے وہ باتیں معلوم ہوئی ایک تو یہ کہ اس دیوبندی نے جو بتایا کہ وہ فوائد
الکلیں میں نہیں دوسرے اس میں خیریت اور چوری کی فوائد اس لکھن میں صاف مذکور
ہے خواب دہاتے کو اس سے صاف ہی ہرے کے اس وقت شیخ سلیم چشتی کسی اور علم
میں تھے جیسے صوفیہ کے سرپرستے میں۔ اس وقت جذب کی کیفیت ہوتی ہے اس وقت
کے انہوں و قواں میں وہ معذور ہوتے ہیں اسے دلیل ممانعت کہیں اس پر واضح
تقریر یہ ہے کہ یہ حالت وہ انجی تو مریا میں رہی، ہاں غلوں میں یہ ایک
میدر ہو گا اگر وہی غلوں میں ہے اس وقت سے تھا وہی سے مریہ سے وقت کیا تعلق کیا
گا وہاں تو اسے بعد بیداری میں یہ ہر حالت اس میں ملتی ہیں وہاں تا تر ف علی۔ اور
صاف لکھا کہ اس بحر میں حالت رہی پھر اس وقت وہی سے مریہ کو تفسیر کی کے تم
سے صاف میں ہی نہیں ہوں نئی تو اس امتی ساریہ و سارے اس کی نوسہ فزائی کی
سے اس میں اشارہ ہے کہ اس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ متبع غنت ہونے کا اشارہ
ہے تو اسے یہ اشارہ کہ اس وقت کی صحت میں ہم سے اس وقت ان بڑوں کے اس
سایا میں یا میں "ٹھاپا" سے وقت میں زمین و آسمان ہواقی ہے کہوں سے انہوں میں
آہن سے ہونے جو پھر مریہ مہر بہت و اس میں مریہ و تھانی سے مریہ سے جو کچھ
پہلے حال و وقت و اس کی حالت میں پڑھا کہ ان بڑوں سے ہر وقت ایک اس کے لیے فرمایا
اور قیامی کام یہ کہ پڑھا کہ ان بڑوں سے وہاں وہاں سے کے بعد تفسیر فرمائی
تے مریہ میں جو بھنے ہیں اسے صحیح نہیں اور قیامی صامب اپنے مریہ کو شامی دے رہے ہیں
سے مریہ سے جو کچھ کیا بہت اچھا یہ مریہ سے متبعی حالت ہونے کی سند ہے۔ مگر دیوبندی قوم کا
حال یہ ہے کہ وہ اپنے مولویوں کے اغریات پر پردہ ڈالنے کے لیے آنکھوں میں دھوں
نموہا رہتے ہیں۔ اب آپ اس دیوبندی کو چکر پوچھیں کہ فوائد اس لکھن ل اور دیکھیں اس
میں یہ کہا کچھ ہے جو قوائے تیار ہے اور جب تو اس کو صحیح مانتا ہے تو بتا چشتی رسول اللہ پڑھتا صحیح
ہے آپ وہ دیوبندیوں کے سوالات سن پیتے ہیں اور خود ان سے سوال نہیں کرتے، اس
نیسے ان کی محبتیں بڑھاتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (قوائے شریعہ بخاری ۲: ۱۶۴)

شارح بخاری نے فتویٰ سے جو احکامات واضح ہوئے وہ پیش خدمت میں۔

❁ **اول:** کسی کتاب کا کسی بزرگ نام سے چھپ جانا اسکی دلیل ہے کہ یہ فوس کی کتاب ہے۔ کتاب وہی معتبر ہے جو کسی مستند مصنف نے احسن کی ہو اور وہ تصنیف کے وقت سے لیکر چھپنے کے وقت تک متدین، معتمد افراد کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہو۔

❁ **دوم:** ”خواجہ درمالتے ہو“ سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت شیخ سلیم چشتی کسی درمہ میں تھے جیسے صوفیاء کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت ہند کی کیفیت ہوتی ہے اس وقت کے انجمن و اقواس میں وہ معذور ہوتے ہیں۔ اس میں بناوٹ نہیں ہوتا۔

اس فتویٰ سے مزاحمت و احتجاج ہو گیا۔ غلبہ حال یہاں تک پہنچ گیا کہ مولانا کا فتویٰ و اس کی حجت نہیں ہو سکتے۔ جب اقبال و فضل حجت نہیں تو اس سے استدلال کیا گیا اور مولانا نے یہاں تک پہنچ گیا کہ مولانا کی اصول سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان پیش کردہ فتویٰ و بات سے یہ واضح ہو گیا کہ کتاب مذکورہ جہلمی صاحب کا یہ الزام کہ علماء اہل سنت ان مسئلہ پر عبادت کے قائل ہیں غلط اور مردود ثابت ہو گیا۔

خواجہ صاحب کی عبارت کے سیاق و سباق کو پیش نہ کرنا:

خوابہ صاحب سے منقول کردہ حکایت جس کو محض نہیں مزارِ جہانگشی صاحب بھی نقل کرتے ہیں | میں بھی موجود سے قارئین و الفاظ مدحہ کریں۔

خواجہ در حالت بود۔۔۔۔۔ ششور میں گہستہ و چہ نسیم شہر
ویکم رکعبہ بدگل رسواں نسیم و کلمہ بہانست۔

(سبع مثاقیض 133 بحوالہ فہرست)

ترجمہ خوابہ پر اس وقت (غائبہ ماں کی) اُصیت جاری تھی۔۔۔ کن سے
میں کیا اور میری حیثیت کیا^{۱۰} اور میں تو یہ لارے والی خرموں میں سے ایک
ہوں، اور کلمہ وہی پہلا ہے۔

اِس مقام پر سب سے پہلے کا حوالہ پیش کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حفاظتِ خودِ صاحب سے
کی صادر ہوئے، بلکہ اِس کا مقصد یہ ہے کہ ہر لوگ ان شہادتِ حق و حقیقت کی کتب سے نقل کرے

عوام الناس کو دھوکا دینے کے لیے چشتی رسول اللہ کا کلمہ تو پیش کرتے ہیں مگر اس عبارت کے دونوں سیاق و سباق کو غور کرنے سے پتہ چلتے ہیں۔

اول عبارت سے پہلے لے الفاظ ”خواجہ در حالت بود یعنی خواجہ پر اس وقت (غائبانہ) کیفیت طاری تھی۔“ [یعنی غلبہ حال حالت نکر کا اثبات]

دوم عبارت سے متصل ہی مابعد کی عبارت ”سوس کیستم و چہ کس نامہ، ویکھے، کمیہ مدکن رسوں سستم، و کسمہ یوں ست۔“ یعنی کن لے میں کیا اور میری حقیقت کیا؟ میں تو سرکار سے اپنی عبادتوں میں سے ایک ہوں، اور کلمہ دہی پہلے ہے۔ [یعنی اپنے کلام کے غلطی کا احساس اور رجوع]

معنا لفظین کا عبارت کے سیاق و سباق کا بیان نہ کرنے کی وجہ:

اب قارئین کرام کے ذہن میں یہ غلط ہو گا کہ خواجہ صاحب سے منقول چشتی رسول اللہ کی عبارت کے سیاق و سباق کو معانی یوں نہیں پیش کرتے۔

لو اس کے بارے میں اندیشہ ہے۔ خواجہ صاحب سے منقول کلمہ کے سیاق یعنی عبارت سے پہلے اور سباق یعنی عبارت کے مابعد کلمہ کے سامنے پیش نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ماقبل عبارت سے غلبہ حال حالت ثابت ہوتا ہے اور مابعد کی عبارت سے اپنے کلام کے بارے میں احساس ہوا اس پر رجوع کیا۔

اب اگر مزاحمتی صاحب اس عبارت سے حالت سرور کلام سے رجوع کا لوگوں کے سامنے بیان کریں تو وہ جہلمی صاحب سے غور و پیمائش کے لئے اس پر کفر یا گستاخی کا فتویٰ ایسے لگ سکتا ہے اس لیے مزاحمتی صاحب نے عبارت سے پہلے اور مابعد کی عبارت پر کوئی تصریح کرنے میں ہی اپنی مافیت سمجھی۔ ہمارے مخالفین پہلے تو تحقیق ہوا اب یہ اپنا موقف دیں اور اگر بعد میں تو پھر اس عبارت کو مکمل سیاق و سباق کے ساتھ کلمہ کے سامنے نقل کریں خواجہ صاحب کی چشتی رسول اللہ عبارت کو پیش کرتا ہے تو پھر غلبہ حال ”رجوع کا جی، کر نقل کریں اور پھر مہارنی فیصلہ کو تسلیم کریں جس کی بنیاد قرآن و حدیث ہی سے غلبہ حال کی وجہ سے کسی

طرح کی شرعی گرفت نہیں ہوتی اور متنازعہ عبارت سے رجوع کرنے کے بعد کس طرح کا اعتراف بھی وارد نہیں ہوتا۔

حالت سکریا شطیحات پر شرعی حکم - ابن تیمیہ کی تحقیق

جب کسی ولی اللہ سے غلبہ حال، حالت سکریا شطیحات کا سدور ہونا منقوں ہو تو اس پر کیا شرعی حکم ہوگا اس کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

و تسليم الحال في مثل هذا بد عرف انه مغدوز-

مفہوم: جب ایسے لوگوں میں حالت سکریا شطیحات معلوم ہو تو انہیں اس کے حال

پر چھوڑ دیا جائے گا۔ (مجموع الفتاویٰ 10/381)

ابن تیمیہ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

و مثال (الثانی) عدم قدرته - أن يرد عليه من الأحوال ما

يضطره إلى أن يجرق ثيابه أو ينظم وخيه أو يصيح صياحا

مكرا أو يصطرب اضطرابا شديدا فهد إذا عرف أن سب

دلت لم يكن محرما وأنه مغلوب عليه سلم إليه حالة وإن شئت

هل هو مغلوب أو منصف فإن عرف منه الصدق قبل هدایسلم

إليه حالة۔ (مجموع الفتاویٰ 10/381)

دوسری قسم وائے (یعنی صاحب غلبہ حالت سکریا) کے صاحب حال لوگوں کی

مثال یہ ہے کہ ان پر جب حال کی کیفیت وارد ہوتی ہے تو یہ اس کو برداشت

کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے اس کیفیت میں لوگ اپنے

کپڑے پھاڑ دیتے ہیں اور اپنے پہرے پر تھپڑ مارتے ہیں یا پھر زور سے

چختا شروع کر دیتے ہیں یا بالکل بے قابو ہو جاتے ہیں پس جب یہ معلوم

ہو جائے کہ ان پر اس کیفیت کے وارد ہونے کا سبب کوئی حرام کاری

نہیں [یعنی کوشش نہیں کیا] اور یہ مغلوب حال میں تو ایسے لوگوں کو ان کے حال پر

چھوڑ دیا جائے گا۔

اور اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا یہ صاحبِ حال شخص واقعی مغلوبِ الحال یا متصنع ہے تو اگر اس سے چہن ظاہر ہو رہی ہے تو اس شخص کے بارے میں بھی یہی کہا جیسا ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ جائے گا۔

ابن تیمیہؒ پر اس پر لکھا ہے۔

وَأَنْ عَرَفَ كَدَّهُ بِكَمَرٍ عَلَيْهِ وَبِإِنْ شَيْءٍ فِيهِ تَوَقَّفَ فِي التَّسْلِيمِ
وَالْإِسْكَاحِ حَتَّى تَنْتَهِى أَمْرُهُ كَمَا يَقَعُ مِنْ شَهِدٍ شَهَادَةً أَوْ تَهْمٍ
سَرَقَةٍ فَإِنْ ظَهَرَ صَدَقَهُ وَعَدْلُهُ قَبِلَ الشَّهَادَةَ وَدَفَعُ الْبَيْهَمِ
وَإِنْ ظَهَرَ كَدَّهُ وَحَبِثَتْ رَدَّتْ لَشَهَادَتِهِ وَعَوَّفَ عَلَى السَّرَقَةِ
وَإِنْ اشْتَبَهَ الْأَمْرُ تَوَقَّفَ فِيهِ۔

اور اگر اس سے لبِ قلم ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں اس کا انکار کریں گے۔ اور اس کے لبِ قلم ہونے میں شک ہو تو ایسی صورت میں توقف کریں گے۔ اس کی بات کو مانیں گے اور اس کا انکار کریں گے (مجموع الفتاویٰ 10/382)

مغلوبِ الحال پر ابن تیمیہ کا موقف:

ابن تیمیہؒ لکھا ہے۔

وَكَدُّهُ إِذَا بَرَّكَ الْوَاحِشَاتُ مَطْهُرٌ أَنَّهُ مَغْلُوبٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى
فَعْلِهَا مِثْلَ أَنْ يَتْرَكَ الصَّلَاةَ مَطْهُرٌ أَنَّهُ بِمَرَلَةِ الْمَغْمَى عَلَيْهِ
وَالنَّائِمِ الَّذِي لَا يُمْكِنُ مِنْ فَعْلِهَا كَمَا قَدْ يَغْتَرِي بَعْضُ
الْمُصْعُوفِينَ مِنْ وَارِدِ خَوْفِ اللَّهِ أَوْ مَحْسَةِ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ بِحَيْثُ
يَسْقُطُ غَمِيزُهُ فَلَا يُمْكِنُهُ لِفَضْلَاةٍ فَهُوَ فِيهَا يَتْرَكَهُ مِنَ الْوَاحِشَاتِ
نَظِيرُ مَا يَزُو تَكْبِيَهُ مِنَ الْمُخَرَّجَاتِ۔

ترجمہ اور اسی طرح جب صاحب حال واجبات کو ٹی لٹا عین ترک کر دے تو وہ مغلوب الحال ہے۔ یہ اس واجب کے بھولنے کی قدرت نہیں رکھتے جیسا کہ وہ نماز کو ٹی لٹا اعلان چھوڑ دے ایسی صورت میں ایسے صاحب حال کی مثال ہے ہوش شخص کی ہے اور اس سونے والے کی نہ جو فعل کے بھولنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ بھلا کہ بعض وہ لوگ جو کہ اللہ کے خوف کے وارہ ہوئے یا اس کی محبت کی وجہ سے یا کسی اور بہب مد ہوش ہو کر رہ نہ تو جاتے ہیں۔ یہاں تک زمان کی تیز کی قوت نہ تو جاتی ہے تو ایسی صورت میں قیامت کے یہ نماز پڑھنا ممکن ہی نہیں رہتا ایسی صورت میں نہ کا واجبات کا ترک اور رکاب حرمت ایک جیسا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ 10/381)

صاحب حال پر کوئی فتویٰ نہیں

ان تیرہ اپنے فتاویٰ میں صاحب حال حالت سر ششیات کے بارے میں لکھتا ہے۔
فتسلیم الحال بمعنی عدم الخوم قدر دہ الحکم نہ مغدو:
وفدیر ادبہ ترک الحکم نہ مغدو
ترجمہ یعنی سیدہ اعلا نہیں ان کے حال پر چھوڑنا سے مراد یہ ہے کہ ان کو کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے اور اگر بھی حکم وارہ بھی کیا گیا تو یہی حکم دیا جائے گا۔
دو معذور ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ 10/381)

اعتراض:

مرزا محمد علی جہلمی صاحب اپنے ایک بیان میں بہت زور کا کربات کہتے ہیں کہ ان صوفیہ کی کتابوں کو قادیانی پیش کر کے سداں کرتے ہیں۔ اگر انصاف ہے تو جیسے قادیانی کی تلخی کی باقی ہے اسی طرح ان صوفیہ کی تلخی بھی کرو۔

جواب:

گزارش ہے کہ مرزا جہلمی صاحب کا یہ اعتراض بھی تحقیق کے میدان میں کچھ اہم نہیں ہے کیونکہ خود مرزا قادیانی نے بھی ان کتابوں سے استدلال نہیں کیا۔ اگر کسی خارج اسلام یا بد مذہب کے اولیاء کرام کی کتب سے الزامی استدلال کرنا صاحب کتاب پر فتویٰ لگانے کو مستلزم ہے تو جناب کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ قادیانی تو قرآن کی آیات، احادیث اور اقوال صحابہ و ائمہ بھی پیش کرتے ہیں۔ کیا ان کے اس استدلال کی وجہ سے ہم محدثین کرام اور علماء پر فتادی لگانے کی جسارت کر سکتے ہیں؟ جس طرح قادیانیوں کی طرف سے پیش کرنے والی احادیث اور اقوال علماء کا جواب دیا جاتا ہے، اسی طرح اولیاء کرام کی کتب سے پیش کردہ عبارات کا علماء کرام نے جواب دیا ہے اور جو کتاب قادیانیوں کے رد میں موجود ہے، ان عربی اور صوفیاء کے اقوال جس مقام پر بھی قادیانیوں نے استدلال کیا ہے ان کا ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے عالم نے اس کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ جناب مرزا جہلمی صاحب نے وہ کتب نہیں پڑھیں تو اس کا الزام اہل سنت پر لگانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ قادیانی کی تکفیر میں کسی حد کا ابہام ہی موجود نہیں ہے جبکہ صوفیاء کرام کے معترف تو بڑے سے بڑا مخالفت بھی ہے۔ اس لیے صوفیاء کی تحقیق نہ کریں، ان کے بارے میں حسن ظن رکھنے کو ترجیح دیں۔

اعتراض: [صوفیاء کی کتب کو جلا دینا چاہیے]

مرزا جہلمی صاحب اور ان کے شاگرد یہ بات کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں کہ اگر صوفیاء کرام کی ان تحریر سے آپ متفق نہیں تو اس کو آگ لگا دیں۔

جواب:

گزارش ہے کہ کسی کتاب میں کسی اقتباس سے اختلاف ہو تو ساری کتاب کو کیسے آگ لگائی جاسکتی ہے؟ جس اقتباس پر اعتراض ہو اس سے اختلاف کر کے دیگر علمی نکات سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

مرزا جہلمی کا صحیح بخاری میں انبیاء کرام کی گستاخی کا بیان

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ خود مرزا جہلمی نے ایک ویڈیو کلپ میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس مبارک کا واقعہ گستاخی و بے ادبی ہے تو کیا مرزا صاحب میں اتنی اخلاقی ہمت و جرات ہے کہ وہ نعوذ باللہ من ذالک صحیح بخاری سے انکار کر دیں؟ مناسب ہو گا کہ مرزا جہلمی صاحب اپنے مطالعہ کو وسیع کریں اور خواہ مخواہ ضد اور چرچہ میں علمی تہابی کا نعرہ بجانے کی بجائے اس پر خود بھی عمل کریں اور کتابیں کبھی خود بھی پڑھ لیا کریں۔ دیگر نعرہ کی حد تک تو بہت ساری باتیں دہش معطوم ہوتی ہیں۔ اس سے اپنے موقف پر نظر ثانی کریں، اور اگر ہماری پیش کردہ تحقیق پر کوئی اعتراض ہو تو پیش کریں وگرنہ ہے موقف سے رجوع کرنے میں کسی طرح کا مار جھوس نہیں کرنا چاہیے۔

نکتہ:

اگر بالفرض مرزا جہلمی صاحب کے موقف کو تسلیم کیا جائے کہ فوائد اسلامین کی عبارت میں خلاف شرع بات موجود ہے اور اس میں گستاخی اور بے ادبی ہے تو پھر موفیاء کرام کی خلاف شرع اقوال کے بارے میں کیا موقف رکھنا چاہیے اس کو مرزا جہلمی کے موقف اور احادیث سے ہی پیش کر دیتے ہیں تاہم یہ بحث مباحثہ باقی رہے گا۔

خلاف شرع امور صادر ہو بھی تو کوئی فتویٰ نہیں

اولیاء کا معین ہے اگر کوئی خلاف شرع مورثات کو بھیجے تو اس پر کوئی ملامت گرفت اور فتویٰ نہیں ملتا ہے۔ ان تیسرے اقوال کا تو کہتے ہوئے لکھتا ہے۔

هدایا یعلم من الاقوال و الافعال ان محض الشرع لا ریب
کا شطحات لماثورة عن بغض مشاجحہ من ہودہ
کان یوم القیامہ نصبت حیمنی علی جسمہ و کون نفسی کان
حلق لختہ و جرق لہ حتی اذہد۔ اہل منتال مرتبہ۔

ترجمہ یہ حکم تسلیم الحاصل اس وقت ہے جب ان مہاجرین و انصار کے لیے افعال و احوال جو کہ بلاشبک و بشرہ شریعت کے حکام میں سمجھے آئیں جیسے کہ وہ شہادت جو کہ بعض مشائخ سے سنتوں میں جس طرح کہ انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن میں پناہ خیمہ جنم پر نصب کروں گا اور حضرت نبی زمرہ اند علیہ السلام کا اڑھی منڈوا دینا اور اپنے کپڑے پھاڑ دینا یہاں تک کہ نہیں اور تر پاگل خانہ میں داخل کر دیا گیا۔ (مجموع الفتاویٰ 10/381)

ابن تیمیہ مزید لکھتا ہے۔ ﴿

وَأَمَّا الْأَنْسَحَاصُ الَّذِينَ جَاءُوا بِعَصْرِ دُنْكَ عَلَى الْوَحْوَهِ
الْمُعَادَةِ فَمُعَدَّرُونَ وَلَا يَدْمُونَ وَلَا يَدْفُونَ

(مجموع الفتاویٰ 10/381)

ترجمہ اور لوگ جنہوں نے شریعت کی مخالفت ان دعوہات کی بنا پر کی
یعنی حالت کفر، حالت کفر و غدر، حال میں تو ان کی صورت میں یہ لوگ معذور ہیں
ان کی مذمت کی جائے گی اور انہیں ازیت دی جائے گی۔

ابن تیمیہ یہ وضاحت کے ساتھ لکھتا ہے۔ ﴿

هَذَا هُوَ الْمَقْصُودُ قَوْلُ الْأَخْوَافِ وَاسْحَابِ الْأُمَاةِ الْحَنَةِ إِلَّا اللَّهَ
بِهِ فِي مَشْهُودِهِ عَنْ شَهْوَدِهِ وَمَوْجُودِهِ عَنْ وَجْهِهِ
وَمَعْدُودِهِ عَنْ دُكْرِهِ وَمَعْرُوفِهِ عَنْ عَرَفِهِ كَمَا يَحْكُونَ أَنَّ
رَحْلًا كَانَ مُسْتَفْرَقًا فِي بَحْتِهِ آخِرُ مَوْقِعِ الْمَحْبُوبِ فِي الْمَمِّ وَالْقَتْلِ
الْآخِرِ نَفْسُهُ حُلْفَةُ قَتْلٍ مَا لَدِي أَوْ قَعْلِكَ حُلْفِي "فَقَدْ غَبَتْ
بُكَ عَنِّي فَظَنَنْتُ أَنَّكَ تُبِي. وَفِي مَثَلِ هَذَا الْمَقَامِ يَقَعُ السُّكْرُ الَّذِي
يَسْقُطُ التَّنْظِيرُ مَعَ وَجْهِهِ حُلَاوَةِ لَا يَبْهَرُ كَمَا يَحْصُلُ سُّكْرُ الْحُمْرِ
بِالْكِبَرِ عَشْقُ بَصُورٍ وَكَذَلِكَ فَدِيحُ الْمَقَامِ حَالِ حُزْنٍ أَوْ
حَاجَةٍ إِلَى عَصَا حَزَنٍ حَبِّ فَمَعْبُودٍ لِقَلْبٍ عَنْ شَهْوَدِهِ عَصَا

لحفاق ویصدر منه قوت و عمل من حسن أمور الشکاری
وہی شطحت بعض مشایخ . کقول غضہم أنصب
حیسی علی حہم و نحو دلت من الاقوال و لأعمال المحالفة
للشرع؛ وقذیکون صاحبہا غیر مائتوم۔

(مجموع الفتاویٰ 10/339)

ترجمہ اور فتاویٰ اس قسم میں سو فی سہی بھی نہ ملتی یا سہی [ما اظہر شئی ایما
لی الخیرۃ اللہ فیہ فیض میں اللہ کے ہمارے خیر نہیں بھی کہہ دیتا ہے اور فتاویٰ اس قسم
کے مثل میں دو کیفیت مکرور ہوئی ہے کہ جو توبہ کو راقہ کر دیتی ہے باوجود یہ
صاحب مکر ایمان کی منہاس کو پاتا ہے اور یہ مکر اس طرح حاصل ہوتا ہے جیسے
شہ اب پیسے دے کر خوش ہو جاتا ہے اور یہی نہ تو بصورت تصویروں کو دیکھنے والے
کو مکر حاصل ہو جاتا ہے اور کسی طرح خوف یا ربا کی حالت کے ساتھ بھی فناء
حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ حالت حب کے ساتھ حاصل ہوتا ہے پس اس
حالت میں قلب بعض حقائق کے شہد سے عاجز آ جاتا ہے اس حالت میں اس
سے نشو وستی کے امور سے کوئی قول یا کوئی فعل صادر ہو جاتا ہے اور اس کے
بعض مشایخ کی شطیحات کہتے ہیں جس طرح مشایخ میں سے بعض نے کہا
میں اپنا خیمہ جہنم پر نصب کروں گا اور میں کی مثل دینے سے اقوال و اعمال جو
شریعت کے مخالف ہیں تحقیق ان شطیحات کا مکتب شخص گنہگار نہیں ہوتا۔
ان توالدات کے بعد بھی فتاویٰ لکھے گئے والے اپنے نکتہ نظریہ میں نظر ثانی نہ دیکریں۔

کیا اولیاء کی خلاف شرع اقوال کی وجہ سے کتب کو جلا نا چاہیے؟

کسی ولی کامل سے اگر خلاف شرع کوئی قول منقول ہو تو زائد محمد علی صاحب اور اس سے
لوگ یہ بہانہ کرتے نظر آتے ہیں کہ پھر ایسی کتاب کو جلا دینا چاہیے اور ساتھ یہ طنز بھی کیا جاتا ہے
رسوئی کی ہر گزانی کو یہ بریوں کو شطیحات و غیبات نہ دیتے ہیں۔ اور اس جواب

غیر مقلدین حضرات خواہ انسان کے سامنے بطور الزام پیش بھی کرتے ہیں۔

جواب:

مرزا جہلمی صاحب اور غیر مقلدین حضرات کو اس کا جواب دینے کے لیے ابن تیمیہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور وہ اس سے کہ مرزا جہلمی صاحب اسماء، اربابال و حدیث کے ماہرین میں زیر علی زنی کو مانتا ہے۔ اسی غیر مقلد زبیری علی زنی نے اپنے مقالات میں ابن تیمیہ کے علمی مقام کے ذرا میں ایک مضمون بھی لکھا۔ اس سے بطور الزامی تحت کہ غیر مقلدین اور مرزا جہلمی کے لیے یہ حوالہ پیش خدمت ہے۔

ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

وَأَمَّا ذَلِكَ مِنْ لِقَاوَالِ النَّبِيِّ تَوَثَّرَ عَنْ مَعْصِ الْمَشَائِخِ
الْمَشْهُورِينَ؛ وَهِيَ إِذَا كَذِبَتْ عَلَيْهِمْ وَإِنَّمَا عُلِطَ مِنْهُمْ؛ وَمِثْلُ هَذَا
فَذَبْصُدْرِي خَالَ سَكْبَرٍ وَعَلِيَّةٌ وَفَادِيَسْفَطُ بِيهَا تَمِيزُ الْإِنْسَانِ؛
أَوْ بَضْغَفَ حَتَّى لَا يَذَرِي مَا قَالَ وَ"السَّكْرُ" هُوَ لَذَّةٌ مَعَ عَدَمِ
تَمِيزٍ. (مجموع الفتاوى 10: 209)

ترجمہ اور ان قوال کی مثل بعض مشہور مشائخ سے تشبیہت صادر ہو میں ان کا قص یہ ہے کہ یا تو کہا جائے گا کہ یہ باتیں ان لوگوں نے کی ہیں جنہیں علم ان پر تبحر ہو یا نہ ہو۔ اور بصورت سقیم یہ ان سے طے ہوئی ہے اور اس طرح کی تشبیہات کا صدور ان سے حالت سکر یا حالت غلبہ یا مقام فناء میں ہو جائے کہ بس کی وجہ سے انسان کی قوت کی تمیز ختم ہو جاتی ہے یا پھر بہت کمزور ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ جانتی نہیں کہ اس نے کیا کہا اور سکر یا غلبہ یا نہ ہو جو تیز کے معدوم ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

ابن تیمیہ کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ مشہور مشائخ جیسے بایزید برہائی، سہت بغدادی کی مشہور مشائخ و ایما سے جو تشبیہات صادر ہو میں ان کے ثبوت پر کلام کیا جائے گا کہ واقعی یہ

حکایت ثابت بھی ہے کہ نہیں۔ اگر حکایت اصول کے تحت ثابت نہیں تو اس کا انکار کیا جائے گا۔ اور خلاف شرع کوئی قول ثابت نہ بھی جائے تو وہ شطحیات کے قبیل سے ہوگا اور شطحیات پر کوئی شرع فتویٰ یا گرفت نہیں ہوتی۔ جب ابن تیمیہ کی تحقیق میں شطحیات ایسا ہے کہ کوئی فتویٰ یا گرفت نہیں تو پھر کتابوں کے جلائے کا کیا معنی و مطلب؟ اس حوالے سے بعدی غین کو سو فیاضی بے ادبی پر کچھ فرما رہا ہے۔

ابن قیم اور شطحیات کا دفاع ابن قیم لکھتا ہے۔

هذه الذرجة عنده مختصة بأهل المشاهدة وعلت عليه
الانسياط والسرور - فإن صاحبها متعلق بسبب انسياط
حذره من شائنة احمرأة وهي ما محرجه عن أدب العبودية
ويدجنه في الشطح كشطح من قال سنحبي، وسعد ذلك من
السطوحات المعروفة المحرجة عن أدب لعبودته التي يهابها
صاحبها أن يعذر بزوال عقله، وعلة سكر احمرأ عنه ولا
من مقارنة التغطيه والإحلال، نسبط المشاهدة.

ترجمہ: یہ درجہ ان کے ہاں مل مشاہدہ کے ساتھ متعلق ہے ان پر المہر و سرور
کی کیفیت غالب ہوتی ہے اس لیے صاحب نہ وہ اللہ کے اسم باطن سے متعلق
ہوتا ہے اور اسے شائبہ جرات سے بچتا ہے اور یہ جرات بندے کو عبودیت
کے ادب سے نکالتی ہے اور شطح میں داخل کر دیتی ہے جیسے کہ ہذیبہ بن علی علیہ
الرحمہ کی شطح سبحانی ما اعظم شأنی اور اس کی مثل اور دوسری مشہور شطحیات جو کہ
ادب عبودیت سے نکال دیتی ہے اور ان کی انتہا یہ ہے کہ صاحب شطح معذور
ہوتا ہے عقل کے زائل ہونے کے سبب سے اور اس پر غیبہ سکر کی حالت جاری
ہوتی ہے پس اس کی تعظیم اور بزرگی کا اہتمام نہ دینی ہے جو بہت سے مشاہدہ

کے ساتھ۔ (مدارج السالکین 2 ص 87)

ابن قیم کے نزدیک شطیحات صوفیاء:
ابن قیم لکھتا ہے۔

فیه کثرت من الذل والافتقار للحنیة المشبهة بالنی وقع اصطلاح
تقوم علیہا فیہا فصل لئلا وہی مورد تصدیق و تردید
قد سمع الصغیر المعروف و لعلم باللہ تعالیٰ لفظ اتصال
و انفصال و مسامرة و مکلة و نہ لا وجود فی الحقیقة إلا وجود
بہ و ہن وجود لکانت حاد و وہم و ہو بمرلة وجود الطل
لہم بعبیرہ و سمع منہ ما یملأ لادان من حلول و اتحاد
و شطحات و اعداؤں۔ من شہد انفقوا هذه اللفاظ و نحوہا
و ارادوا بہ معنی صحیحہ فی انفسہا فعلقوا العالطون فی فہم ما
ارادوا و سبوا ہم لى لحادہم و کفرہم

نہ ہر ہو کفر و غیب جان ہو صوفیہ کی اصطلاح میں جو نفس و مشابہ افکار واقع
ہوتے ہیں وہ اصل ترمایش سے کہہ کر صغیر معرفت و لا توفی جب وہ
انہ ملتا ہے تو اس کو صغیر و شحات سمجھتا ہے مگر صوفیہ کا فہم
نے اس قسم کے افکاروں کی تصحیح معنی مراد سے ہیں۔ جائز و ان پڑھ
و کہنے سے اس کی تصحیح مطلب و مراد سمجھنے میں غلطی کی اور صوفیہ کو اس کو ملحد و کافر
فرمایا۔ (مدارج السالکین 3 ص 151)

مخالفین کے ممدوح اسماعیل دہلوی کے نزدیک شطیحات اولیاء

ابن قیم کے بعد مخالف صوفیہ اپنے اکابر کی بھی تحریر پڑھ لیں۔ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔
اس طرح جب اس صاحب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی باتیں

احدیت کے دریوں کی ہمہ جہت میں تصحیح سے جاتی ہیں تو اس میں اور نہیں
فی حبیبی سوی اللہ کا آواز اس سے صادر ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اور زیہار
خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ کرنا کیونکہ جب وہابی
اقدس کی آگ سے نہ اسے اسی اما اللہ رب العالمین صادر ہوئی
تھی پھر اشراف المخلوقات سے جو حنہ تہنہ کا نمونہ ہے گران لکٹی کی آواز
صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

(مداہلہ مستقیم ارشاد، رسد میل دومین ص 14 طبع دہلی)

شاء اسد میل دہلوی کی مذکورہ عبارت سے شخصیات غیبہ حال کا صادر ہونا اور اس پر معترض نہیں
ہونا ثابت ہوا ہے۔ جب مخالفین کے ممدوح علماء خود شخصیات موفیہ کے قائل اور اس کی
شخصیات ہر کسی طرح کے فتویٰ یا طعن کرنے سے منع کرتے ہیں تو اہل سنت ہر کسی طرح الزام
گاتے ہیں؟ جب شخصیات ہر کسی طرح کا الزام و رباہی نہیں ہوتا تو اولیاء کی ان کتب کو بظاہر
یہیہ جاسکتا ہے؟ اگر مصوفیہ و راسخ فی سبیل اللہ کی یہی کتب کو بظاہر مشرور یا جہلہ ہوتا تو خود ابن تیمیہ یہ
مسل کر چکا ہوتا

اس طرح تصحیح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عرفہ و احکام کی عبارت کی صحت کو
تعمیر بھی زلزلہ جائے تو اس احدیت کے ماقبل اور مابعد کے خلاف غیبہ حال و رباہی کے
احساس پر رجوع کے الفاظ موجود ہونے سے بعد اس طرح جوابہ صاحب پر اعتراض سے ملتا
ہے؟ اور کس طرح ان کتب کو جدید جاسکتا ہے؟

اہل سنت کا اولیاء کرام کی خلاف شرع فتوے پر جو موقف ہے وہی موقف مرزا حلی
سے اکابرین اور ممدوح کا بھی ہے۔ اگر اہل سنت و جماعت پر طعن و تنہا کرنے سے پہلے
اپنے اکابرین کا موقف جان لیتے تو ایسی ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی۔

اعتراض: فوائد فریدیہ میں بریلوی کلمہ

حضرت خواجہ غلام فریدی علیہ الرحمہ نے فوائد فریدیہ ص 83 پر بھی "چشتی رسول اللہ" کا کلمہ نقل کیا ہے۔

جواب:

گزارش ہے کہ ایک خاص طریقہ سے مومن انسان کو صوفیادیا جاتا ہے کہ فلاں کتاب میں یہ قول ہے یا فلاں تحریر موجود ہے، مگر حقیقت عوام کے سامنے پیش کرنے سے گریز کرتے ہیں، مخالفین نے فوائد فریدیہ کے حوالے سے چشتی رسول اللہ کی عبارت کو نقل کی مگر حضرت خواجہ غلام فریدیہ اس موقف نقل نہیں کیا۔

آپ نے فوائد فریدیہ کے صفحہ نمبر ۸۳ پر صرف لکھا ہے۔
"انہوں نے ذوق اور مستی کا غلام فرمایا ہے۔ صوفیائے کرام ان کو شطیح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔"

فوائد فریدیہ کے بعد کے صفحوں پر بھی: "گوں کے مجذوبانہ" مستی کے کلام" درج ہیں، جس میں چشتی روح اور صاحب، "قد بھی نقل کیا میری سے مگر میں کو یہ معمور ہے۔ مستی کی حالت اور فون تصریحات سے اور فون ظہور نہیں ملتا، ابن تیمیہ اب قیصر کے متعدد حوالہ جات فارمیں کہ یہ سب کتب میں نقل، ہے میں جس سے بعد کی طرح فوائد اعتراض کرتے ہیں اور رد کرتے ہیں۔

جب اس شخصیت صوفیہ کہ اپنی کتاب میں اہور شطیحات صوفیہ نقل کیا اور خواجہ صاحب کا اپنا یہ عقیدہ بھی نہیں اور ان کے بیان کے لئے ماقصد بھی اس عبارت سے استدلال نہیں بلکہ یہ بیان کرنا مقصد ہے کہ صوفیاء کی اس حالت میں، ایسے کلمات بھی منقول ہیں جس کو طبع کہا جاتا ہے تو اس سنت و جماعت پر امتداف اور بیونی کلمہ کہنے کی جہالت کیوں ۱۴ ایسے ریکٹ انڈیکٹور اور مرزاجعلی جیسے لوگ ول رحوام انسان کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش میں ہی لگے رہتے ہیں۔

جبکہ محققین کی کتب کے حوالہ جات سے یہ بات واضح ہے کہ شطیحات پر کسی طرح کا فتویٰ دیا نہیں جوتا۔ اس بارے میں متعدد حوالہ جات پیش کر دیے گئے ہیں مگر ہمارے مخالفین کے لیے اسماء الرجا کے ماہر علامہ ذہبی کی تحقیق پیش خدمت ہے۔ علامہ ذہبی اپنی کتاب میں واضح طور پر علامہ جعفر الخدی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

أحسن أحوال الشی أن نقول فيه محزون، يريد أنه كثير الشطح،
والمجنون زفع عنه القلم.

احوال شکی کا احسن بیان انہیں مست سہنا ہے، وہ یہ ہے کہ شیخ شکی سیہ اس
ہے، اور مست مرفوع آخر ہوتا ہے۔ (تاریخ الإسلام 7: 687)

جب ماہر اسماء الرجال علامہ ذہبی جیسی بلند شخصیت صوفیہ کرام کے عقیدہ عام والے اقوال کو شطیحات تسلیم کر کے ان پر کسی طرح کا فتویٰ یا طعن سے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں تو پھر کسی دوسرے کی کیا حیثیت جو ان اکابرین ہد زبان درازی کر سکے۔

اعتراض: انقلاب حقیقت میں بریلوی کلمہ

بریلویوں کا تو کلمہ ہے اللہ بیان کیا گیا ہے۔ ان کی کتب میں لا الہ الا اللہ، اکریر
رسول اللہ، اور لا الہ الا اللہ لیسر کعبۃ اللہ جیسے اغراض ان کی کتاب انقلاب حقیقت
ص 31 پر لکھے گئے ہیں۔

جواب:

گزارش ہے کہ جب علماء اہل سنت کی طرف سے مخالفین کے اکابرین کی کتابیں پر
عوام الناس کو تنبیہ کی جاتی ہے تو مخالفین مذکورہ بالا اور اس طرح کی دیگر عبارات کو اپنے
دفاع میں پیش کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ عوام کو مکمل عبارت نہ پیش
کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو سیاق و سباق بتاتے ہیں۔ اس لیے ایک عام شخص کو سمجھنا کبھی دشوار
ہو جاتا ہے۔

غرض یہ ہے کہ انقلاب حقیقت ص 31 پر جو عبارات نقل ہیں وہ میاں صاحب نے

بطور طنز اور غصہ نے ان کی طرف بولے۔ "معاذ اللہ! تمہاری بیانی میں فرق ہوتا ہے۔ میاں صاحب نے مجھ سے طرہ کیا کہ تمہارا رویہ ایسا ہے گویا انگریزوں کو روسوں مانتے کے مترادف" ہے۔

سباق و سباق کے ساتھ مکمل عبارت مدح خط کریں۔

"۔۔۔ اور اس کی منڈی بونی، اچھی ہر بار کھا کہ بہرہ لہین یہ کیا؟ نام بہاؤ
امین اور پیر۔ یہ مسلمان کے مسلمان سے ایمان کے بے ایمان، بھرتو اتنا
بہت آیا۔ آپ نے حیار بنو۔ اس کی دونوں موٹھیں پکا کر زور زور سے کھینچنے
سے، امانت سے تمہارا کلمہ تو یہ ہے۔ اے لہ لہ انگریزوں امین اور اہم
سے ملائے بھی چند ہوتے۔

--- آپ نے نمونہ سے پکڑ کر اس کے منہ دائیں بائیں بھیجے اور فرمایا
"بھیکو، یہ نہیں کی شکل ہے۔ یہ نہیں ہے۔ تنے میں، اوتیں مل پنے آپ نے
رہ کر دیے۔ رزاں بعد فرمایا کہ کھولا ادا اللہ مند کعبہ اللہ۔۔۔"

(انقلاب حقیقت ص 31)

مذکورہ بات سے ملاحظہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ میاں صاحب کے یہ
اقوال بطور طنز تھے۔ یہاں لہ لہ کا پڑھا ہے۔ جو موقع قطع اس طرف کی بنی ہے۔ اس لیے
اس عبارت کو بریلونی ٹمہ تنے واہ کو کچھ تو مٹی دیانت کا خیال رکھنا چاہیے، جس عبارت کا نہ
مطلب اور نہ ہی مقصد اس کو تو وہ انہی کے سامنے ایک خاص ماحول کے تحت بیان کرنا
باطل و مردود مکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق بات کہنے اور سمجھنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔



مرزا محمد علی کا اولیاء کا ملین
کی کرامات پر اعتراضات
اور ان کا علمی جواب



تہمید

مخالفین اہل سنت اکثر عوام الناس کو یہ کانٹے سے ایسا دوسا بھین کی کرامات پر اعتراضات کرتے ہیں اور اپنے نام نہاد استدلال سے لوگوں کو عقائد اہل سنت سے متفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ غائب کرتے ہیں کہ سو فیصد کرامات کی تعلیمات شرع کے خلاف ہیں۔ مگر اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ وہ کامقام اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ شریعت مطاہرہ پر عمل پیرا ہوتا ہے۔

پھر مرزا محمد علی صاحب اپنے حواریں کے سامنے عقلی استدلال بھی پیش کرتے ہیں کہ کیا ایسی کرامت آج کوئی دیکھا سکتا ہے؟ کیا یہ کرامت عقل میں سمجھا آسکتی ہے؟ اس بارے میں گزارش ہے کہ شاید پہلے انجینئر صاحب کو کرامت کی تعریف کتب عقائد میں پڑھ لینی چاہیے۔ کسی بھی کرامت کا انکار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ آج کل کا کوئی شخص اس کرامت کو غائب کرے یا کرامت اس کے عقل کی مطابق سمجھ آ سکے؟ کیونکہ کرامت سے ہی خوارق عادت عمل کو ہیں۔

مرزا عیسیٰ الخلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کرامات الاولیاء حتیٰ فتصہر الکرامۃ علی طریق قصص العبدۃ
نلوا لہی من قطع مسافۃ العینۃ فی امدۃ لقلیلۃ
ترجمہ اولیاء اللہ کی کرامت حق میں جس دن کی کرامت خلاف عادت طریقے سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً عموماً سفر کو کم وقت میں طے کر لینا۔

علامہ تھانویؒ کی کرامت اور معجزہ کافرق اور اس میں ولی کے کسب و دخل کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

الکرامۃ ظہور امر خارق للعدۃ من قلمہ ملا دعوی السبۃ وہی

حاشیہ قولہ عَصِدَ الْوُحْیَ وَمِنْ حَسَنِ الْمَعْجَرَاتِ لَشَمُولِ قُدْرَةِ
اللّٰهِ تَعَالٰی وَوَاقِعَةُ كَقَصَّةِ مَرْیَمَ وَصَفِ وَصَحْبِ كَهْفِ۔۔۔۔
یعنی کرامتِ نبویؐ معمول امر کے بغیر دعویٰ نبوت کروں سے سرزد ہونے کا
نام ہے اور کامدور ممکن ہے کہ پہلی یہ قصہ و روایت ہی ہو۔

ابن تیمیہ کے موقف کی ترجمانی سننے والے صاحبانِ افروزان کے قلم سے
انجمن محمدیہ کے اس دور رس سے یہ ایک کتاب سے حواشی خدشتہ ہے۔ اس فوٹی
سے یہ نہیں اور، اپنے موقف پر نظر ثانی ضرور کریں۔ اس حوالہ کو نیز مسئلہ نبوت کی مشہور ویب
سائٹ ”محمدؐ“ سے نقل کر کے پیش کیا جا رہا ہے اس نقل کردہ جہر میں کسی بد مذہب کے
ماحقہ تعریفی کلمات، یا رحمہ اللہ علیہ جیسے الفاظ سے راقم پر ہی القصد ہے۔
نقل کردہ جہر کی ابتداء۔

صاحبِ اسوزان عقیدے کے مہم جو پر ابن تیمیہ کی مایہ ناز مشہور ”تحفۃ العقیدۃ والاشیہ“
سے باب ”کرامات اولیاء کے متعلق اہل سنت و اہل امت کا مذہب کی شرع کرتے
ہوئے فرماتے ہیں:

ابن تیمیہ نے فرمایا ”اہل سنت کے (عقیدے کے) اصول میں سے یہ بات بھی
ہے کہ کرامات اولیاء اور جو خرقِ عادت، موروثی عظمہ و کاشفات اور مختلف قسم کی
قدتوں اور تاثیرات کے حوالے سے ان کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں، انکی تصدیق کی
جائے۔ اسی طرح سے سابقہ امت سے سورہ کہف وغیرہ میں جو منقول ہے اور اس امت
کے اول نبیؐ صحابہ کرام تابعین اور امت کے دیگر افراد سے جو کرامات منقول ہیں، انکی
تصدیق کی جائے۔ اور یہ کرامات اس امت میں قیامت تک موجود رہیں گی۔“

کرامت کی لغوی تعریف

سننے والے صاحبانِ افروزان فرماتے ہیں

غنت کے اعتبار سے "کرامات غنیہ" کرامت کی جمع ہے جس کا معنی ہے غارقِ مروت
 "یعنی انسانوں میں معلوم و معروف امر کے برعکس ملاحظہ۔"

کرامت کی شرعی تعریف

شرعی اصطلاح میں کرامت سے مراد وہ شرفِ مروت اور جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء
 کے ہاتھوں پر جاری فرماتا ہے۔

ولی کی شرعی تعریف

اولیاء: لفظ "ولی" کی جمع ہے۔ اور ولی (مومن و متقی شخص) کہتے ہیں۔ یہ اللہ
 تعالیٰ کا فرمان ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا حُوفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (62) (الہدٰی)

آمِنُوا وَتَسْلَمُوا (یونس 62 63)

(یا اللہ جو اللہ تعالیٰ کے دوستوں (اولیاء اللہ) پر رزق و اندیشہ سے اور نہ وہ غمگین ہوتے
 ہیں۔ یہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور (یونس) اسے پرہیز کرتے ہیں یعنی تقویٰ اختیار
 کرتے ہیں)

ولی کی لغوی تعریف

"اولی" لفظ "اولیاء" سے مشتق ہے جس کا معنی محبت و قرب ہے۔

ولی اللہ کون ہوتا ہے؟

پس "ولی اللہ" وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی پسند اور مرضی کے کاموں میں اس کی
 موافقت کر کے اس سے محبت کرتا ہو۔

کرامات اولیاء رحمہ اللہ علیہم کے متعلق لوگوں کی تین اقسام

کرامات اولیاء رحمہم حق میں۔ کتاب و سنت اور صحیحہ و تابعین سے منقول ہیں۔ آثارِ متواترہ

س بات پر دلالت کرتے ہیں۔ کرامات اولیاء کے متعلق لوگوں کے تین قسمیں ہیں۔
 1- جو سب سے نفی کرتے ہیں جیسے معتزلہ، جمہیہ اور بعض اشاعہ (یہ سارے فرقے عقل پرست ہیں) وغیرہ۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر اولیاء کے ہاتھوں پر امور خوارق کے ظہور کو جادو مان لیں تو ایک نجی غیر نجی سے ملتے جلتے ہو جائے گا (یعنی نجی اور غیر نجی میں تفریق نہیں ہو سکتی) (یہ غلطی اور غیہ نجی میں فرق معجزہ ہے جو ایک خرق مادہ امر ہوتا ہے۔

2- جو اجماع کرامات میں خود کرتے ہیں جیسے مولویوں کے فرقے پیرا، اور قبیلہ پرست۔ یہ لوگ لوگوں کے ساتھ مل و ذریعہ سے کام لیتے ہیں اور شیطان خرق مادہ کو ہیہ کرتے ہیں مثلاً آگ میں داخل ہوا ہے آپ کو اللہ سے ملنا اور سانپوں کو چڑھنا وغیرہ جیسے دیگر تصورات جنہیں یہ لوگ اصحاب قبول کرے یہ ثابت مانتے ہیں اور انہیں ان کی کرامات مانتے ہیں۔

3- اہل سنت و اجماع بن کا شیخ نے اپنے کام میں دیکھا ہے چنانچہ یہ لوگ امت اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں تمام نعمت کے تقاضے کے مطابق ثابت مانتے ہیں۔

منکرین کرامات کی دلیل کا جواب

منکرین کرامات کی دلیل۔ اس سے نجی و غیر نجی میں مشابہت لازم آتی ہے کہ جواب اہل سنت و اجماع یہ دیتے ہیں کہ اس سے مشابہت لازم نہیں آتی کیونکہ انبیاء کرام اور غیر انبیاء میں خوارق مادہ کے طور پر بھی بہت سے امور میں خوف قوت کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہی کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر کوئی ولی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو ولایت سے فارغ ہو جائے گا۔ وہ جو دعویٰ نبوت کہہ کرے گا۔ ورنہ تعالیٰ کی سنت رسی ہے کہ وہ حملہ کرے گا۔ کرتا ہے ہیں۔ مسیح مذہب وغیرہ کے ساتھ ہوا۔

اثبات کرامات میں غلو کرنے والوں کا رد

اثبات کرامات میں غلو کرنے والے جو کہ شعبہ و ہازوں اور دجالوں کے لیے بھی کرامات کو ثابت کرتے ہیں کاملی منت نے اس طرح رد کیا ہے کہ یہ شعبہ و ہاز اور دجال قسم کے لوگ اولیاء اللہ نہیں ہیں، بلکہ یہ تو اولیاء الشیطان ہیں۔ ان کے ہاتھوں جو امور ظاہر ہوتے ہیں یا تو وہ کذب و ردھوکہ ہیں یا پھر خود ان کے لیے اور دوسروں کے لیے نقصان دہ مآثر و استدراج (یعنی اللہ کی طرف سے ڈھیل) ہے۔

ولید الرحمن اور اولیاء الشیطان کے مابین امتیاز سے متعلق کی ایک عمدہ تحفیف اس موضوع پر ابن تیمیہ کی ایک عظیم مایف بھی ہے جس کا نام ”الفرق بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان“ ہے۔

کرامات کی انواع و اقسام

چر شیخ الاسلام کے اس قول پر مختلف علوم و معاشقات اور مختلف قسم کی قدرتوں و تاثیرات کے حوالے سے اس کے ہاتھوں و مآثرات میں کی تنبیہات سے دوے شیخ نے فرماتے ہیں اس عبارت میں شیخ نے کرامات کی نوع کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بعض کا تعلق قدرت سے ہوتا ہے جن کی بنا پر کسی بات سے کوئی انسان نہیں کسی یا نہ خواہ یا پیدا ہوتی ہے کچھ ایسے کسی اور سے ہیں دیکھو یا یہ علم و کسب اور سے پاس نہیں اور بعض کرامات کا تعلق قدرت اور تاثیر سے باب سے ہوتا ہے۔

پہلی نوع یعنی علم و کشف کی مثال

محمد بن خطاب کا یہ (مشہور) قول ”بشریۃ! احصل“ (سے ساری پہاڑ پر چڑھ جاؤ) کا نکتہ عمر بنی اللہ عند مدینہ میں تھے ورمایہ مشرق میں تھے۔

ابو جعفر صدیقؑ کا اپنی اہلیہ کے حمل کے بارے میں خبر دینا یہ دو مؤثرات ہے۔

مرا کا اپنے بیٹے کے متعلق خبر دینا اس کی اولاد میں ایک عاقل پیدا ہو گا۔

صاحب موعی علیہ السلام (یعنی خلیفہ علیہ السلام) کا قصہ اور انہیں بچے کے حال کا مدہ ہونا۔

دوسری نوع یعنی قدرت وراثہ کی مثال

اس شخص کا قصہ جس کے پاس تمام کا مدہ تھا اور اس کا وحش مقیس کا بیسن علیہ السلام کے پاس ماضی کرنا۔

اصحاب کہف کا قصہ۔

مریم (علیہا السلام) کا قصہ۔

بالدین وید کا قصہ۔ انہوں نے رہ پنی یہاں نہیں اس سے قوی۔ نہیں چنچا۔

سابقہ امتوں اور سلف صالحین کی کرامات

پھر شیخ الاسلام سے اس قول۔ اسی طرح سے سابقہ امت سے سورہ کہف وغیرہ میں جو مقسوس ہے اور اس امت کے دل طبع صحیحہ پر اس میں عین اور امت کے دہ کراف او سے جو کرامات منتقل ہیں فی تعدیل کی جائے کی طرح میں شیخ فاضل کرامات میں شیخ اس عالم میں اس کرامات کا ذکر کرے میں جو واقعہ ہو چکی میں ورقہ آن وراثہ کرامت میں ان کا ذکر موجود ہے۔

سابقہ امتوں کی کرامتوں کی قرآن کریم سے مثالیں

پہلے قرآن مجید میں سابقہ امتوں کے جو سے اس کرامات کا ذکر ہے ان میں سے

مریم (علیہا السلام) کا بیغہ شہ سے حاملہ ہونا

سورہ کہف میں مذکور اصحاب کہف کا قصہ۔

(سورہ کہف ہی میں) صاحب موعی یعنی خلیفہ علیہ السلام کا قصہ۔

(سورہ کہف ہی میں) ذوالقرنین کا قصہ۔

جیسا کہ وہاں عین وراثہ کی کرامات کی مثالیں

اور اس امت کے دل طبع صحیحہ یعنی صحیحہ و عین سے اس کرامات کا ذکر ہے ان میں سے

عمر اکساریہ کے پیش (شتر فوج) دینا لاکھ عمر اس وقت منہ مدینہ پر تھے اور
یہ کابیش مشق میں نہاوند مقام پر تھا۔

اور عمر اکساریہ کو ان الفاظ کے ساتھ ندا دینا (پکارنا) کیا ساریہ انجیل اور ساریہ نے
اس ندا کو سن لیا اور وقت راضی سے فائدہ اٹھایا اور دشمن کی پاں سے بچ گئے۔

امت میں اولیاء کو امر محمد علیہ السلام کے باتقول کرامات کا تصور قیام قیامت رہے گا
پھر شیخ اسلام کے اس قول۔ اور یہ کرامات اس امت میں تاقیہ قیامت ہوتی رہیں
گیں شرح میں شیخ فورن فرماتے ہیں۔ یعنی جب تک امت کے افراد میں وصیت
پیش تمام شدہ ہوئے ساتھ جو رہے ہیں اس وقت تک امت میں کرامات کا وجود بھی
رہے گا۔ (داماد، علم)

(ماخوذ شریعت عقیدہ واسطیہ از شیخ صالح الفوزان اردو ترجمہ بعنوان عقیدہ وفادہ نبویہ)
[نقل کردہ تحریر۔ امتی]

مذکورہ نقل کردہ مضمون کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہل سنت و جماعت مسک مقدمہ پر اعتراض
کرے تو اسے اپنے موقف پر نظر ثانی اور موقف سے رجوع نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایک طرف تو
معتمد ضمن کے مدد و اولیاء کی کرامات کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے متضاد بھی
کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف مخالفین میں سے بھی چند نام ہمارے متفقین عوام انسان کو اولیاء
کرامت کی کرامات کے خلاف ذہن سازی بھی کرتے ہیں۔

ان کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے تو کرامات کا بالکل انکار کر دیتے ہیں اور ویسا جو بخیر معنی ہوا کہہ کر ان
کی بے ادبی کرنا کا درس دیتے ہیں۔ مگر جب ان کے سامنے دلائل رکھے جائیں تو ان کے
پاس ایک بہانہ ہوتا ہے کہ ہم کرامت کا انکار نہیں کرتے مگر یہ جو آج کے پیر اور بابے
ہیں، ہم ان کی کرامات کا انکار کرتے ہیں۔

گہرا ارش ہے کہ عوام انسان کو اس تلخی قسم کے بہانوں سے دھوکا دینی ملتی خیانت ہے کیونکہ آپ
تو آن گل کے پیر بابے کی نبی کرامت کا نہیں جہد مستعدین اولیاء کا مسکن کی کرامات کا مذاق
اڑاتے ہوئے اس کو عام لوگوں کی عقل کے تحت لانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر آپ

عوام الناس کو کرامت کی تعریف ہی اپنے حواریوں کو بتا دیں تو اس عقلی استدلال پیش کرنے کی ہمت نہ ہو کیونکہ خلاف عادت امور جو کہ عام انسان کی عقل میں بھی سمجھ نہیں آتے جو علماء نے کرامت قرار دیا ہے۔

﴿ محدث ابن معین کا کرامت کا اقرار کرنا ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اور لامذہب لوگوں کے لیے اسماء الرجال کے ماہر محدث ابن معین کا موقف پیش کرتے ہیں تاکہ اولیاء صالحین اور کا ملین پر کرامت کا ظہور واضح ہو سکے۔

سمعت یحییٰ یقول: کنا غریۃ من قری مصر ولم یکس معاشیء
ولا نم شیء نشربہ فلما أصبحنا ادا نحن من ذیل ملیء سمکا
مشویا ولبس عده احد فسالونی فقلت اقتسموه وکلوه قال
یحییٰ اظن رزقارزقہم اللہ۔

اسناد ابن معین - روایت لدورنی 4 463 قمر 5305

ترجمہ میں ہے: "میں نے سنی بن معین کو ماریا ہے تھے۔ ہم مصر کی ایک بستی میں تھے۔ ہمارے پاس (میں نے کہلے) کچھ نہ تھا۔ اور نہ وہاں کوئی چیز تھی جسے ہم خریدتے۔ بس کھجور تھی تو پانچ ہمیں بھجی ہوئی پھٹی سی تھی۔ ہم نے انہیں نظر آئی۔ اس زنبیل کے پاس کوئی آدمی نہ تھا۔ تو ہمارے ہمراہیوں نے مجھ سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ تو میں نے جواب دیا کہ اسے بانٹ کے کھا لو۔ یحییٰ کہتے ہیں یہ امکان ہے کہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔

محدث ابن معین سے اس قول سے بعد اگر کوئی اولیاء صالحین کی کرامت کا انکار کرے تو پھر اس کی ہدایت کے لیے اللہ کریم سے دعا کی کرنی چاہیے۔



مرزا محمد علی جہلمی کا اولیاء کرام کی کرامات پر ٹھٹھہ بازی

﴿اولیاء کرام کا پانی پر چلنا﴾

اولیاء کرام کی عظمت و شان کی وجہ تقویٰ اور شریعت پر پابندی ہوتی ہے۔ اہل سنت و جماعت ائمہ کا وہ جس سے محبت ان کی حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ تقویٰ علی اللہ علیہ وعلیٰ ولما اور شریعت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہے۔ اولیاء سے محبت صرف اللہ اور اللہ کے رسول پر مبنی نہ ہوگی۔ محبت اللہ سے ہوتی ہے۔ اور ان کا شریعت و عبادت پر عمل بھی ہے۔ ایک دوست نے مرزا محمد علی صاحب کی ایک وید و تحقیق جس میں جناب کے دین عقلی و عقل سے بالاتر جب اولیاء کرام کے بارے میں حدیث مامیہ و غلط باب "منا تو بہت میرا انکی ہونی اور جب وہ اپنی اس تقریر میں اپنے جذبات میں بہتے ہوئے ایک کرکٹ سے ملداری کہ "تجسس لگانے پر" امت کا "تشیلیت" کیا تو سوچا یہی جناب مرزا صاحب کے پاس سے کیا ہے۔ ان باتوں پر یقین رستے میں اور وہ پڑھے لکھے ہونے کی باوجود کسی کھلاڑی کی کرامت مان سکتے ہیں؟

ہر حال ایسی باتیں ہمیشہ اپنے متبعین یا پانے والوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ یہ جناب مرزا محمد علی صاحب کرتے رہتے ہیں۔ جلد ان کی ایک تقریر میں جناب مرزا صاحب کو یہ بھی بتاتے ہیں کہ "سامعند انوں نے تو موبائل بنا دیا ہے اگر ہمارے بارے میں طاقت ہے تو اسے کھوکھلا کر ایک موبائل ہی بنا کر دکھا دیں۔"

مذاہب مرزا محمد علی صاحب کو شاید یہ نہیں معلوم کہ ایک طرف جہاں ان کی دلیل میں نہ اتنی وزن ہے اور نہ عقلی۔ بغرض جناب کی اس عقلی دلیل کو معتبر مان لیا جائے تو ان طرح کے اعتراض تو دہریہ خدا کی ذات پر کرتے ہیں۔ آپ ان کی کتابیں خود پڑھ کر دیکھیں۔ دہریہ جب بھی خدا کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں تو کچھ اسی قسم کا

اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔ بہ حال جناب محمد علی مرزا صاحب کے اعتراضات میں ایک نکتہ کی طرف کچھ تحریر کرنے کی ضرورت نہ درکرتے ہیں تاہم عوام انسان کو ان نکتوں کی حقیقت اور اصلیت واضح ہو سکے۔

✽ جناب مرزا محمد علی صاحب نے چند شاگردوں کی تحریریں اور تقریریں سے یہ بات سامنے واضح ہوتی ہے۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کئی بھی لوگ کی شان اس کی کرامت سے رستہ ہوتی ہے اور وہ یہ اعتراض ہم میں سنت پر اولیاء پر اعتراضات کے ضمن میں کرتے ہیں۔ مگر اس بات کچھ غلط ہے۔ اہل سنت و جماعت ہاں معصومہ پر موقوف واضح ہے۔ اولیاء کی عظمت و شان کا شریعت کی پابندی کی وجہ سے ہوتی ہے نہ ان کی کرامت کی وجہ سے ان کی شان کا ماننا نہ کیا جاتا ہے۔ مگر اس مسئلہ میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ایک دن اللہ سے کثرتِ عبت کی پابندی کی وجہ سے کوئی کرامت عام ہوں تو اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

✽ عوام انسان کو یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت و سنیہ کی کرامت و قدر ان کی کرامت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی عبت کی پابندی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس نکتہ کا نتیجہ اسوفاً حضرت باہزید رحمہ اللہ کی عبت پر بھی کرتے ہیں۔

محدث محمد ذہبی اپنی کتاب میں حضرت باہزید رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں
 وَقَالَ لَهُ حَقَّقْ كَثِيرًا يَسْتَوْفِرُ عَلَى مَا لَا فَيْضَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ، وَلَمْ يَنْفَرْ نَهْ إِلَى مَنْ أَعْطَى مِنْ الْمَكْرَمَاتِ حَتَّى يَضْطَرَّ، فَلَا نَعْتَرِ وَارَاهُ حَتَّى تَرَوْهُ كَيْفَ هُوَ عِنْدَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ، وَحَقُّهُ لِحُدُودِ الشَّرِيعِ۔ (سیر اعلام النبلاء، 13، 88)

ترجمہ: حضرت باہزید رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری مخلوق ایسی ہے جو پانی پر پھرتی ہے اور اس کے باوجود اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور ترکس ایسے شخص کو دیکھو جسے متعدد کرامات حاصل ہیں حتیٰ کہ وہ عوام میں رستا ہے تو اس کی کرامت سے ہرگز حموکا نہ کھانا۔ اس

وقت تک جب تک یہ زبان کھردھام و فانی اور شریعت کا پابند ہے۔
حضرت بایزید برغانی علیہ الرحمہ کے اس قول کو کچھ اضافہ کے ساتھ محدث ابو نعیم نے اپنی
کتاب مایۃ الاولیاء 10 39 پر مندرج نقل کیا ہے۔

حدثنا أحمد بن أبي عمرو أن قال سمعت مصور بن عبد الله يقول
سمعت أبا عمرو بن موسى يقول سمعت عمر السنطامي يقول
سمعت أبي يقول قال أبو بريد ---

حضرت بایزید برغانی علیہ الرحمہ کے اس قول سے واضح ہو کہ کسی ولی الہی نے اگر شریعت کی
پابندی اور امام با معروف و نقلی عن ائمتہ ثبات ہو تو اس کی رامت پر اعتقاد ہوتا ہے۔
اس حوالہ سے یہ ملتہ و وضع ہو کر اہل سنت کے نزدیک شرف و منزلت کا دار و مدار
شریعت کی پابندی سے اس لیے جو لوگ صوفیہ کرام کی رامت پر اعتراضات کر کے یہ
سمجھتے ہیں کہ اگر ان کی رامت پر اعتراضات کریں گے تو ان کی شرف و منزلت یا ان کی
بزرگی پر اعتراض ثابت ہوا ہے گا۔ یہ بالکل غلط اور باطل ہے اس لیے رامت سے کنار
ہٹنے سے یہ لازم نہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس کے برعکس اہل
سنت و رامت و ایمان و عمل کی شریعت کی پابندی اور اس کی پابندی سے یہ کہ وہ
سے رامت پر اعتقاد ہو گا تو ان کے لیے ایمان و عمل کی رامت سے نظر
معتزل ہیں و صوفیہ رامت پر اعتقاد نہیں ہے و رامت سے مقدم میں سے
ہے۔

جب ان لوگوں سے پوچھا جائے تو یہ بات الزامی طور پر کہتے ہیں کہ
صوفیہ کرام کی رامت نہ ماننے پر کون سے شریعت کے قانون کا انکار کر رہا ہے؟ ان
لوگوں سے گزارش ہے کہ اگر وہ پناہ دے سکیں تو ان کو یہ معلوم ہو گا کہ اولیاء کرام کی
کرامات کا اقرار ان عقائد میں سے نہیں ہے۔ اس پر شریعی حکم اگر کسی مفتی صاحب
ہی سے پوچھ لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب مرزا محمد علی نظامی صاحب سے جب "بیدار" کی شان کے خلاف کوئی دلیل پیش

تو اولیاء کرام پر اعتراض کرنے سے یہ عقلی دلیل پیش کی کہ اگر کوئی دن پانی پر پل سکتا ہے تو آج کل کوئی ایسا شخص ہے جو پانی پر پل کر دکھا سکے۔

جناب مرزا محمد علی جہلمی صاحب کی اس بات کا مقصد یہ عوام انسان کے ذہن میں یہ غلطی رائج کر دیا جائے کہ کیونکہ آج کل کوئی دن پانی پر پل نہیں سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی تمام رامت جو کتب میں موجود ہیں وہ جھوٹی ہیں اور اگر ان ادیب، کرام کی رامت جھوٹی ثابت ہوئیں تو ان کی شان و منزلت پر یقین رامتیں صحیح ہیں۔

مرزا محمد علی صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ عقلی دلیل قطعی طور پر غلط ہے، اس لیے کہ

- 1۔ موجودہ کسی نیک شخص و مقتصد میں ادیب کا تقابل میں قیاس مع الغرضی ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت نے یہ موقف واضح کیا ہے کہ وہ سب سے یہ رامت کا ظہور نہ دے گی، اس پر بے شمار مقلدین کتب میں اسے بحالت موجود ہیں۔
- 2۔ ولی اللہ سے یہ بھی شراکت نہیں کہ جب وہی امت غرض کرے تو وہ اس رامت کو ظہور پذیر کرنے کا پابند بھی ہو۔

3۔ امت کے دیوبندوں میں صحابہ کرام و تابعین و تابعین کا جی شمار ہوتا ہے ان صحابہ کرام سے ظہور پذیر کرامات کا ذکر بھی نہ ہو، اور اگر کتب حدیث میں یہ روایت ملے کہ وہی اس دلیل کے ساتھ رد کرے کہ ہمارے جیل اقتدار شخصیات کی رامت کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگر ایسی کرامت ہو سکتی ہے تو پھر آج کا کوئی ولی مہر سے سامنے ایسی کرامت کا ظہور کر کے دکھائے۔

شاید مرزا محمد علی صاحب کو قرآن مجید کی آیات کا بغور مطالعہ کیا ہو جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا کو ماننے کی شرائط رکھیں، مرزا محمد علی صاحب کے ان استدلال پر اتنی بات ہی بہت ہے کیونکہ قرآن میں کرام مقلد بھی رکھتے ہیں اور شعور بھی۔

- 4۔ جناب ایسے استدلال سے تو آپ کو صحیحین اور صحیح سنہ کی بے شمار روایتوں کا

۱۔ اُردو میں اس واقعہ کی راسخات کو آپ یہ کہہ کر تسلیم کرتے ہیں کہ ہم سے وہ ان
برصغیر کے مناسبت ہیں جو صحیح روایت میں منقول احادیث سے تعلق نہیں ہے۔ پھر تو آپ
کی وجہ سے اس پر پوری بات میں رہا جس کو اس سے متعلق کوئی حد سے
بائیں نہیں رہا۔ منقولہ روایت کے یہ روایت کو بائیں طاقیہ یہ روایت
سے کہ کوئی حد سے اس کی راسخات سے کہ آپ اس کو حال میں کہ جناب
مرزا صاحب پھر تو صحیح کہ اس کی ہر راسخات کو آپ کہہ وہ ان وقت میں پانچ بیس اس
امت کو کوئی آپ سے کہنے نہ پائیے۔

اولیاءِ اہل بیتؑ کو اس قوتِ اتر سے شامت میں کہ جس کا لہر کوئی ضد کی یا بہت دھرم
شکس ہی کر سکتا ہے کوئی عقل و شعور رکھنے والا۔ اسی بات ہمیں برکتِ اہل کرامات کو قوتِ اتر
کے ساتھ یہ فہم و فہم نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے جلدِ محدثین کرام نے اولیاءِ کرام کی
کرامات پر کتب لکھیں ہیں جن میں محدث بن خلد اور محدث کافی علیہ الرحمہ کی کرامات
اولیاءِ مشہور و معروف کتب میں۔

اس مقام پر مناسب ہے کہ اس امت کے اویسہ میں سے ایک ولی اللہ حضرت ابومسلم
اخوانی حیدر ازمردی کرامت الہیہ کیا جائے کہ ان کے پانی پر چلنا معتبر کتب و اسامیہ سے
محدثین و ائمہ نے پیش کتاب میں درج کیا ہے۔

حضرت ابو مسلم الخولانی کا پانی پر چلنا

○ امام عبد اللہ سے مروی امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب میں حضرت ابو مسلم الخولانی کا پانی پر چلنے کا واقعہ صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حدثنا عبد بن، حدثنا أبي، حدثنا هاشم بن غسان، حدثنا سليمان، عن حميد بن هلال، أو غيره، أن أبا مسلم الخولاني، مر مدخله وهي ترمي، فخشى من مدها فمشى على ماء ثم سكب إلى أصحابه فقال: «هل تفقدون من متاعكم شيئاً فدعوا لله عز وجل» (الزهد احمد بن محمد بن حنبل 1 310 رقم 12253)

ترجمہ: حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ جلدی طرف تشریف لائے، اس وقت جد نے اپنے اندر تیرتی لڑکیوں کو پھینکنا شروع کر دیا اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز گم ہو گئی تو ہم سے دعا کریں گے تمہیں وہ ملے گا۔

④۔ محدث ابو یوسف ان روایت کو سند سے بیان کرتے ہیں۔

حدث أبو بكر بن مالك، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، ثنا هاشم بن غسان، ثنا سليمان بن المغيرة، عن حميد بن هلال، أو غيره، أن أبا مسلم الخولاني، مر مدخله وهي ترمي فخشى من مدها، فمشى على ماء ثم سكب إلى أصحابه فقال: «هل تفقدون من متاعكم شيئاً فدعوا لله؟»

ترجمہ: حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ جلدی طرف تشریف لائے، اس وقت جد نے اپنے اندر تیرتی لڑکیوں کو پھینکنا شروع کر دیا اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ

ہوے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ممانہ سے دعا کریں
گئے کہ تمہیں ولولہ دے۔ (عیۃ الاولیاء و طبقات الاعفیاء 5، 120)

⑤۔ محدث ہاکانی روایت نقل کرتے ہیں۔

أخبرني علي، أن الحسن، ثمة عند الله، قال ثمة أبو موسى هارون
بن عبد الله، قال ثمة أبو النصر، عن سليمان بن المعيرة قال سمعت
أبو مسلم الخولاني إني دخلته وهي ترمي بالحشب من مدھا
ومشي على الماء ثم التفت إلی أصحابه فقال هل تعتذرون شيئا
فندعوا لله تعالى؟

ترجمہ حضرت ابو مسلم خولانی ایک مرتبہ دہد کی طرف تشریف لے گئے اس
وقت دہد نے اپنے اندر تیرتی کڑیوں کو پھینکی شروع کر دیا اور حضرت ابو
مسلم خولانی نے پانی پہ پھینک شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ
ہوئے اور کہا اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ممانہ سے دعا کریں
گئے کہ تمہیں ولولہ دے (کرامات الاولیاء ہاکانی ص 188 رقم 149)

⑥۔ امام ابن ابی نیاں روایت کو اپنی سند سے بیان کرتے ہیں۔

حدثنا أبو موسى هارون بن عبد الله، حدثنا أبو النصر، عن
سليمان بن المعيرة قال " سمعت أبو مسلم الخولاني إني دخلته
وهي ترمي بالحشب من مدھا، فمشي على الماء، ثم التفت إلی
أصحابه فقال هل تعتذرون شيئا؟ فندعوا لله عز وجل "

ترجمہ حضرت ابو مسلم خولانی ایک مرتبہ دہد کی طرف تشریف لے گئے اس
وقت دہد نے اپنے اندر تیرتی کڑیوں کو پھینکی شروع کر دیا اور حضرت ابو
مسلم خولانی نے پانی پہ پھینک شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ
ہوئے اور کہا اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ممانہ سے دعا کریں
گئے کہ تمہیں ولولہ دے (مجاہد ص 68 رقم 86)

(۵)۔ امام بیہقی اپنی کتاب میں روایت نقل کر کے تحریر کرتے ہیں۔

أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي، ثنا أبو محمد عبد الله بن محمد السمری، قال حدثنا أبو العباس السراج، حدثنا الفضل بن سهل، وهارون بن عبد الله، قالا حدثنا أبو التضر، حدثنا سليمان بن المغيرة، أن أبا مسلمة الحلبي جاء إلى لُدجلة وهي ترمي الخشب من مذهبها، فمشى على الماء ولتفت إلى أصحابه، وقال هل تقدمون من متعكم شيئاً فدعوا الله هذا بسند صحيح.

ترجمہ: حضرت ابومسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابومسلم الخولانی نے پانی پر پھینا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو بعد ازاں سے دعا کریں کہ تمہیں دلوں دے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(دلائل النبوة 6/54)

موفیاء ہر سب سے زیادہ نقل کرنے والے محدث ابن الجوزی کو جب اپنی تحریر کے بارے میں احساس ہوا تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کرتے ہوئے موفیاء کرام کی کمالات کا اقرار بھی کیا اور اسے بیان بھی کیا اور موفیاء کے حالات پر ایک تفصیلی کتاب صفوۃ الصغیرۃ بھی لکھی۔

(۶) - محدث ابن الجوزی حضرت ابو مسلم اغوانی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سليمان بن المعيرة قل جاء مسلم بن يسار إلى دجلة وهي تغدق
بالربرد، فمشى على الماء ثم التفت إلى أصحابه فقال هل
تفقدون شيئاً؟ (صفحة صفحۃ 2 142)

ترجمہ حضرت ابوسعید الخدریؓ ایک مرتبہ دہد کی طرف تشریف لائے اس

وقت دہے نے اپنے اندر تیرتی مزیوں کو پھینکنا شروع کر دیا اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تم اپنے سامان سے ہمارے میں لکھ رہے ہو۔

① امام نووی جنہوں نے مسلم شریف کی شرح الحکمی جو شرح نووی کے نام سے مشہور و معروف ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں بھی حضرت ابو مسلم الخولانی کی کرامت کو بیان کر کے اس کو تسلیم کیا ہے۔
امام نووی فرماتے ہیں۔

ومن بقائس کراماتہ ما رواہ الامام احمد بن حنبل فی کتاب البرہدۃ ان ابا مسلم الخولانی مر بدحلقہ وہی ترمی الخشب من برہا لمشی علی لواءہ الثقت الی الصحابة فقال هل یفقدون من معکم شیئاً فتدعو اللہ عز و حل۔ (ایمان العارفین 1/71)
ترجمہ۔ حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے اس وقت وہ اپنے اندر تیرتی مزیوں کو پھینکنا شروع کر دیا اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اس سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔

مذکور بالا تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابو مسلم الخولانی سے یہ کرامت صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اور محدثین کرام نے اس کرامت کو اپنی کتب میں بیان کر کے کرامت پر دلیل بھی پیش کی ہے۔

﴿محدثین کرام کی نظر میں۔ اولیاء کا پانی پر چلنا﴾

صحابہ کرام و اولیاء امت سے انہی صحیحہ سے کرامات ثابت ہی جس میں دریا کا پھنا، ان کا پاؤں پانی پر چلنا اور دریا کا پھنا اور دریا کا رستہ دینا تو روایت صحیحہ میں صحابی علی بن ابی طالب و سیدہ بنت ابی وقاص رضی اللہ عنہما اور حضرت علاء بن اخطاب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ اس کے بارے میں سبیل کے ساتھ کتب احادیث میں روایت موجود ہیں۔

محدث علامہ کی تحقیق:

محدث علامہ بنی علیہ رحمہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

السَّوْعُ الدُّنْيَا انْفِلَاقُ نَسْرٍ وَحِفْهِ وَالْمَشَى عَلَى مَاءٍ وَكُلُّ ذَلِكَ كَثِيرٌ وَقَدْ تَقَوَّى مَثَلُهُ لَشَيْخٍ لِإِسْلَامٍ وَصِيدٍ مَأْخُورٍ تَقَى الدَّرْسَ بِرِ دَقِيقِ الْعَبْدِ۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ 2/339)

ترجمہ۔ دریا کا پھٹ جانا، دریا کے پانی کا نہ ہونا اور پانی پر چلنا ایسی کرامات بھی متعدد ہیں۔ شیخ الاسلام سید الشافعی بن دقین العید سے بھی ایسی کرامات کا ظہور ہوا ہے۔

تقریباً کرام کو یہ بخوبی علم ہو گا کہ علامہ بنی ایک جلیل القدر شافعی محدث تھے، جنہوں نے ایسی کرامات کے ظہور کا نہ صرف اقرار کیا بلکہ محدث بن دقین العید جو کہ علامہ ذہبی کے شیخ تھے ان سے بھی ایسی کرامات کے ظہور کا لکھا ہے۔

اب ہم جناب محمد بن مرزا جملی صاحب سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جناب آپ تو اہل سنت و جماعت کے اکابرین کا تفسیر اُتاتے ہیں کہ دین سوچی ان کی کتب میں لکھا ہے کہ فلاں

ولی پانی پر چلتے تھے۔" بی۔ وہ دیکھو جی ان کے بابے۔ ان جیسے الفاظ سے جو آپ نے اولیاء امت کا ٹھہرا لیا، اب آپ کا ان محدثین کرام کے بارے میں کیا رائے ہے؟ پانی پر چلنے والی کرامت کا اقرار ایک عظیم محدث علامہ مکی نے کی اور اس کا ثبوت محدث ابن دقین العید سے دیا۔ ابن دونل جیل اقدار محدثین کرام کا تسخیر بھی اسی طرح لڑائیں گے یا پھر علی رشد کو اپناتے ہوئے اپنے موقف پر کوئی نظر ثانی بھی کریں گے یا نہیں؟

جناب محمد علی مرزا صاحب نے اولیاء امت کی ایسی کرامت کو نقل کرنے پر نہ صرف علماء اہل سنت کو بدعت متفقہ بنا دیا بلکہ ان ہستیوں کے ذکر کرنے پر بہت لعن طعن بھی کیا اور ان اکابرین کو اہل سنت کے "بابے" جیسے الفاظ بھی استعمال کیے۔ لفظ بابے پر جناب مرزا محمد علی جہنمی صاحب یہ موقف پیش کر سکتے ہیں کہ "بابے" بیچن کا لفظ ہے اور اس کا مطلب بزرگ ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ ہر لفظ کے استعمال کا جہاں موقع محل ہوتا ہے وہاں سیاق و سباق بھی لفظ کے معنی متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی یہ تاویل قابلِ سماع ہر عمر نہیں کیونکہ تقریر و وارد میں کرتے ہیں اور درمیان میں قطعوں کرنے کے لیے ایسے لفظ کا استعمال یہ واضح کرتے ہیں کہ اکابرین اہل سنت اور اولیاء امت پر طعن و تشنیع مقصد ہے۔ بہر حال جو جس انداز میں غلط کرنا چاہیں مگر اب یہ بھی غور کریں کہ اولیاء امت کی کرامت کو ذکر کر کے محدثین کرام کو جناب محمد علی مرزا صاحب کی الفاظ سے پکاریں گے؟

کارمین کرام کی خدمت میں پہلے تو روایت صحیحہ پیش کر دی گئی ہے۔ پانی پر چھنا تا بعین کرام سے بھی ثابت ہے۔ اب جناب محمد علی مرزا جہلمی صاحب کی خدمت میں محدثین کرام کے بے شمار حوالہ جات میں سے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

محدث ابن رجب ضلی کی تحقیق:

محدث ابن رجب ضلی اپنی کتاب میں عدہ ذہبی کے حوالہ سے فقہ ابوالموفق ابن قدامہ کا پانی پر چھنا کا اثبات کرتے ہیں۔

و قرأت بخط الخافض الذهبي سمعت رقيقاً أبا طاهر أحمد

الدربی سمعت الشيخ إبراهيم بن أحمد بن حاتم - ووردت مقفة
قبر الشيخ الموفق - فقال سمعت الفقيه محمد البيهقي شيخنا
يقول رأيت الشيخ الموفق يمشي على الماء.

(ذیل طبقات الحنابلة 3/ 291)

ترجمہ: اپنے شیخ الفقیہ محمد بیہقی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الموفق کو پانی پر چلتے دیکھا۔

﴿سند کی تحقیق﴾

مذکورہ روایت کے راویوں کی تحقیق ملاحظہ کریں۔

- 1- احمد بن عبد اللہ بن عبد الغنی - المحدث الفقیہ - معجم محمد بن ابی نعیم رقم 19
 - 2- ابراہیم بن احمد بن حاتم - حیران مسکا فقیہا - الدرر الكامنة رقم 5
 - 3- قطب الدین موسیٰ ابن الشیخ ابو نعیم - عالم الفاضل - ذیل طبقات الحنابلة 1/ 334
- مذکورہ تحقیق سے واضح ہوا کہ اس قول کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں۔

محدث ابن ملقم شافعی کا حوالہ:

محدث ابن ملقم شافعی یہ صفا ابن جریر مستوفی کی شیخ اور اتاد ہیں۔ اسوں حدیث صحیحہ
اور حدیث پر ابودرامیہ اور صحیح بخاری کی شرح مشہور و معروف ہیں۔ اپنی کتاب طبقات الاولیاء
میں امام ابراہیم بن سعد اعطوی کے ترجمہ میں ان کا پانی پر نہا ہر ہنسنے کا واقعہ نقل کیا ہے۔

حکمی عنہ نوا الحارث، قال "كنت معہ فی سحر، فسقط کساءہ

على الماء وحسنی علیہ" (طبقات الاولیاء 1/ 24)

ترجمہ: حضرت ابو حارث فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سمندر میں ان کے ساتھ
تھا۔ آپ نے اپنا مٹھی پانی پر پھینکا اور اس کے اوپر آپ نے نہا کر لیا۔

حضرت ابراہیم بن سعد اعطوی کا سمندر میں پانی پر نہا ہر ہنسنے کا واقعہ مندرجہ ذیل محدث ابن ملقم

نے ہی نہیں لکھا غلام اس وقت فوجہ کے ساتھ خطیب بغدادی اور محدث ابن عساکر کے بھی روایت کیا ہے۔

محدث خطیب بغدادی کا حوالہ:

محدث خطیب بغدادی کہتے ہیں۔

عنه ثم احدث قال كنت معه في البحر فسط كساءه على الماء
وصلى عليه. (الماثل بعد 6 و 84)

ترجمہ حضرت ابو احدث فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سمندر میں ان سے ساتھ
تھا آپ نے اپنا مٹی پانی پر پکھایا اور اس کے اوپر آپ نے نماز ادا کی۔

محدث حافظ بن عساکر کا حوالہ:

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں:

عنه ثم احدث قال كنت معه في البحر فسط كساءه على الماء
وصلى عليه. (الماثل 6 و 1401)

ترجمہ حضرت ابو احدث فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سمندر میں ان کے ساتھ
تھا آپ نے اپنا مٹی پانی پر پکھایا اور اس کے اوپر آپ نے نماز ادا کی۔

مذکورہ بالا حوالہ بات محدثین کرام کی کتاب سے ہیں کسی سنی بیرونی کی متاخر کتب سے کوئی
حوالہ موجود نہیں اس سے بات کو پڑھ کر جناب محمد علی مرتضیٰ صاحب کوئی نظر ثانی کا
پر دگر امر کہتے ہیں یا پھر اہل سنت و جماعت سے ہی کوئی حوالہ ملے گا ہے۔

﴿محدثین کا اولیاء کرام کا ذکر کرنا جو پانی پر چلتے تھے﴾

قاریین کرام کے سامنے محدثین کرام کی کتاب سے اولیاء کاملین کے بارے میں پانی پر چلنے پر پڑی یہ بات پر حیرت و حیرت پیش خدمت میں۔

✽ ابن قیم العید، المثنیٰ علی ماء حقائق شافعیہ، ج 2، ص 339

✽ ابراہیم بن سعد اعلمی - کنز معانی جو لفظ سر، علی ماء، علی طیر۔

طبقات الاولیاء، 1، 24، تاریخ بغداد و دیوانہ، 6، 84، رقم 3120، صفحہ 2، 430

✽ معرون الکرنی - بلعصبی لث ششی علی الماء، یہ طور ملکہ، 8، 88، رقم 1424

✽ عبد اللہ بن منیر - یمنشی علی الماء، یہ اعلام النبہ، 10، 34، رقم 2084

✽ ابراہیم مصطلم - ویمشی علی الماء، المآب اسامیہ اسیان اسما عشرہ، 2، 86

✽ ابوالاحمد الخازن - تمشی بہ علی الماء، تاریخ بغداد و دیوانہ، 14، 422، رقم 7769

✽ مسہم بن یسار ابابعدہ المثنیٰ - ویمشی علی الماء، صفحہ 3، 149، رقم 503

✽ جابر الرجسی - یومشی علی الماء، صفحہ 4، 241، رقم 769

✽ ابراہیم بن علی الزاہد - یمنشی علی الماء، تاریخ الاسلام، 5، 1081، رقم 72

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات تو واضح ہوئی کہ اولیاء کرام کی کرامت کے طور پر پانی

پر چلنا اور ہوا میں اڑنے کی تصریحات صرف صوفیاء کے سامنے ہی نہیں بلکہ ان علیل القدر

محدثین کرام نے بھی کیا جن کو بطور حجت صوفیوں نے یہ اور اسماء و ارجال کے فن میں محافضین

پیش کرتے ہیں۔ ان محدثین کے اقوال کے بعد بھی کسی طرح کا اعتراض جہالت کے عذر و ہمایا

ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿"سبحانی ما اعظم شانی" کا تحقیقی جائزہ﴾

مناظروں میں مخالفین اور عمومی طور پر اپنے تقاریر میں اہل سنت پر اعتراضات کرتے ہوئے اولیاء کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ان سے منسوب حکایات یا محالہ سکر میں کہے گئے الفاظ کو اولیاء کرام کا عمومی طرز عمل و سبک ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت سارے ایسے نام نہاد محقق جو دین کے علمبردار ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں مگر اولیاء کرام کے ان اقوال کو وضع کردہ اصول سے ٹکلت اور اپنی سوچ کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ

عوام الناس کو دھوکا دینے کے لیے ان کے سامنے اولیاء کرام کے ایسے اقوال بیان کیے جاتے ہیں جو کہ

اول تو ثابت شدہ نہیں ہوتے، یا

دوم: کتب میں بطور نقل و نقل ہوتے ہوئے اس کو حالت خاص یعنی شطحیات اولیاء کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے یا۔

سوم: بیان کے الفاظ و جموں کا مطلب وہ نہیں ہوتا جو کہ سمجھا گیا۔

اولیاء کے ان الفاظ کے مطلب و مقصد واضح کرنے کے لیے علماء محققین نہ تو استدلالی طور پر کتب میں درج کرتے ہیں اور نہ ہی ان پر عمل کا فتویٰ کسی عام نے دیا ہوتا ہے۔ علماء یا تو نقلی طور پر ان حکایات یا اقوال کو نقل کرتے ہیں یا اولیاء کرام کے کلام کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے نقل کرتے ہیں یا پھر اس کو باب شطحیات کے قبیل سے بیان کرنے کے لیے نقل کرتے ہیں۔

حیرانگی تو یہ ہے کہ صوفیاء کرام کے لیے غیر ثابت و موصول اقوال کو قادیانیوں کے دفاع کے

طور پر بھی پیش کیا جانے لگا ہے۔ صوفیاء کرام کے ایسے اقوال کے بارے میں علماء کرام نے اپنی کتب میں تفصیلی جواب دیے ہیں، مگر اس مقام پر ایک نکتہ بیان کرنا اہم ہے کہ اولیاء کرام سے منسوب کردہ اقوال ثابت ہی نہیں ہیں، اور غیر ثابت اقوال کی وجہ سے اولیاء کرام پر کمرابی کا فتویٰ کیسے لگ سکتا ہے؟ مزید یہ کہ علماء محققین نے یہ واضح طور پر کہا ہے کہ اگر بالفرض بطور تنزل ایسی حکایات کو ثابت بھی مان لیا جائے تو یہ حالت خاص یعنی حالت سکر میں کئے الفاظ ہوتے ہیں جس کو اصطلاح میں شطیات کہا جاتا ہے اور شطیات یعنی حالت سکر میں کئے گئے الفاظ پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی کیونکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قوی بہ قوت۔ صرف کامل عقل و شعور والے پر لاگو ہوتا ہے۔ اگر قوی طور پر بھی کسی کی عقل حالت غیر ہونے کی وجہ سے کامل نہ رہے تو ایسی حالت میں کہے الفاظ کی گرفت نہیں ہوتی۔ اس لیے صوفیاء کے اقوال سے استدلال کرنا نہ صرف باطل بلکہ مردود عمل ہے۔

انہی چند حکایات میں سے امام بایزید البسطامی کی طرف منسوب ایک قول سبحانی سبحانی را اعظم بشارتی ہے۔ علماء نے اس قول کے بارے میں دو قول پیش کیے ہیں۔

اول: امام بایزید البسطامی سے قول ثابت ہے مگر اس قول کو حسن عین پر محمول کرتے ہیں۔ اس قول کو حالت سکر میں بیان کرنا نقل کرتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے (میزان المستدرک 2/346) پر اس قول کے ثبت کر لے والوں سے حالت سکر میں بیان کرنا بیان کیا ہے۔ بلکہ ایسے اقوال کے بارے میں حافظ سخاوی نقل کرتے ہیں۔

لا یقتدی بأقوال من هذا سبیلہ ولا بأفعالہ۔ (الجواہر والدرر 2/942)۔

ایسے اقوال اور افعال کے اس معامد میں قیام نہیں کی جاتی۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

”و هذا وأشباهه إذا وقع من أولئك الأجلة الکابر إنما یصدر

عنهم فی حال السكر، فلا یؤخذون به کما نقل عن أبي یزید

البسطامی من نحو سبحانی، وما فی الحجة لا لله“

(فیض القدیر 1/456)

معلوم اس طرح یاد دیکر مشتبہ قواں اولیاء کرام سے راست سکر میں وقوع پذیر ہوتی ہیں ان پر کوئی مواخذہ نہیں جیسے۔ بایزید اہلبیتؑ می سے بھائی، وسانی الجہۃ إلا اللہ منقول ہے۔

دوم امام غزالی نے (الاحیاء 1-36) نے لکھا۔ "واما ابو یزید اہلبیتؑ رحمہ اللہ فلا یصح عہدہ ما تکتب یعنی امام ابو یزید اہلبیتؑ می علیہ الرحمہ سے یہ بات بیان کرنا درست نہیں ہے۔" امام غزالی نے یہ دوہ دیکر میرے محققین نے بایزید اہلبیتؑ می علیہ الرحمہ کے بارے میں حسن عمل رکھا۔ اس دن کا مل لکھا۔ اس تحقیق کے بعد کسی کا اولیاء کرام کی ذات پر کسی طرح طعن کرنا بہت درستی حیانت کے سوا کچھ ہو سکتی ہے۔"

انجینئر محمد علی مرزا کے مضمون

ریسٹنٹ پیپر B-2 کا جواب

» اندھا دھند پیر وی کا انجام «

کا

علمی و تحقیقی جائزہ

”اندھا دھند پیروی کا انجام“ کا جائزہ

مرزا جملہ کے ریسہ ج پیپر B-2 کا جواب

قارئین کرام! کچھ عرصہ قبل موبائل کے ذریعے مسیح ماریہ جہلم میں ایک انجینئر محمد علی مرزا صاحب نے چند مضامین ریسہ ج پیپر کے نام سے لکھے ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا کہ مرزا صاحب کے مضمون کا جواب آن تک کوئی بڑے سے بڑا مسخر اور عالم بھی نہیں دے سکا۔ مجھے چند دوست احباب جن کا تعلق جہلم سے ہے۔ انہوں نے اس طرف توجہ مبذول کروائی کہ اہل سنت کے عوام انسانوں کو مرزا صاحب یہ کہہ کر بہاتے ہیں کہ ان کا تعلق کسی مسلک سے نہیں، بلکہ ان کا اختلاف یہی ہے، دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات سے بھی ہے۔ یہ بات سن کر تھوڑی حیرانی ہوئی مگر جب میں نے مرزا صاحب کے تمام مضامین کو پڑھا تو یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ مرزا صاحب کی باتیں وہی ہیں جو غیر مقلدین حضرات کی ہیں۔ اور انہوں نے وہی دلائل پیش کیے جو غیر مقلد عالم کے بارے میں قدم اٹھانے کی جرات نہیں کی۔ ایک صاحب نے کچھ دن قبل پھر ایک مکتبہ میں مرزا صاحب کا پیش کیا ہے کہ کوئی ان کے مضامین کا جواب لکھ کر بتائے۔ میں نے ان صاحب سے پوچھا کہ کون سے مضمون پر وہ سب سے زیادہ فخر کرتے ہیں؟ تو انہوں نے مرزا صاحب سے پوچھ کر بتایا کہ انھیں اپنے ریسہ ج پیپر نمبر B-2 پر بڑا فخر ہے۔ میں نے جب اس مضمون کو پڑھا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ مرزا صاحب نے دہل و فریب اور یک طرفہ دلائل کا سہارا لیا اور اہل سنت و جماعت کے دلائل کا نہیں ذکر نہیں کیا۔

اس مضمون میں آپ مرزا صاحب کے ایک ایک اعتراض کا جواب قرآن و احادیث صحیحہ و حدیث متناظرہ ملاحظہ کریں گے۔ کیونکہ یہ تعلق مسلک اہل سنت و جماعت (سن کو واک

یہاں سے یا سمجھتے ہیں (سے) بے لہذا میں صرف اپنے ملک پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دینے کا پابند ہوں۔ اس مضمون میں انہوں نے ۱۱۹ اعتراضات پیش کیے، جن میں ۱) مسلم اہل سنت و جماعت کے بارے میں تھے۔ بعد ان اعتراضات کے جوابات قارئین کے پیش خدمت مانے ہیں۔ گزشتہ حصے میں صاحب سے بالاتر ہو کر ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے۔ صاحب اپنے مضمون کی تحریر پیش کرتے ہیں اور پھر ان کے خلاف آیت یا حدیث پیش کرتے ہیں۔ یہ مضمون کا مدار کچھ یوں ہوگا کہ پہلے مرزا صاحب کا مکمل اعتراض پیش کیا جائے گا، پھر اس پر جواب دہوں جواب کے منہوں سے دیا جائے گا۔

مرزا صاحب سے اعتراضات پر کلام سے قبل چند ملاحظات جو مرزا صاحب کی خدمت حاضر ہیں، اور اس نو پر بیان لوگوں کے سے جو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کا صرف اردو ترجمہ ہندو ربہ شخص نہ صرف اسے سمجھ سکتا ہے بلکہ دین و شریعت کے احکام پر مصلحہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

۱۔ اسے خود ہی عید و تہہ نہ تقویٰ فرماتے ہیں۔

بغیر علم کے قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنا اور اس کے معنی میں غلط کرنا ہر اس شخص پر حرام ہے جو اس کا اہل نہ ہو، اس بارے میں بھارتی احادیث وارد ہیں اور اس پر اجماع قائم ہے۔ (التبیان فی آداب تفسیر قرآن ص ۱۲۵)

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتْنًا بَكْثَرُ فِيهَا نَذْلٌ وَيَفْتَحُ فِيهَا الْقُرْآنُ حَتَّى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنافِقُ وَالرَّحْلُ وَالْمَرْأَةُ وَالضَّعِيفُ وَالْكَبِيرُ وَبَعْدُ وَاحِرٌ فَيُوشِكُ قَاتِلٌ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَسْأَلْ لَاتَسْعَوْنِي وَقَدْ قُرَأَتْ الْقُرْآنُ۔ [سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۶۱۱]

ترجمہ: تمہارے بعد فتنے ہونگے، ان فتنوں میں مال کی کشت ہوگی اور قرآن کھو جائے گا حتیٰ کہ اسے مومن اور منافق، مرد اور عورت، چھوٹا اور بڑا، غلام اور آزاد، حتیٰ کہ بڑے قریب سے دیکھنے لگے گا کہ وہ کون ہو گیا کہ وہ

میری پیروی نہیں کرتے حالانکہ میں قرآن پڑھتا ہوں۔

اس حدیث کو پڑھ کر نتیجہ اخذ کرنا قارئین کے لئے آسان ہو گا۔ در کچھ یہی حال جناب مرزا صاحب کا ہے لوگوں کو قرآن کا نام لے کر بہکا رہے ہیں۔

ابن العربی المالکی لکھتے ہیں:

اور نبی بعض لوگ با عدو کو مامور کر دیتے ہیں (یعنی مرزا صاحب) اور

یہی وہ مقدمہ ہے جہاں پہنچ کر یہ غیر مالک شمس تائیدت فاسد دے ذریعے اپنی

فہم (غلطی) کو لوگوں پر مسکراتا ہے۔ [ماہنامہ الاحمد، ج ۱، ص ۶۶]

یہی حال کچھ مرزا صاحب ہے۔ وہ قرآن کو پڑھ کر اپنی کجھ کے مطابقت قیاس قیاسی کے معنی اور مطلب متعین کرتے ہیں اور انہیں تقریر و تحریر کے ذریعے پھیلانے میں جس سے نتیجے میں ایک نئے فتنے اور فساد کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

۳۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ان کی تحریف مسیحی تعصب اور فرقہ واریت سے پاک ہے، مگر ان کا طرز عمل قدیر خوارج اور آئین کل کے غیر مقلدین جیسا ہے، جو اصول دین کے لیے بظاہر تو لوگوں کو قرآن کریم کی دعوت دیتے ہیں لیکن خوارج کی طرح ان کے دل سے یہی حکم صرف اللہ کا، کانعروہا کر۔ یہی دعوت قبول کرنے والوں کے سوا باقی لوگوں کو مشرک، کفر اور کفر کے مخالف کا خطاب دیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اہل سنت سے روایات میں وہ آیات بھی نقل کیں، جو کفر اور مشرکین کی مذمت میں نازل ہوئیں، اللہ تعالیٰ انہیں کے شر سے محفوظ فرمائے، ایسے لوگوں کے بارے میں نبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد ام بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ الطُّبْرَانِيُّ فِي كِتَابِ تَهْدِيَةِ لَأَثَرِ لَهْ ثَابِتٍ بَوَسَّ لَنَا

ابن وهب أخرجه عن عمرو بن الحارث بن بكير حدثه أنه سمع

نابغا كيف كان رأي ابن عمر في الحرورية قال يراهم شرار

خلق لله، يظفروا إلى آيات في الكفر مجمعه في المؤمن

وهكذا ذكر ابن عبد البر في الاستدراك أن ابن وهب رواه في

خامعه و بین أن یکیرا هو ابن عبد الله بن الأشج وإسناده
صحيح۔ [تعلیق علی صحیح البخاری جلد ۵ ص ۲۵۹]

ترجمہ: یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کو تمام مخلوق میں
سب سے بدتر سمجھتے تھے کیونکہ وہ ان آیات کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں۔
مومنین پر منطبق کرتے تھے [اور یوں ان بد کافر و مشرک کافوی مانتے]۔

اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تعلیق علی صحیح مسلم جلد 5
پر صحیح کہا ہے۔

ہم نے مرزا صاحب کے اعتراضات کے جواب میں متعدد دلائل و مجتہدین اسلاف
امت کے حوالے پیش کیے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں
” (اجماع امت) کو حجت مآخذ اصل قرآن و حدیث کا حکم ماننے میں ہی داخل ہے۔“
آئیے! اب انجینئر مرزا علی صاحب کے ان اعتراضات کی طرف پلٹتے ہیں جو انہوں نے اہل
سنت پر کیے اور جنہیں اپنی درست میں وہ ناقابل رد سمجھتے ہیں۔

اعتراض:

مرزا صاحب کہتے ہیں اللہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی و بربادی کی سب سے بڑی
وجہ کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

اتخذوا أختارهم وزهنتهم أزماناً من ذون الله۔ التوبة 31

ترجمہ آیت مبارکہ: ان (یہودی اور عیسائی) لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے
درویش لوگوں اور علماء کو اپنا رب بنالیا ہے۔ [وہی چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی
مانتے ہیں۔]

(اندھادھند پیر دی کا انجام ص 1، عنوان: یہود و نصاریٰ کی گمراہی کی بڑی وجہ)

الجواب بعون الوهاب ::

جناب مرزا علی صاحب نے اس مقام پر نامکمل آیت نقل کر کے، خود یہودیوں والا

میرا اختیار کیا ہے۔ مکمل آیت کچھ یوں ہے

والمسیح اس مرثیہ و ما امر و الا لنبعدو اھم و حد لا بلہ الاھو

سمحانہ علیٰ بشر کون

ترجمہ مکمل آیت ان (یسوی و درمیان) لوگوں سے اہم کہ چھوڑ کر اپنے

درویش لوگوں اور علماء اہل بیت ان مرثیہ کو اپنا رب بنا لیا ہے حالانکہ ان کو حکمرانی

ہو اتنا۔ یہ خدا کی بدنامی کہ اس سے وہ ان کی عبادت کے حق نہیں وہ

پاک ہے اس سے جو وہ شر یہ ٹھہرے ہیں۔

جہاں مراد صاحب نے وہ تو انہی باتوں کی ورتاؤں کو لے کر یہ کہ پناہ اپنی طرف

سے جو بات پر ملت میں کلمہ کو رد و قبول دینے کی کوشش کی۔ وہی پھر اس اپنے لوگوں کی

مانگتے ہیں اور ان کے دعویٰ کے لیے کافی سے یہ وہ اس آیت سے مراد صاحب یہ

ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ درویش لوگوں و علماء کے قول کو پناہ ملتی ہے خدا کے سامنے ہے۔

لیکن مراد صاحب نے فرمایا کہ یہ کیا خدمت میں علیہ علامہ کی بات ماننا غلط ہے اور

کیا خدمت میں علیہ علامہ کو شکر کا حکم کرتے ہیں "اعلیٰ بعد" شاید ہی وہ سے مراد

صاحب نے نہ اور یہ وہ ان کی اختیار کرتے ہوئے انہی آیت کو چھپا دیا۔

ثانیاً اس آیت مبارکہ سے مراد صاحب کا مدعی کسی صورت پر انہیں ہوتا کہ خدا کی

آیت کے باقی حصہ سے مراد صاحب نے چھپا دیا تھا میں یہ وہ دعویٰ کی مبنی کی یہ وہ

بیان کی گئی ہے۔ انہوں نے اہل تعالیٰ کے ساتھ یہ ٹھہرے ایسے تھے اور درویشوں علماء اور

خدمت میں علی بن مرثیہ اسلام کہ خدا اپنا تھا۔ یہی ان کی گمراہی کا سبب تھا اور نہ رسول خدا

خدمت میں علیہ اسلام کی بات ماننا تو عین اسلام تھا۔ نور فرما سیے "المراد" صاحب کی ریس

کی زد سے رسول خدا کی مخلوق نہیں اور مراد صاحب کی اس باطل تاویل کی وجہ سے پیغمبر خدا

خدمت میں علیہ اسلام کی بات ماننا بھی گمراہی ٹھہرتی ہے۔ اہل تعالیٰ ایسی ریس کی اور

تاویلات قاصدہ سے مخلوق فرماتے۔

﴿"شمالی ہوا" پر تحقیقی جائزہ﴾

کیونکہ ترقی مر مر صاحب امتیاس سے ہوئے کہتے ہیں
 مگر ناظر یہ جب مجمع ہوا، گناہا مہینہ بہ مہینہ قلع قمع کر دیں یہ خود
 اتنا سب کا ہر قدم سے رب مہوش سے مہوش مہوشی پاش اپنے سلیب بی شمالی
 ہوا کو نکمہ ہوا اور پاش کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے کہا بیسیوں رات کو
 باہر نہیں نکلتیں تو اس تعادل سے اس کو، نچو کر دیا ان وجہ سے شمالی ہوا سے لکھی
 پالی نہیں، ست چہرہ سب سے لڑ مہیا تو اس سے اس میں یہی مہینے سے وراثت میں
 وہ مہین اور کفار کو بر باد کرنا شروع کیا۔

ریونی مہینہ احمد رضا خان صاحب مکتوبات حصہ چہارم ص ۷۷ ۲ باب ہار جہنم
 مرقی ناظر یہ

اس امر ہر دُر دشتی ان بقعہ نہ لیں فیکو۔ اور اس آیت 82
 آیت میں اس امر کو نکمہ کرنا مہینہ ہے۔ سب لکھی کسی چیز کا بار دے تو سے
 اتنا ہر مہینہ کافی ہے۔ مہینہ تو وہی وقت ہو جاتی ہے۔

(اندھا دھند پیردی کا انجام ص ۱ رقم 2)

اس مسئلہ پر غور مقدمہ سے نہ منہا، تحقیق زیر طبعی سے بھی امتیاس کیا ہے۔

سینے رسالہ میں مختص ہے۔ احمد رضا خان بریلوی کا یہ دعویٰ ہے کہ شمالی ہوا نے اس
 تعادل کا انکسار نہیں مانا۔ (احادیث شمار نمبر ۹۶ صفحہ ۳۰ احادیث شمار نمبر ۹۶ صفحہ ۳۲)

الجواب بعون الوهاب :

مر مر صاحب کا یہ امتیاس بعض اہل سنت میں اپنے میں مقتدریں، ظاہریں فی تسلیم کا

ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ بات متعدد روایات اور روایات سے ثابت ہے جس کو محدثین کرام نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن مردويه اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے ایک عجیب و غریب بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رات میں باہر سے باہر آئے اور کہا کہ ہم دو سو روئے نقد کی مدد کریں۔ باہر سے باہر آئے تو ہم سے کہا کہ اگر تمہاریس باہر سے آئے ہو تو تمہاریس رات کو نہیں پکاری ہے۔ ہم نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارے غضب کرے۔ اور اسے تہمت یعنی باغیج ہادیہ کہہ کر موانے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی۔ اسی سے حضور نے فرمایا میری مدد باہر سے کی گئی اور قوسہ ۱۰۰ روپیہ کی باہر سے مل گئی۔

(مدرن السنو: 301-2)

امام زرقانی المالکی فرماتے ہیں:

روى ابن مردويه والبراء وغيرهم عن حال الصحيح، عن ابن عباس قال: لما كنت ليلة لأحمر فمررت بصلب المشرك دهمي بن نصر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: يا أحمر لا تهمل، فغضب الله عليهما، فجعف عظمي، وأرسل الصبي فأطقت ببراثنهم، وقطعت أضراسهم، فقتل صلى الله عليه وسلم "صبرت، نصبت، وهلكت عدد الدبور"

(شرح الزرقانی، موبہب احمدیہ، ص ۶۹-۷۰)

اس روایت کو مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

مفسر طبری نے اس روایت کو اپنی تفسیر میں مدائن میں کیا ہے

حدثنا محمد بن المثنی، قال: ثنا عبد الله بن عيسى، قال: ثنا دود، عن عكرمة، قال: قالت: حبس المشرك سنة لأحمر، فغنم



نصر رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت الشمس إن الحرة
 لانسري بالليل، قال فكنت الريح التي أرسلت عليهم الضأ
 (تقریر الشری 25 19 تقریر خازن جلد 411 3. الباب فی علوم الكتاب
 510. 15. السراج المنیر 223 3 تقریر القرآن، تقریر 344 5. معالم التنزیل فی تقریر
 القرآن 321 6. أخت و هیمن من تقریر القرآن 11 8. تقریر القرطبی 143 14.
 ہدایۃ الی یوم النبی فی مد معانی القرآن و تقریر 5791 9)
 محمد بن رستم جی کہ روایت کئی کتاب میں نقل کیا ہے۔
 امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں۔

حدثنا أحمد بن محمد بن إسحاق بن عيسى، أبي، عن بشر بن المفضل، عن
 داود بن أبي هند، عن عكرمة، قال: لما كنت بينه الأخراب
 قلت لخصب الشمس، فقلت يا رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فقلت شمس، إن حرة لانسري بالليل، فكنت
 الريح التي أرسلت عليهم الضأ.

(موسم و توابہ، علم ۶۲۶ ذمہ ضعیف)

علامہ مفتی لکھتے ہیں۔

وعن سعد بن قال: أنت الضأ شمس ليلة لأخراب، فقال
 مري حتى نصر رسول الله - صلى الله عليه وسلم فقلت
 الشمس، إن الحرة لانسري بالليل، فكنت الريح التي نصر
 رسول الله - صلى الله عليه وسلم نصا «رواه سراج، ورجاله
 رجال الصحيح» (مجمع زوائد منافع الضواء 139 6)

علامہ مفتی جی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

حدثنا عبد الله بن سعيد، ثنا حفص بن عمار، عن داود، عن
 عكرمة، عن اسعد بن قال: أنت الضأ شمس ليلة لأخراب،

فَقَالَتْ مَرِي حَتَّى يَصْرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
فَقَالَتْ الشَّيْطَانُ الْخَزْزَلَةُ لَا تَسْرِي بِاللَّيْلِ، وَكَانَتْ الرِّيحُ الَّتِي
يَصْرِبُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ قَوْلُ نَسْرٍ
رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ دُودٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ مَرْثَدٍ، وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ وَجْهَهُ
إِلَّا حَفْصُ بْنُ غُرْجَانَ مِنْ أَهْلِ بَصْرَةَ، وَكَانَ تَقِيًّا عَدْلًا حَفِيفًا
سَيِّدًا عَمْرُو (أَشْفَقَ الْتَمِيمُ) وَمَا (336 12)

مما أو شجاعت روایت کرتے ہیں۔

خَذُّنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي خَاتِمٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَنَسْرٍ
أَخُو دُودٍ، قَالُوا حَدَّثَنَا يُوْسَعُ بْنُ الْأَشْجَحِ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ
دُودٍ عَنْ نَسْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عَدَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ،
قَالَ "أَنْتَ الصَّبَا شَيْطَانٌ، فَقَالَتْ مَرِي حَتَّى يَصْرِبَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ الشَّيْطَانُ الْخَزْزَلَةُ لَا تَسْرِي،
وَكَانَتْ الرِّيحُ الَّتِي يَصْرِبُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الصَّبَا" (الحكمة 1346 / 4)

نہایت تراریش مد سے روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُرْجَانَ عَنْ
دُودٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عَدَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، أَنْتَ
الصَّبَا شَيْطَانٌ، فَقَالَتْ مَرِي حَتَّى يَصْرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ الشَّيْطَانُ الْخَزْزَلَةُ لَا تَسْرِي بِاللَّيْلِ، وَكَانَتْ
الرِّيحُ الَّتِي يَصْرِبُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبَا

(مسند احمد، صفحہ 34، 35)

ما قلہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُرْجَانَ عَنْ
عِكْرِمَةَ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عَدَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، أَنْتَ الصَّبَا شَيْطَانٌ،



فتانت مری حتی نصر رسول لله صلى الله عليه وسلم.
فتانت الشمل بن حجره لا سیر ملین، فکانت الريح التي
نصر بها رسول لله صلى الله عليه وسلم نصره.
فان روه حجة عن دونه عن عكرمة مرسله ولا عنهم حدا
وصله لا حفض ورحل عن هذا النصرة وكر نقه يقال له
خلف بن عمر - وهذا صحيح -

(مختصر زوائد من البحار 37/12)

مکہ، ہجرتین وفتنیں مہندیہ، بیتہ کاتب میں درج ہے،
روایتی ہے کہ اہل علی سے تفریق اور امت مسلمہ کی تفریق
معمومہ یہ راویات اور انکی تصدیق سے یہ متقدمین کا یہ متقدمین سے



مرزا صاحب کے اس بیانی سے معلوم ہوا کہ وہ امتداد کی پاک اور منہ، من العیوب ذات کہ
"مجسم" مانتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اولاً یہ آیت، آیات مشابہات میں سے ہے، جبکہ اس آیت میں ظاہراً نامعلوم ہے، چہ
چونکہ یہ آیت کا کوئی معنی متعین نہ کرے اسے اپنے فائدہ مقیدہ کے حق میں دلیل کے طور پر
دیان کیا جائے۔ جبکہ قرآن کریم تو ایسے کے بارے میں فرماتا ہے کہ اس لوگوں نے
اس میں مرض سے جو آیات مشابہات کے ذریعہ فساد کی ہر شش کرتے ہیں وہ یہی
مقل کے مقلدین مطلب تائید کرنے کی ہر شش کرتے ہیں مقلدین کے مقلد

هو الذي يربطك اليك مع ات محكمات هي م نكتب و
احرم متشبهت دم الذين في قلوبهم ريع فبعضون ما تشابهه
سواء النسخة و بعد ، و يد ٥٠ و معه تارة الا انه م و
يرسحون في العلم بقولوا اننا ك من عند رسا وما
يذكر الاولو الالباب-

وہی ہے جس نے تاری تجھ پر کتاب اس میں جنس آیتیں لکی ہیں سو حرمیں
کتاب کی وردہ کی ہیں کی طرف ملحق ہوتی ہے اس میں چہرے ہونے دو
گتے ہیں ان کے حسب وایوں سے تلاش کرتے ہیں مہربانی ورتاش کرتے
ہیں اس کی لٹنی اور ان کی کل لٹنی میں باتنا اسے دے دے اور حوسب و
ملکہ اسے میں سوکتے میں ہم اس پر ایمان لاسے سب کچھ ہمارے رب کی
طرف سے ہے ورنہ کھانے وہی سمجھیں میں جن کو قتل ہے۔

(۱) اقرآن الکریم ۳۷ موخ اقرآن کریم و تفسیر شامہ تفسیر قرآن ۱۲۱ اسان کینی مورس ۶۲)

اوسنہ کہ لکھتا ہے (القرآن اطرہ ۳۲) فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑیں ۔ اور یہ ہر ہے کہ ہر فن اپنی اصل کی طرف پہنچتی ہے قرآن کریمہ نے تاویل مشابہت کی راہ خود بتا دی اور ان کی تفسیر معیار ہمیں سمجھائی دی کہ ان میں وہ درست و ناپائیدار احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی حکمت کے مطابق آباد میں درخت و تبدیل و مائل و محال راہ نہ پائیں ۔ یہ نہ وہ ہے کہ سینے کے لئے ہوتے معنی پر یقین میں کر سکتے ہاں جو اصل کی تین ہر اہے مگر جب معنی صاف و پائیدار میں ہر محاسن محکمات سے بری و منفی میں و محاورت عرب کے خاک سے بن گئی تھیں میں آقا محمد کریم علیہ السلام کے میں بھی محال ۔

بہ آسے متنبہ رہنا۔ آیت فی تشریح کے بارے میں، لیکن اس بارے میں
کیا فرماتے ہیں:
از معالم التنزیل میں ہے:

١٣٤
كتاب حب علي ابن ابي طالب وبيان فضله عليه السلام في الدنيا والآخرة

حقائقِ اہمیت و دیدارِ حیات میں روش پرستوں کو یہ حیرتوں کی ایک مفت ہے
تو ان کی زندگی ہے مومن پر قس کے سہ سہ پر میں کے اس کے عمل کا عمدہ کہ
ہوئیے۔

۲۔ مہاراجہ کی قرب اسسٹنٹ میں اہمیتیں

[illegible]

۱) کتاب: سماء و المصنوعات ^{مبتدائی} (مجموعہ ۲، ۱۵۰)

نمبر ۱ کتاب مکتبہ میں نئی امتحان منظم استوار کئے کچھ معنی دہتے تھے یہ اس میں سر زبان ہوتے جس طرح تمام صفات مثبتات میں اس باطنی مذہب

۳۔ یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی:

کہ عند مالک بن انس وحاء رحیل فقال یا ابن عبد اللہ ابرہہ
عنی العرب من اسمی وکفیف متبوی قال فطریق مالک منه
حتی علاہ ابر حصہ ثم قال لا ستر غیر مجهولہ الکفیف غیر
معتبر ولا یسارہ وحبہ المسور عند مد عتہ واما راک
الامبتدعاف امر به ان ینخرج۔

(کتاب الاسماء والصفات ۲/ ۱۵۰ اور ۱۵۱)

مما مر مالک بن انس وحاء رحیل فقال یا ابن عبد اللہ ابرہہ
عنی العرب من اسمی وکفیف متبوی قال فطریق مالک منه
حتی علاہ ابر حصہ ثم قال لا ستر غیر مجهولہ الکفیف غیر
معتبر ولا یسارہ وحبہ المسور عند مد عتہ واما راک
الامبتدعاف امر به ان ینخرج۔

بد مذہب ہے۔ پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

۴۔ عبد اللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی:

سئل یحییٰ بن یحییٰ عن قولہ مالک بن انس وحاء رحیل
عنی العرب من اسمی وکفیف متبوی قال فطریق مالک منه
حتی علاہ ابر حصہ ثم قال لا ستر غیر مجهولہ الکفیف غیر
معتبر ولا یسارہ وحبہ المسور عند مد عتہ واما راک
الامبتدعاف امر به ان ینخرج۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/ ۱۵۱)

یعنی امام ربیعہ بن ابی عبد اللہ نے مالک بن انس وحاء رحیل سے
نقل کیا کہ العرب من اسمی وکفیف متبوی قال فطریق مالک منه
حتی علاہ ابر حصہ ثم قال لا ستر غیر مجهولہ الکفیف غیر
معتبر ولا یسارہ وحبہ المسور عند مد عتہ واما راک
الامبتدعاف امر به ان ینخرج۔

ایمان لانا واجب ہے۔

۵۔ امام احمد بن حنبل سے روایت کی کہ یحییٰ بن یحییٰ نے فرماتے

ما وصف الله تعالى من نفسه في كتابه تفسيره تلاوته
والسكوت عليه۔

یعنی اس قسم کی بتی مدت اندھادھند نے قرآن مجید میں اپنے لیے بیان
فرمانی میں ان کی تفسیر میں سے مدت کی گئی اور مدت میں سے۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۱۵۱)

۶۔ احمق بن موسیٰ انصاری نے کہا کہ:

ليس لاحد منكم من عروسة ولا من سبي

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۴۲)

میں کوئی عروسی نہیں رہانی میں جو افغانی کسی زبان میں اس سے بھی کہے
کہ اس نے روایت کی انہوں نے مراد یہ کہ احمد بن حنبل بن زبیر کا مقام مراد انہوں نے
میں مذہب اہل سنت و جماعت میں تھا ہے

الرحمن على العرش استوى بلا كيف

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۱۵۲)

رحمن کا استواء بیگون و بیگون ہے۔

۸۔ مرثانی نے مرثیہ مراد احمد بن حنبل نے مرثیہ سے کہا ہے

لأن عن السلف في مثل هذا سرعة وحسن هذه الطريقة

مذهب شافعی صلی اللہ علیہ وسلم ایہ مذہب احمد بن

حسین و حسن بن حمزہ السخی و من صاحبین یومنون

الخطابی۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۱۵۲)

یعنی اس باب میں خلف صالح سے روایت ہوتی ہیں اس طریقہ سکوت پر

ایسا ثانی ہر مذہب و ملت و ملت و یہی مذہب مراد احمد بن حنبل و مراد

حمزہ بن فضل بن علی و مرثانیوں سے مراد وہ ہیں جن کے ہاں ہے۔

ناقل اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہمارے وہاں دورِ ماضی اور دورِ
 گزشتہ ان روایتوں کو مان کر ان کے خلاف میں میں کی طرف ایسا ہوتا ہے۔ اس کا
 کلام احمدیہ دجل کو خلق سے مشابہ کر کے تک پہنچا، پتا چلتا ہے اور ہمیں یہ دونوں
 باتیں ناپسند ہیں۔ ہمیں میں سے کسی کو مذہب نہانے پر رنجی نہیں تو ہمیں
 یہ دیکھنا کہ اس بات میں جو صحیح حدیثیں آئیں ان کی دہرائی اور دہرائی جس سے
 ان کے معنی اس مقام و آیتِ محکمات کے مطابق ہوں ان میں جو صحیح روایتیں نہ
 عملِ اثبات کی۔ نہ میں باطل۔ نہ سے پائیں

یوں مرزا صاحب کے دعویٰ کی وجہ سے نبویؐ کی جہیز انہوں سے اپنی عقل کے مطابق ایک
 آیت سے غلط انداز پر کٹی گئی، حجاز سے زمین جس جاتی ہے۔ اندازِ اصحاب کو چاہیے
 نہ آند، چمچہ نئے سے پہلے اسلاف احمدیہ انہیں سے ظلم کا معاملہ کیا۔ یہ دلیل ہے بل مست
 سے منہافنی بنا پر کچھ یہاں نہ کچھ دیں جس سے مابعد امت اور احمدیہ دشمن کو گھر بگھر ناراض
 آئے۔

دوم:

ہمیں مسکنی مزید وضاحت اور مرزا صاحب کے دلیل و ذریعہ کے لئے
 احادیث میں سے مرزا محمد ثناء کے قول نقل کرتے ہیں تاہم قدر میں کو اندازہ ہو سکے کہ جو
 بات یہودی احمدیہ احمد رضا خان اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمائی اور
 ان کی اپنی اختراع ہے گزشتہ ہمیں جلد سب سے یہ عقیدہ امت میں متواتر ہے، لیکن مرزا
 صاحب کا موقف ان دو حضرات کو موردِ اِزامِ ٹھہرنا، یا تو مرزا صاحب کی جہالت کا منہ بولنا
 ثبوت ہے یا بابتِ دہرائی کے ہوا چمچہ نہیں۔ اسے ملاحظہ فرمائیے

امامِ مہدیین راضی علیہ رحمۃ اللہ احمدی خیرِ کبیر میں درج ذیل آیتِ مبارکہ کے

تحت فرماتے ہیں:

وہدایہ سنک لارحمہ للعالمین۔ (تفسیر لکھنؤ ۲۱/۱۰۷)

اسے ثوب انہم نے بھی دیکھا مگر رحمت سر کے تھان سے ہے۔

تفسیر لما کان رحمہ للعالمین لزم سیکور فصل میں کن لعمریہ
فلت و دعاء لخصب حص جروح عن لظاہر لادب و نحو
لا یجوز عدد عن فصل لصل و الله نہادی

جب حضور تمام عالم سے ہے رحمت میں وہ اب تمام عالم سے ہے
افضل ہوں میں تماموں میں نہیں ہاں وہی عالم سے ہوا میں ہوا سے
اور اہل عقل سے نہایت زیادہ ہیں چہ جائیکہ عقل سے نہایت زیادہ
تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

(مناجیغیب [تفسیر المیزان] تحت آیہ ۲۵۳، کتب مکتوبہ، ص ۱۳۵)

محدثین میں رحمت رحیمہ فرماتے ہیں

وقع الاحراع عنی تفصل ما صمد لا عصا۔ الشریعہ حتی علی
الکعبہ۔

ترجمہ اس بات پر اجماع ہے جو قصہ جسم سے، تو مبدیہ سے اور غیر سے
افضل سے تھی۔ بعد عقلمند سے حتیٰ افضل سے

(بلال الحدادی والرشاد ج ۲ ص ۳۱۵)

محدث فضائی رحمتہ امیر فرماتے ہیں

بل ہی افضل من السموات و الارض و الکعبہ۔

بلکہ یہ (زمین کا حصہ جو انبیاء علیہم السلام سے جسم سے، مقررین کی طرف سے)

ہے) آسمانوں میں اور کعبہ سے بھی افضل ہے

(نہیم الریاض شرح اشراج ج ۳ ص ۵۳۱)

علامہ محمودی نقل کرتے ہیں۔

نوفال الدجندکی فی قولہ لا خلاف۔ لعمریہ نبی صمد

الاعصا، الشریعہ فصل نفع لاف علی و احلاف حتی

موضع المکعبہ۔

تین تین اندین اتفاق فرماتے ہیں۔ مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رات کو جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر
شے سے افضل ہے یہاں تک کہ عیسیٰ سے بھی افضل ہے۔
(د. د. ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰)

ابن الحاج المالکی فرماتے ہیں۔

”الذی فیہ فی الواقع من الإجماع علی فصل سدع لموضع
من صفة عصاة لکریمة صلی اللہ علیہ وسلم، وقد
تقدم له عیة صلاة وسلاہ - فصل من لکعبہ وغیرہ۔“
یہ تو میں بات رہا اجماع واقع ہو ہے کہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تو تمام کائنات کی نبیوں سے افضل ہے، حتیٰ کہ عیسیٰ سے بھی افضل
ہے۔ (المذلل لابن الحاج : ص ۲۵۷)

علامہ محدث کی فرماتے ہیں۔

”كما حکى الشيخ عیة صلی اللہ علیہ وسلم الإجماع علی ذلك أن لموضع الذی
من صفة عصاة سی - صلی اللہ علیہ وسلم - لا خلاف فی کونه
فصل وانه مشفی من قول شافعية واحفوية والحدیث
وغیرہم أن مكة افضل من المدینة وطم بعضہم فی ذلك
ورأیت جماعة من مشکیولین فی هذا الإجماع۔“

قاضی میرٹھ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہد اثہر
سے جو جگہ ملی ہوئی ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے اس میں کوئی اختلاف
نہیں۔ شافعیہ حنفیہ ورجلہ مدینہ افضل قرار دیتے ہیں البتہ مالکیہ مدینہ کو افضل
قرار دیتے ہیں یہ اختلاف قبر مبارک کو چھو کر ہے جس پر تمام جماعتوں
اجماع سے۔ (فتاویٰ اسکی : ج ۱ ص ۲۷۹)

امام زین الدین الہ آغا اشافعی فرماتے ہیں۔

”و جمعوا علی ان لموضع ندی صمہ غصہ الرسول المصطفیٰ ﷺ المشرفة افضل بفتح لارص حتی موضع الکعبة کہ فانه لقد صی عیاص و ابن عساکر“۔

اس پر اجماع ہے کہ وہ جگہ جو نبی اکرم ﷺ کے اعتقاد مبارک کے ساتھ مس سے دو تہ زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ عصب سے بھی جیسے امام قاضی میاش اور ابن عساکر نے کہا ہے۔

(تحقیق اللہ تعالیٰ فی تفسیر معجم التہذیب ص ۱۰۲)

حدث سخاوی فرماتے ہیں۔

مع لإجماع علی أفضلیة لشفعة النبی صمته صلی لله عنه وسلم، حتی علی الکعبة القصصة علی أصل المدينة، بل علی العرش، فیہ صرح بہ بن عقیل من احسنہ۔ ولا شئ من موضع الانبیاء وأرواحہم أشرف مما سواہ من لارض وسماء، والقدر الشریف قصصہ، ما تسرب علیہ من الرحمة والبرصوان والملائکة، التي لا یعسبہ لا مدحہا، ولما کتبہ عند ملہ من المحبة والاصطفاء، من تنصیر عقول عنہ کہ۔

وہ لکھتا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جہنم سے اس کی افضلیت پر اجماع ہے حتیٰ کہ عصب سے بھی افضل ہے جو محل شہ مدینہ کے سوائے اس حصے کے جہاں آنحضرت مدفون ہیں اس سے فضیلت میں زیادہ ہے۔ بلکہ مدینہ سے بھی زیادہ اس کی تہ کی طرف سے جہاں میں سے ابن عقیل نے کہا اس میں کوئی شک نہیں۔ انبیاء کی مقبرہ گاہیں اور روح اشرف میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ اور ان کی قبریں بھی افضل ہیں۔

(اختیار المفید فی تاریخ امدیہ اشرفیہ سخاوی ج ۱ ص ۴۲)

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔

قال العلماء محل الخلاف في التفصيل بين مكة والمدينة في غير
قبره صلى الله عليه وسلم أما هو وأفضل النطاق بالإجماع مكة
أفضل من الكعبة بل ذكر ابن عقيل خشي أن أفضل من
العرش۔

اور ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ تفصیل میں مکہ و المدینہ کے درمیان
مکہ کے لئے بہتر ہے۔ آپ کی قبر کے بارے میں یہ بھی
فصل ہے اور اس بات پر امت مابین ہے، بلکہ عجب سے بھی افضل ہے۔
امام ابن عقیل نے فرماتے ہیں کہ قبر نبی ﷺ سے بھی افضل ہے۔

(المسائل، ج ۱، ص ۱۲۵)

محدث قاری نقل کرتے ہیں۔

وأجمعوا على أن الموضع الذي صم اعصاه الشريعة - صلى الله
عليه وسلم - أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما
قاله ابن عساکر وإساحي والقاضي عياض، بل نقل النجاشي
السبكي كما ذكره السيد السمرودي في "قصص المدينة"، عن
ابن عقيل الحسلي، أنها أفضل من العرش، وصرح النجاشي
بتفصيلها على السموات، ونقطه، وقولنا: وأفضل من
بقاع السموات أيضاً - ولم أر من تعرض لذلك، والذي اعتقده
لو أن ذلك عرض على علماء الأمة لم يحنقوا فيه، وقد جاء أن
السموات شرفت۔

اور اس پر اجماع ہے کہ وہ مقام جو اعجازِ شریف سے ملے ہوئے ہیں نبی ﷺ
علیہ وسلم کے وہ افضل ہیں باقی زمین سے حتیٰ کہ عجب سے بھی بہتر کہ ابن عساکر
الہجری اور قاضی عیاض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اللہ تعالیٰ نے

کتاب میں ابن عقیل غنبل سے نقل کیا ہے یہ قعرش سے بھی افضل ہے اور الفا کہانی نے نہ احت کی ہے نہ سات آسمانوں سے بھی افضل ہے۔
(امواب الدینیۃ پاشا محمدیہ ج ۴ ص ۶۰۲)

ابن حجر کی اشافی فرماتے ہیں۔

وهي كنمة خرم فصول الارض عند وعيد جمهور عطية
للأحبار لصحيفة مصرحة دللت وما عا، صها بعصه
صعيف وعصه موضوع كم يسته في خشية ومه حبر "بها
أي المدينة حب الدلا إلى الله تعالى فهو موضوع تعاق، وإسما
صح دلث معبر مرع فيه في مكة لا لغيره التي ضمت أعضاءه
الكريمة صلي لله عليه وسلم فهي فصول احمد حتى من
العرش۔

اور یہ کہ حرم کعبہ میں سے اور اخبار صحیحہ نہ یکھ سے جمہور کے نزدیک تمام زمین
سے افضل ہے اور جو چند دلیل اس کے معارض میں ان میں سے بعض ضعیف
میں اور بعض موضوع مثلاً شیعہ میں جو دلیل ہے "نہ کی المدینہ حب ابدال
ان اللہ تعالیٰ یہ بالاتفاق موضوع ہے۔ لیکن اس طرح کی خبریں سند [لی
فصلیت اسے ہارے میں بد اختلاف درست میں سوائے اس کی فی فضیلت
کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مقدسہ کے ساتھ گھر ہے حتیٰ کہ عرش
سے بھی یہ فضیلت اجماع سے ثابت ہے۔" (تحفہ محتاج ج ۵ ص ۱۱۲)

علامہ برہان الدین اعظمی اشافی لکھتے ہیں۔

قام الاحماع ن هذا الموضع الذي صم اعضاء الشريعة
فضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة الشريفة قال بعصهم
وافضل من بقاع لسموت حتى من لعرش۔
جہاں تک مدینہ کے مقابلے میں مدنی فضیلت کی بحث سے تو اس سے

مراد اس جگہ کے علاوہ مدینہ کے دورے جسے میں جہاں
آنحضرت ﷺ آرام فرما رہے ہیں کیونکہ جہاں تک مزار مبارک کی جگہ کا تعلق
ہے تو اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ وہ روئے زمین کا سب سے افضل حصہ ہے بلکہ
یہاں تک رحش اور کرسی سے بھی زیادہ افضل جگہ ہے۔

(سیرہ حلبیہ [اردو] ج ۲ ص ۸۵)

علامہ سید آلوسی فرماتے ہیں۔



الامکة والارصة کتب متسوية فی حدتها لا یفصل
بعضها بعضا الا یرقع فیہا من الاعمال وبحوہا ور دعضہم
او یحل لدحل النقة انی صمته بسم فابہا فصل البقع
الارصیة ولساویہ حتی فین وبہ اقول انہا فصل من
العرش۔

بے شک تمام زمانے اور مقامات میں اپنی ذات کے اعتبار سے کسی کو کسی
پر فضیلت حاصل نہیں ہے مگر وہ مقام اُنک ہے جس میں مجھے ائمال وغیرہ
نیچے جائیں یا زمین کی وہ جگہ جو آپ ﷺ کو اپنے اندر لے ہوئے ہے۔ یہ
قبر ائمہ زمین و آسمان کے سب فضوں سے افضل ہے یہاں تک بھی کہا جاتا ہے
اور میں (علامہ آلوسی) بھی اسکا قائل ہوں کہ قبر طہریش معنی سے بھی افضل
ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۰ سورہ ہود نول آیت میں)

سید علوی مالکی لکھتے ہیں۔



”ان موضع قبرہ الشریف بسم فصل بقاع الارض، وهو افضل
الخلق واکرمہم علی اللہ تعالیٰ۔۔۔ فدا تقریر انہ افضل
المخلوقین وان ترنتہ افضل بقاع الارض۔“

آپ ﷺ کی قبر شریف روئے زمین میں سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے
زدیک آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل اور اکرم ہیں۔ کیونکہ

آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل میں بند وہی بھی تمام میں سے افضل ہوئی۔

(منہج السلف فی فہم السنن من انظریہ و استنبیہ ص ۶۴)

ماننے والوں کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ میں کیا کریں مزا صاحب جیسے لوگ اس وقت تک نہیں ماننے جب تک ان کے اپنے کسی کا حوالہ نہ دیکھ میں، ویسے ماننے تو پھر بھی نہیں اہستہ وقتی طور پر خاموش ہو جاتے ہیں، مزا صاحب کے انہی نفس کے لیے ان کے اپنے گھر کا حوالہ مزاحمت کیجئے شاید یہ مان ہی باقی رہیں۔

ابن قیم ابن عقیل کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

یا أَرَدْتَ مَحْرَدَ حَجَرٍ فَالْكَعْبَةُ أَفْضَلُ وَأَرَدْتَ وَهْوَ فِيهَا فَلَا
وَاللَّهِ وَلَا عَرْشَ وَحِلْمَنَهُ وَلَا حِفْظَ عَدْلٍ وَلَا لَافِلَاكَ الدَّائِرَةِ لَا
مَالِحَةَ حَسَدٍ نَوَازِلَ الْكُؤُوسِ لِرُحْبٍ

ترجمہ اگر تمہاری مزا شخص حجہ نبوی سے ہے تو کعبہ افضل ہے اور اگر تمہاری مزا شمعوں جہنم ہے تو نہ کی قسم ان ہی عرش نہ مہلین عرش اور نہ ہی گردش کرنے والے افسانے کوئی بھی چیز اس سے افضل نہیں ہے کیونکہ روضہ مبارک میں ایک ایسا جہنم اظہر ہے کہ کروڑوں جہانوں کے ساتھ بھی اسے توڑ جائے (اوزل کیا جائے) اتنا وہ بھاری رہے۔

(بدائع الفوائد ج ۳ ص ۱۰۶۵)

غیر مقلد داود غزنوی صاحب کا حوالہ

مذکورہ قول کو میر تقی میر نے بھی بیان ہے ملاحظہ کریں سوانح داود غزنوی ص ۳۴۶۔

جناب والہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ غیر مقلد داود غزنوی کے نام بھی گستاخوں میں شامل کرتے ہیں یا پھر آپ کی دشمنی صرف اہل سنت کے ساتھ ہے۔

﴿"یا جنید یا جنید" کا تحقیق جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

علماء کا نظریہ ایک مرتبہ تہمت میدا کر جنید بعد دی رقت کی علیہ وجہ پر تشکیف سے اور یہاں سے ہوسے میں پر زمین کی مثال چلنے لگے۔ بعد کو ایک شخص یا اسے پار جانے کی ضرورت تھی کہ ان کی اس وقت موجود تھی۔ جب اس نے غصہ سے کہہ دیا۔ دیکھا۔ غصہ کی میں کس طرح توں فرمایا یا جنید یا جنید تہجد آ کر اس نے کسی نہ اور دیکھا۔ میں کی غصہ چلنے لگا۔ جب بھی دریا میں پہنچا۔ شیطان یقین سے اس میں دوسرا۔ یہ غصہ تو تو یا انہیں اور مجھ سے یا جنید جلوسے میں۔ میں بھی یا جنیدوں دکوں اس نے یا انہیں اور ساتھ ہی غصہ کھایا۔ پھر اس نے غصہ میں چور فرمایا وہی کہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ غصہ کی تہمت یہ کیا بات تھی۔ آپ انہیں تو پاروں اور میں کہوں تو مود کھوس فرمایا۔ اسے نا انجینی تہمت تک پہنچا نہیں اس تک رہائی کی ہوں ہے۔

[بریٹوی مولانا احمد رضا خان صاحب مخطوطات حصہ اول ص ۷۹ بہ کار جمعہ]

وہی کا فیصلہ سیدنا عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کے سیرت کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے اسے اس وقت فرمایا۔ اسے بیٹھے تو اس کے احکام کی حفاظت کرانہ تیری حفاظت فرماے گا۔ اس کے حقوق کا خیال رکھا تو سے اپنے سامنے پائے گا۔ ادا سنت فاسد اللہ ودا استعنت فاسد اللہ۔ (ترجمہ جب سوال کرے تو وہ فاسد سے نا اور جب تو مدد طلب کرے تو وہی سے مدد طلب کرے گا)۔ اس سے پوری امت بھی

جمع ہو کر تجھے کوئی فائدہ پہنچنا چاہیے تو نہیں پہنچ سکے گی مگر جو اس چاہیے اور اگر پوری امت بھی جمع ہو کر تجھے نقص پہنچنا چاہیے تو نہیں پہنچ سکے گی مگر جو اللہ چاہیے (تقدیر لکھنے کے بعد) قلم اٹھ سکے اور صحیفہ خشک ہو سکے۔ انہی امام ترمذی نے اس کی مدح و حسن صحیح کہا ہے [جامع ترمذی کتاب صفة النبی ص ۲۵۱۶]

الجواب بعون الوهاب:

مخمس یہ ہے کہ مرزا صاحب سے جو منکولات پر اعتراض کیا ہے وہ تحقیق کے خلاف ہے۔ کیونکہ فتاویٰ رضویہ کے مقابل میں منغویات کی عبارت قابل قبول نہیں ہے۔ غرضی اعظم سندھو، نامعطفی رہنمائی کے منکولات میں احمد و رباط کی غلطیوں نے اظہار نہیں اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ شرعی منکولات چھاپ رہے ہیں مگر اس کی تصحیح کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ بہت فتاویٰ رضویہ جو مردمان سے اس سے متعلق ہیں منکولات کو درمقام حاصل نہیں حوالہ ایک مسند کے اپنے ہاتھ کی ہوئی کتاب مرقی سے۔ اور یہ یاد رہے۔ منکولات اہل حدیث ان کی اپنی حدیث نہیں بلکہ اس سے سے توے مسائل کو منکولات و فتاویٰ فوقاً لکھا جس میں تغیر اور تبدیلی کے مبادیات ہمیشہ رہتے ہیں۔ ہذا کی مسند یا فتویٰ فتاویٰ رضویہ کے خلاف منکولات میں نقل ہو تو اس کی تحقیق اور مستحق اور فتاویٰ رضویہ کا یہ قرار پائے گا کہ یہ منکولات میں متوں کی اصلاح بہت زیادہ ہیں اس کی وجہ کاتب کی غلطی یا سہو ہے۔ ہذا منغویات پر مرزا اس کا کوئی حقیقی حوالہ نہیں۔

جہد اسی مہارت کے برعکس اہل حدیث اپنے منغویات میں اس سوال کا جواب کچھ یوں دیتے ہیں۔

مسند: [۲۲۵] از شفا خانہ فرید پور ڈاکانہ غاص الشیخ جتہ پور مسنود عظیم اللہ

کمبوڑی رمضان ۱۳۳۹ھ]

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے انہوں نے سفر کیا،



راستے میں ایک دریا پڑا اس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کر دیجئے، تب ان بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یا بنید یا بنید کہتے پلو اور میں اللہ اللہ کہتا پلوں گا، درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا، اس وقت ان بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ یا بنید یا بنید کہہ، تب اس آدمی نے یا بنید یا بنید کہا جب وہ نہیں ڈوبا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ اور بزرگ کامل کے لئے کیا حکم ہے اور آدمی کے لئے کیا حکم ہے؟ فتوہ توحید اور

الجواب :

یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ سی کے پار جانا تھا، اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا پلوں گا، اور یہ محض افتراء ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یا بنید کہنا خصوصاً حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کر سکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سید الطائفہ بنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حکم پوچھنا کمال بے ادبی و گستاخی و دریدہ دہنی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۴۳۵-۴۳۶)

جب اہل حسنت کا اس بات کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو پھر اس پر ازام بہالت کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

مزید یہ کہ اگر بالفرض یہ واقعہ ملفوظات میں مان بھی لیا جائے تو کیا اس واقعہ کو نقل کرنے سے اہل حسنت قرآن و سنت کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر بن بزرگ ہستی | حسنت بنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ | کا یہ قول ہے ان کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہوگا؟ ذرا موش سنبھال کر جواب دینا جناب۔

حضرت جنید بغدادی کا محدثین کے نزدیک مقام

ہوتا ہے کہ زاسحاب بنی خضہ کا نئے سے یہاں پاس اور انتہائی بڑی
امتراض نہ کر دے۔ اس سے محدثین سے نئے بارے میں قیاس نہ مت
الحديث ابی شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

لاماد تعلم فی طریقۃ تصوف وسمہ مرجع فی سیرۃ فی
رمانہ وبعده۔ (طبقات الشافعیین ص ۷۶)

۲۔ محدث بنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

سید طائفة وتمدن الحیۃ وتمدن ہاں حیرۃ وشیخ صمد
التصوف وسمہ لایب فی رمانہ وسمہ مرجع۔

(طبقات الکبریٰ الشافعیہ ج ۲ ص ۲۶۰)

۳۔ محدث ابن کثیر فرماتے ہیں:

وهو الامام بعد فی صریقۃ تصوف وسمہ مرجع فی سیرۃ
فی رمانہ وبعده رحمۃ اللہ علیہ۔ (طبقات الشافعیین ص ۷۶)

۴۔ محدث ابن المنذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سمع کثیر، وشاہد الضاحی وھو معرب، وسمہ مرجع
وصوب الخوب میر فی رمانہ مشہ فی رمانہ وسمہ مرجع۔

(تاریخ بغداد ۳۷۹ ص ۳۷۹)

۵۔ محدث خلیب بغدادی فرماتے ہیں:

وصد شیخ وسمہ، وفرید عصرہ فی علمہ لأحوال وکلام علی
لسان الصوفیۃ، وصریقۃ لوعظ، وسمہ خیر مشہورہ
وکرامات ماثورہ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۲۶۹)

۶۔ علامہ الدردوی المالکی فرماتے ہیں:

وکان شیخ وسمہ، وفرید عصرہ، وکلام فی حقیقۃ مدون

مشہور۔ (تاریخ ائمہ بنی ن، ص ۱۲۹)

۷۔ محدث ۱۳ مرتبہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کتاب شیخ المعارف وقذوة السدثین، وعنہم لأولیاء فی زمانہ،
رحمہ اللہ علیہ (تاریخ اسلام ج ۶ ص ۵۲۴)

۸۔ علامہ غلڈی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میر فی سیوحد من حتمع نہ غلڈی و حد غلڈی، کاتب نہ
حال خطیرہ وغلڈی عربیہ۔ (تاریخ اسلام ج ۶ ص ۹۲۴)

۹۔ محدث سمعانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وصار شیخ وفہ، وفربہ غلڈی، فی علمہ لأحوال، وانکلام
عن سبیل حبیبہ، وطریقہ لوعط۔ (النسب ج ۳ ص ۵۵۶)

۱۰۔ علامہ ابن قفہ (۸۰۹ھ) لکھتے ہیں۔

إمداد صائغہ الصوفیہ، أبو القاسم، حبیب السعدی، فعلا للہ
بعالی بیری۔ (وفیات ابن قفہ ج ۱ ص ۹۶)

۱۱۔ محدث سمعانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وصار شیخ وفہ، وفربہ غلڈی، فی علمہ لأحوال، وانکلام
عن سبیل حبیبہ، وطریقہ لوعط۔ (النسب ج ۳ ص ۵۵۶)

۱۲۔ ایک غیر مقدمہ لغوی رسالہ قلعوی صاحب لکھتے ہیں۔

میرے عقیدے کے واسطے وہ غیر مقدمہ مذکور بنیادی بنید کے متعلق
اور حضرت بایزید کی مائتہ ہیں۔

(تذکرہ ان مقدمہ رس قلعوی ص ۵۱-۵۲)

مذکور تحقیق کے بعد بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی اعتراض کرے تو اس کو شرعاً حیانہ اور
کرنی پائیے کیونکہ محدثین نے تو حضرت بنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست توثیق یا
تعریف کی ہے اگر ائمہ صریحاً کہنا ہے تو پھر ان محدثین کو اس پر کچھ ہے۔

﴿حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا مقام ابن تیمیہ کی نظر میں﴾

مفتی عظیم ادیان کے ان کے معتمد عالم اور تقویت ابن تیمیہ کے چند حوالہ جات خدمت میں۔

1- ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

جنید بغدادی اور ان جیسے دیگر شیوخ آمدہ بنی میں اور جو اس بارے میں ان

کی محنت کے وہ ہیں۔ سے (مجموع الفتاویٰ جلد 5 ص 321)

2 اپنی کتاب الغرق میں مفتی عظیم کے تلامذہ نے جنید بغدادی کو آمدہ بنی میں کہا
(الفرقان صفحہ 98)

3 ابن تیمیہ ایک اور سے مقام پر لکھتا ہے۔

موفیاء میں سے جو بنی تنبیہ بغدادی کے ملک پہ پہلے ۱۰۰ ہدایت و نجات

وسعت پائے گا۔ (مجموع فتاویٰ جلد 14 ص 355)

ابن تیمیہ قرآنی تحریر میں نہایت بعید بغدادی علیہ الرحمہ کو آمدہ بنی لکھتے ہیں جو محنت کرے

وہ وہ ملک پہ پہلے ۱۰۰ ہدایت پائے گا۔ سے مکرملی ہیں تو اس بات نہایت بعید بغدادی

کے اس قوس کو سے موفیاء اس پہ جس مجموع کوئی پائے مایہ سمجھتے ہیں۔ اس بات و جماعت

کے مہم و موفیاء کی عظمت کے قابل وہ ہیں کہ ان کی حالت میں نہ تھا کیا اس کتاب مکر

۱۰۰ سے مقدم اس کا ممد ابن تیمیہ موفیاء کی عظمت و شان میں سے قوس کا

الاسلام اور عظیم محدث؟

الزامی جواب:

مزید غرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ ہر اہل سنت ہی کے لئے میں امتہ انہی کرنے

کے ہے اور اس کے برعکس وہ یہ بتاتے ہوئے ہیں کہ یہ وہ تمام مذاہب فکر سے اختلاف

ہوتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے چہرے سے پس میں یہ جگہ بھی غیر متقدمین کے خلاف نہیں

لکھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب غیر متقدمین نہایت کے بغل پہنچے ہیں۔ اگر مرزا

صاحب میں دم ختم ہے تو پھر گمراہی کا فتویٰ ذرا خیر مقلدین کے حید عالم جناب مولانا غلام رسول قلعہ میں سنگم پر کسی لاٹھو کر کے بتا میں۔

قارئین کرام! اب ذرا منزلِ ناغہ رسولِ قلعہ میں سکھو صاحبِ غیہ مقلد کی ایک کرامت
ملاحظہ کریں۔

ایک دفعہ صدر الدین وہ روزگاران بدناموں کے ساتھ مل کر ایک غریب صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ریشہ و نسب کا تعلق دریا سے ہے یہاں سے اور قریب سے نہ ہمارا تعلق دریا پر ہو جائے۔ ہمارے ماں باپ کے یہاں سے اسی نصیب سے نجات دے۔ ریشہ و نسب کا تعلق دریا سے ہے۔ وقت رخصت ہونے کا صاحب نے فرمایا کہ دریا کے کنارے پر غریب ہو جاؤ۔ بندہ نہایت افسوس سے ان غریبوں کے ساتھ رہا اور سورہ یسین تین روز پڑھا۔ تینوں شخصوں کا بیان ہے کہ جب ہم نے دریا کے کنارے پہنچے تو کرب فرماں مولانا صاحب کا سلام پہنچایا ہمارے دلچستے بن گئے۔ دریا کنارہ پر پہنچا تو غریبوں کا کھانا مل گیا۔ ہم نے کھانا کھا کر دریا کے کنارے ایک کھیت کنارہ پر پہنچے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو سورہ یسین پڑھنے سے دریا کنارہ پر پہنچا۔

[سوانح حیات غلام رسول ص ۱۱۵]

میرے خیال میں اس واقعے کو گھسنے کے بعد کسی طرح کا تبہ نہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے حالات اتنے دماغی و غیر مقصدیہ نہیں تھے جتنے کہ میں نے سمجھے تھے۔ جب ان غیر مقصدیہ کاموں کے ممدوں و رعبہ مورخ و عالم نے اپنی غیر مقصدیہ مادی کمالات کی کھنکھائی میں تو اہل سنت و جماعت اہل فاضل یہ کیسے کر سکتے ہیں؟ نعمت کریں اور اپنے ممدوں و شخصیات کے خلاف زبان درازی کریں۔ جب اہل سنت کے جلیل القدر صوفیاء کا معین کو عہدہ بدی قہر سے اکابرین نے لکھ دیا تو اب استہزاء کرنے کا مقصد صرف تو اس کو دھوکا دینے کی خاطر ہے کچھ نہیں۔



﴿لفظ "شب باشی" کا تحقیق جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب احقر افسر تھے۔

عمر کا نظریہ بعد یحییٰ محمد بن عبد باقی زقانی و مائتے میں ۔۔۔ غیاث علیہ الصلوۃ والسلام کی قبور حیدرہ میں ارواح مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں ۔۔۔ الحداد حسنہ پی دی ۱۵ شعبان ص 4 رقم 16]

[illegible]

الاحزاب آیت ۶:

الجواب بعون الوهاب:

مرزا اصحاب نے یہ اعتراض بھی کوئی علمی و تحقیقی کام نہیں کیا۔ مرزا اصحاب دیوبندیوں اور وہابیوں کے اعتنا امتداد انکار شدہ، جو محقق سمجھنا شروع ہو گئے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو مکمل پسے دیوبندی اور غیر مقلدین مار چکے ہیں۔ قارئین یہ اعتراض چونکہ دیوبندیوں اور غیر مقلدین کا ہے اور ان کے اس اعتراض پر پہلے سے اہمیت کے لیے زبردست جواب ارشاد فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

چنانچہ محقق اہل سنت فاضل، ابو احمد محمد الشیخ ذروقی مجددی صاحب فرماتے ہیں۔



ان پر مبنی کے فتوے دیئے گئے ہیں۔ یعنی علماء دیوبند کے بعض فیض یافتہ حضرات اہلسنت حنفی مکتبہ فکر پر ایک لازمہ لگاتے رہے ہیں کہ امام اعلیٰ حضرت مجدد ائمہ رضافان قادری بریلوی قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں حضور ﷺ کیلئے روندہ ائمہ میں "شب باشب" کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو صحیح نہیں ہیں۔

یہ ائمہ افسوس کی حد تک ایسے تعصبات میں رہ گئے ہیں۔ اور علماء اہلسنت نے کئی بار اس کا جواب دیا ہے۔ یہاں فقیر (اور قی) اٹھائے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شب باشب پر تحقیق پیش کرتا ہے جو مخالفین کیلئے محض ٹکڑے ہیں۔

اس وقت میرے سامنے جامعہ عبید حسن عظیم آبادی کے شیخ مفتی زرولی خان صاحب کا کتابچہ بنام تعارف بریلویت موجود ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام و ائمتہ کی قبور مطہرہ میں رات شبہات پیش کی جاتی ہیں و ان کے ساتھ شب باشب فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۴۱ تا ۵۱)۔

غور فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبروں پر اور ان کی پاک بیویوں پر یہی ناروا تہمت باندھی گئی جب کہ نبی کریم ﷺ نے قویہ ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء و ائمہ کی قبور پر بیٹھنا یعنی انبیاء و ائمہ پر بیٹھنا اپنی قبروں میں زندہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ مگر بریلوی مذہب میں نماز کے بجائے جھٹکا کرتے

ہیں۔ (تعارف بریلویت ص ۴۱)

اس ائمہ افسوس کے جواب سے پہلے آئیے امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظ کو پڑھتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی حیات تقبلی حسی و دنیاوی ہے۔ ان پر تصدیق و مدد الہیہ کیلئے محض ایک آن کی موت لاری ہوتی ہے۔ پھر فرشتوں کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پہ وہی حکام و نبیوں میں ان کا ترکہ بانٹ دیا جائے

گاہ ان کی ازواج کو فاحشہ و زانیہ ازواج مطہرات پر مدت نہیں دہ اپنی قبور میں کھاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ بعد سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باقی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کو حج کرتے ہوئے بلیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

(صفویات علی حدیث حصہ سوم ص ۷۰۳)

امام مجددی حدیث نے حیات انبیاء پر داخل پیش کر کے انبیاء کے لیے مخصوص کاتبہ کر دیا ہے۔ یہ بات جائز ہے۔ گاہ ازواج مطہرات گاہ میں ہیں ان پر مدت نہیں۔ اور صمد زرقانی کا قول پیش کر کے فرمایا۔ ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باقی فرماتے ہیں۔ یعنی ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس میں کوئی بات معیوب اور تمت والی ہے۔ یہ تو خاص انبیاء سے ہیں۔

مفتی زرولی صاحب لکھتے ہیں۔ بریلوی مذہب میں نماز کے بجائے جماع کرتے ہیں نماز کے بجائے کھجور اپنی بددیانتی اور خیانت کا ثبوت دیتے۔ عارندہ عبارت میں صریح ذکر نماز موجود ہے۔ اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ بعد دوسری بار بھی نماز کا ذکر موجود ہے۔ حج کرتے ہوئے اور حبیب پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اسکے بعد بھی مفتی زروں خان صاحب کا یہ کہنا۔ نماز کے بجائے قمار میں شغلوں میں وصول جو کھانا اور اپنی خیانت اور تحریف کا اعلان کرنا ہے۔

زرولی خان صاحب کا حوالہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ شب باقی کے معنی جماع سے کر کے اس سے تہمت ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے قویہ بات سمجھنی چاہیے کہ شب باقی کے معنی جماع ہیں۔

”شب باقی“ کے معنی:

چنانچہ آپ فرسنگ آئینہ کو اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ شب باقی کا کیا معنی و مفہوم ہیں۔

(شب باش (ن) اسم مذکر) - مقیم رات کا قیام، سرام، شب گزاری۔

منزل گزینی، فروکش)۔

(فرہنگ آصفیہ، ج ۳، ص ۶۶۱) جس سے مرتبہ - مولوی سید احمد دہلوی - اردو سائنس بورڈ

۱۰۰۲ اہد مال لاہور - طبع چہارم ۱۳۰۰ء)

اب فیہ وزاعات میں شب باش کا معنی دیکھ لیتے ہیں۔

'شب باش' رت رت سے دل... (فیہ وزاعات ۶۱۰)

شب باشی ہانسی میو پ کو تکرار نہیں ہیں۔ شب باش کا مطلب معنی جمع کے ہے ہی نہیں۔

شب باشی کا مطلب رات گزارنا ہے۔

اگر علماء و اکابر دیوبند سے تصانیف پر نظر کی جائے تو ہمیں اس میں 'شب باشی' کے متعلق کافی

حوالے مل جائیں گے۔ پھر وہ کیا تاویل ہوگی؟

☆ آئیے چند حوالے مدحہ کرتے ہیں۔

"مدینہ منورہ میں روضہ مبارک کے پاس مسجد نبوی میں آپ نے (انور شاہ

صاحب) درس حدیث دیا ہے۔ اہل مدینہ خصوصاً علماء بہت متوجہ ہوئے اکثر

مسائل کا جواب آپ نے ان کو رسالوں کی شکل میں دیا۔ جو علماء دیوبند ان

دول وہاں رہتے تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ شب باشی آپ کی مسجد نبوی

میں ہو" (مفتوحات کشمیری ص ۵۷۲)

☆ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"محمد خیر بنی مجذوب پد نے وائے عجیب و غریب حالت و کرامات و مناقب

وائے تھے کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم و معارف پر کلام کر جاتے۔

اور کبھی کبھی استفادہ کی حالت میں زمین و آسمان کے اکابر کی شان پر ایسی

تکلف فرماتے کہ اس کے سننے کی تاب نہ ہوتی تھی۔ آپ ابدال میں سے تھے

آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس (30) شہروں

میں خطہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب

میں شب باش ہوتے تھے (نرسا، دیبا، ص ۳۵۲)
ایک وقت میں کئی کئی شہزادوں میں شب باشی کا کیا مطلب ہو گا جسے، یونہی حکیم الامت بیان فرما رہے ہیں۔

● چو اب اور اعلیٰ و بند کے بانی قاسم بن قوی صاحب کی شب باشی بھی ایسا لیتے ہیں۔

اقوام قوی صاحب (آج کے راجہ راجہ پٹیل جیسے تھے) مرحوم کا کہنا ہے کہ
مرتبہ رہتے تھے اس مقصد معان میں تہہ شب باشی و شب گزاری۔ یہ
محیط و محیط ہوتا ہے شب باشی کی صحیح تفسیر میں کہتا ہے کہ
بے تہہ و تہہ ہوتا ہے کہ یہ قاسم بن قوی صاحب نے جو کہتے ہیں
میں کہے (۱۰۰ قاسم بن قوی صاحب ص ۳۰۵)

یہ قاسم بن قوی صاحب اس مقصد میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
کی تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ صحیح تفسیر میں کہتا ہے کہ شب باشی سے
شب گزاری مراد لیں گے۔

یہاں سے جو اس بیان میں ہے کہ قاسم بن قوی صاحب نے شب
باشی سے اعلیٰ و بند کی تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب
گزاری کی تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
شب باشی سے اعلیٰ و بند کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
اب اگر کہہ دیں کہ شب باشی و شب گزاری میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
کتب سے بھی ثابت ہے۔

● یہاں سے جو اس بیان میں ہے کہ قاسم بن قوی صاحب نے شب
باشی سے اعلیٰ و بند کی تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب
گزاری کی تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
شب باشی سے اعلیٰ و بند کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
تہہ و تہہ کے ایک ہی میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
اب اگر کہہ دیں کہ شب باشی و شب گزاری میں کہتے ہیں کہ شب باشی و شب گزاری
کتب سے بھی ثابت ہے۔

میں وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا کرسیہ بھی کرتا ہے اور اپنے پیشرواں
 حریزوں سے صدقاتیں بھی کرتا ہے۔ اور وہ اس کو کبھی بطور ضیافت اور کبھی خیرات
 و مولست و تہنیت وغیرہ دیکھنے اپنے ملاوٹ پر بھی لے جاتے ہیں۔ اس طرح
 روز و ہاں اس کی دل شکنی ہر سامان میں کرتے ہیں تاکہ اس دارقمانی کی یا اس
 کے دل سے بھلا دینا۔ (انوار ابھاری ۱۶، ج ۱ ص ۲۵۰)

یاد رہے کہ میں شہداء کے پاس حوروں کی شریف و عورتوں کا رواجیت کی تصدیق سے ثابت
 ہے۔ آپسے ملاوٹ و بند کے کتبوں سے اس کے حوالے پاتے ہیں۔
 قلمی مشائی صاحب لکھتے ہیں

اسودہ علی حماد غیبی میں شریف یوں جگہ لے بعد جب شہداء آگئے ت
 یہ کے سامنے لائے گئے تو ان میں اسودہ علی کی ش بھی تھی۔ نہایت
 سزا دینے میں دیکھ کر قسوی دیکھنے منہ پیسے یا بھلا ہر سنے وید پائیں تو
 فرمایا یہ اس وقت جنت کی دھوروں کے ساتھ ہیں۔ بعد ازاں ان سے
 پہرے کو چین نہ دیا سے اور جس کو نہ شہو سے مراد دیا ہے۔
 (جہان وید ص ۱۷۵)

نور محمد قسوی صاحب دیو بندی لکھتے ہیں۔

احمد راکر میں بہرہ بخشہ خواہ، بیکہ رہے ہیں۔ شہید کے پاس جنت کی دھوروں
 میں بھی ہوئی میں اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے۔ شہید کے اندر کسی قسم کی حیات نہیں ہے
 اور نہ ہی مدہ شعور ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ادراک و فہم ہے تو ایسے شخص کے پاس
 پیشکش و دھوریں بھیج دینے کا کیا فائدہ۔ البتہ کہ مدہ و غیب جی نہیں اور انہیں اس کے
 پاس پہنچی میں پس ثابت ہوا۔ شہید کے ساتھ جو حسن سوک جوتا ہے اور اس کی جو
 تغیر و بکریہ ہوتی ہے وہ اس سے باخبر ہوتا ہے۔ ان چیزوں کا اس کو پورا پورا
 ادراک و شعور ہوتا ہے۔ (قبر کی زندگی ص ۳۰۰)

نور محمد صاحب نے قویاں شہید کیسے وہاں دھوروں کیسے امن کے احاطہ استعمال کئے ہیں۔

بھی گزارتے ہیں۔ اور ان کو زندہ سیریزوں کے احوال بھی فرشتوں کے ذریعہ معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ وغیرہ و فتاویٰ سیریزیں ۱۱۰۔

(انوار الہامی ۱۸ ج ۲۵۰)

✽ اس کے بعد صاحب انوار الہامی کا تبصرہ بھی سنئے۔

”غور کیا جائے کہ جب یہ سہوئیں اور راحتیں عام برزخ میں عام مومنوں کیلئے ہیں تو اولیاء و انبیاء کے واسطے پھر خاص ثواب ہر سہوار انبیاء و اولیاء علیہ السلام کیلئے ہے۔ (انوار الہامی ۱۸ ج ۲۵۰)

خو! محو اپنی رائے سے احتفاظ کے معنی ہیں کہ اپنے اپنے عقائد و عقول کو اپنے عقائد و عقول سے محفوظ رکھنا اور تنقید انہ سب کے کسی پر الزام نہ کرنا کسی منتہی کا متاثر نہ ہونا۔ مفتی کاہر گڑھ۔
تنقید برائے اسدِ اچھی کاوش ہے مگر تنقید اگر بے علمی یا فہمی میں ہو تو یہ اپنے عقل اور نفس کی تابعداری ہے۔ اور اپنے عقل و نفس کی خواہش کی تکمیل کیلئے اپنے خیالات کو کسی کے وپر اگوار کرنا اور حقیقت سے مسدود کرنا یقیناً تحریف ہے۔ اور اسی ہے بنیاد تنقید کی عند میں اپنے اگوار کوئی چور ہے میں گھوڑا کیا ہے۔ جیسا کہ یہ انوار الہامی کے حوالے میں زورچہ ہے یعنی مرثیہ صاحبِ تعمیر کی تحقیق کہ میرزاں بجات کیلئے وہاں یا قسم سے ملان ہوتے ہیں۔ یہ تو اپنے منہ درشب بائیں کان میں ملان اگر شب بائیں کا مطلب وہ معنی ہیں۔ یعنی محمد و صاحب و مفتی و رونی صاحب سے جہاں مراد بیان ہے اس کے معنی یہ ہے جہاں تو میرزاں قبہ میں جہاں کیلئے خاص ملان ہوتا ہے اس کا جواب نہ ہر ایک تاکہ وہ شہاں اور انجمن کی خیر ہو جائے جسے مفتی صاحب قسمت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یقیناً مفتی صاحب یہی جواب دیں گے کہ صاحب کی تحقیق زبانِ بکھوڑی صاحب یہی ہے۔ وہاں عام برزخ میں بجز جہاں کے ساری مذمتیں موقوف ہیں۔

تو شب بائیں کا مطلب جہاں نہیں ہے کیونکہ صاحب کی تحقیق کے مطابق تو یہ مذمت وہاں میرزاں نہیں تو شب بائیں کا ملان قابلِ اعتراض نہیں تو پھر مسندِ اہل بیت میں علامہ زرقانی کے قول پر کیوں اعتراض؟



ناقد مہم جو، اعلیٰ خدمت قدس سے روئے امر مزرقی کا قول پیش کیا ہے اور شب
باشی کے اندر تعمیل کیے میں جس کا معنی و مغرب لغت کی کتابوں سے واضح ہے۔ رات
گزارا۔ یعنی اعلیٰ خدمت سے نزدیک حضور پروردگار کی پاک بیبیاں اور ہماری ماں میں حضور
پروردگار سے ملاقات فرماتی ہیں اور رات رات گزرتے ہیں۔ یہاں پر بند کی کتب سے
ثابت ہو رہا۔ مومنین کو بھی یہ بہت میسر ہے۔ آج کل میں سعادت رستے میں۔ اور شہد
سے پاس حوروں کا آنا بہت ہے۔ یہ کہہ رہی ہیں صاحب کائنات سے تعبیر
کو بھی زور دیا۔ صاحب کائنات یہ تمہارا کائنات۔

ناقد مہم جو، اعلیٰ خدمت قدس سے روئے امر مزرقی کا قول پیش کیا ہے اور شب
باشی کے اندر تعمیل کیے میں جس کا معنی و مغرب لغت کی کتابوں سے واضح ہے۔ رات
گزارا۔ یعنی اعلیٰ خدمت سے نزدیک حضور پروردگار کی پاک بیبیاں اور ہماری ماں میں حضور
پروردگار سے ملاقات فرماتی ہیں اور رات رات گزرتے ہیں۔ یہاں پر بند کی کتب سے
ثابت ہو رہا۔ مومنین کو بھی یہ بہت میسر ہے۔ آج کل میں سعادت رستے میں۔ اور شہد
سے پاس حوروں کا آنا بہت ہے۔ یہ کہہ رہی ہیں صاحب کائنات سے تعبیر
کو بھی زور دیا۔ صاحب کائنات یہ تمہارا کائنات۔

فقیر ہر وقت نے، مقررہ دنوں سے اس سے تعمیل کیے ہیں۔ شب باشی کے
معنی اتنا کہنے کے ہیں۔ جب اس دنیا میں مقررہ دنوں کی تعمیل اور تمت والی بات
نہیں اور جنت میں بھی مقررہ دنوں کی تعمیل اور تمت والی بات نہیں آتا۔ قد اور مبارک میں
ملاقات اور مقررہ دنوں کی تعمیل اور تمت والی بات ہوگی۔ کیا تو دنیا و آخرت میں ریاض
ابتلا نہیں ہیں؟ یہاں یہ بتانا ضروری ہے۔ شب باشی کے اندر سے بہت برا اور بڑا بند
کے تعصبات سے تحقیق کی جائے۔ آیا قبر میں انبیاء علیہم السلام کو مذمت جماع میسر ہیں۔ نہیں تو
اس میں اختلاف نہ رہے۔ بعض علماء جو اوزار کے قابل ہیں اور بعض علماء کے اختلاف کیا ہے
رحمن علماء نے اختلاف کیا ہے وہ اختلاف اس وجہ سے نہیں ہے یہ تمت کا باعث ہے۔ بلکہ اسے
دنیا کی مدد تک مذمت مہمان ہے۔ اور دونوں طرف کے علماء نے اپنے اپنے دلائل دیے
ہیں۔ آج کے علماء جو بندگان کے تعصبات سے تحقیق کی جائے۔ آیا قبر میں انبیاء علیہم السلام کو مذمت جماع میسر ہیں۔ نہیں تو
اس میں اختلاف نہ رہے۔ بعض علماء جو اوزار کے قابل ہیں اور بعض علماء کے اختلاف کیا ہے
رحمن علماء نے اختلاف کیا ہے وہ اختلاف اس وجہ سے نہیں ہے یہ تمت کا باعث ہے۔ بلکہ اسے
دنیا کی مدد تک مذمت مہمان ہے۔ اور دونوں طرف کے علماء نے اپنے اپنے دلائل دیے
ہیں۔ آج کے علماء جو بندگان کے تعصبات سے تحقیق کی جائے۔ آیا قبر میں انبیاء علیہم السلام کو مذمت جماع میسر ہیں۔ نہیں تو
اس میں اختلاف نہ رہے۔ بعض علماء جو اوزار کے قابل ہیں اور بعض علماء کے اختلاف کیا ہے
رحمن علماء نے اختلاف کیا ہے وہ اختلاف اس وجہ سے نہیں ہے یہ تمت کا باعث ہے۔ بلکہ اسے
دنیا کی مدد تک مذمت مہمان ہے۔ اور دونوں طرف کے علماء نے اپنے اپنے دلائل دیے
ہیں۔

میں نے ان کے لئے میں جو اختلاف ہے۔ اس بنیاد پر ہے۔ آج کے علماء



تشریح کا ارشاد ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفات کے بعد انبیاء کرام پرستی نہیں کرتے۔ یعنی اس ارشاد کی جو عظمت بیان کی گئی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء اس لذت سے غفلت نہ فرمائیں ہوتے۔ اور شاید یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: "تمہاری دنیا میں سے مجھے جو چیزیں محبوب اور پسندیدہ ہیں وہ عورتیں اور خوشبو ہیں"

اس ارشاد میں آپ نے یہ فرمایا کہ دنیا میں سے اور نہ یہ فرمایا کہ دنیا میں سے۔ کیونکہ آپ نے اس غفلت پرستی سے یہ ارشاد فرمایا کہ عورتیں اور خوشبو لوگوں کی دنیا میں سے ہیں کیونکہ وہ ان دونوں چیزوں کو ایسے غفلت و بیش اور مستی کھیلے حاصل کرتے ہیں۔ جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قنات سے پاک و بری ہیں۔ آپ عورتوں کو اس لئے پسند فرماتے تھے کہ وہ وقت کی شریک حیات ہونے کی وجہ سے آپ کی غویوں آپ کے ہاتھی معجزات اور پوشیدہ حکام کو امت تک پہنچا سکیں۔

کیونکہ عام حالات میں ان معجزات اور غویوں سے بیویوں کے علاوہ دوسرے لوگ واقف نہیں ہوسکتے تھے۔ اسی طرح بیویوں کے ذریعے دوسرے دینی فائدے بھی لوگوں کو حاصل ہوتے تھے۔ اور خوشبو اس سے پسندیدہ تھی کہ آپ فرشتوں سے ملاقات فرماتے تھے۔ ورنہ شیعہ خوشبو کو پسند کرتے ہیں اور بدبو سے نفرت کرتے ہیں۔ (سیرت حلبیہ اردو، جلد ۲، ص ۴۰)

یہی وہ وجہ اختلاف ہے جس کی وجہ سے بعض علماء نے اس لذت کے پیچھے ہونے پر اختلاف کیا ہے۔ اس کا جواب جو ان کے علمائے یوں دیا ہے کہ اب وہ علمائے ہستے ہیں۔ تحقیقی اگر امر اور احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کو برزخ میں وہی لذتیں اور خوشیاں حاصل ہوں جو دنیا میں حاصل نہیں تاکہ برزخ میں بھی آپ کے حالات وہی رہیں جو دنیا میں تھے۔

(سیرت حلبیہ اردو، جلد ۲، ص ۴۰)

اختلاف رکھنے والوں کا رد کرتے ہوئے جواز کے علماء نے یہ جواب دیا ہے۔

”ادھر ایک اشکال یہ ہے کہ یہ نکتہ آپ کے اس قول کے مطابق نہیں رہتی جس میں ہے کہ مجھے پارچہ دوں میں لوگوں پر فوقیت حاصل ہے۔ ان پارچہ دوں میں آپ کے نکتہ جہاں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔“

(سیرت طیبہ اردو، جلد ۴، ص ۴۰)

امام شیخ ربیع کا فتویٰ اس میں اختلاف سے روایت جہاں میں سے یا نہیں یعنی بعض جوڑ کے قابل ہیں اور بعض جوڑ کے قابل نہیں۔ ایسے علماء جو بندہ کے عقیدہ سے تکیہ کی وجہ سے دیوبندی عالم کا ترجمہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

پھر میں نے اس سلسلے میں شیخ شمس ربیع کا فتویٰ دیکھا۔ طیبہ المدام اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے پیتے میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ انہیں اس بارہ میں اختلاف ہے یا یہ حنفی یا یہ بھرتی بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ کرتے ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں کرتے۔ یہ یہ ان حضرات کو ان کے مزار، روزے اور حج کا ثواب و جزا بھی ملتی ہے۔ اگرچہ وہ اب ان فراموشی کے ملک نہیں ہیں۔ یعنی ان پر اس کی پابندی و رت نہیں ہے۔ یہ منہ موت کے ساتھ سے یہ پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ ان میں اس کی جگہ اس کا ثواب ان کے لئے ہے۔ اور ان کی پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ یہاں تک شیخ ربیع کا فتویٰ ہے

(سیرت طیبہ اردو، جلد ۴، ص ۳۹)

جو نہت جہاں کے قابل نہیں دیکھا ہی معنی میں تاویل کرتے ہیں اور یہی معنی کو چھوڑ کر ایک دوسرے دور و زمانہ کا معنی پیدا کر رہے ہیں اس کا نام دیکھا۔ دیوبندی مستند سیرت نگار ان الفاظ میں گمراہ ہے۔

آئیے قاری طیب صاحب رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے زیر نظر مکتبہ دارالعلوم سے

ہیں۔

مفت محمد شفیع صاحب نے آئندہ کے متعلق بتایا ہے کہ وہ وہاں میں اور کھاتے پیتے

میں بھانے اس بات کو حقیقت پر محسوس کرتے ہوئے بھی اس مدتی کو حقیقی زندگی تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ حقیقت میں محاسن چیتے میں اور کان کرتے ہیں اور جو شخص اس کے خلاف معنی پیدا ہے۔ یعنی ستارے کے کھانے پینے اور کان سے حقیقت میں کھانا پینا اور ہم بستی کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ لذت مادی ہے جو کھانے پینے اور ہم بستی کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو وہ شخص بدو و بآیت کے معنی کو چھوڑ کر ایک آدمی سے اور اور زکا و معنی پیدا کر رہا ہے۔ جبکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(سیرت علیہ اردو جلد ۴ ص ۳۹)

اس عبارت میں لذت برائی کی تہ کی موجود ہے۔ چنانچہ ہر فرار حیدر صاحب بھی تمام مذکور کے جواز کے قابل میں چنانچہ لکھتے ہیں۔

آپ علیہ السلام تمام مذکور اور عبارتوں سے متمنع میں (تسلیں اس دور ۱۳۳۲ء)

ان تمام لذتوں سے کون کون سی مدتیں مایوس؟

سفر صاحب اس کی تشریح سکھیں گے کیونکہ یہاں ہر تمام ہر تمام

حیدر صاحب کے پاس کسی مدت کی ایک نئی کتاب ہے جو کہ یہاں سے لے کر اپنی ہی عبارت میں تمام مدتیں پر سے لے کر ہر تمام کو ہر سے لے کر ہر مدت سے لے کر یہ شخص حیات دہائی میں لذت میں موزوں مدت یا حسیب ہر تمام کو ہر مدت میں لذت تمام نہیں ہوتی ہے۔

چنانچہ محمد، علی قاسمی صاحب سیرت علیہ السلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وہاں سے یہ شہد اکو ذوق پہنچا ہے ہائے معنی کئے کھانے پینے سے لذت ہوتا ہے کہ وہ ہم بستی بھی کرتے ہیں کیونکہ ہم بستی سے بھی لذت حاصل ہوتی ہے جیسے کھانے اور پینے سے لذت ملتی ہے۔

(سیرت علیہ اردو جلد ۴ ص ۹۳)

یہ اسے نامہ محمد و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں مذکور ہے اور وہ اسے ان لذت سے ملنے کے لئے لکھ رہا ہے۔

اہلِ حنہ تہ اما مجید اقدس سرہ کے مملوکیہ پر قیمت کا لزوم نکارہے ہیں۔ یہ حضرات یا تو سلف و صالحین اور اپنے اکابر کے کتب سے ناواقف ہیں یا بد اوت میں اسنے آگے نکل چکے ہیں۔ سلف و صالحین و علماء اہل سنت حتیٰ کہ اپنے کار کے بھی باطنی موکے ہیں۔ یہ تہ تعبیر کا ترجمہ بانیِ دہر معلوم، جو بند قاسم ناہ قوی صاحب کے پوتے قاری محمد حبیب متعمد و راجعہ و دیہندی زیر پرستی میں قاری حبیب صاحب سے سامعہ دے محمد ملحقہ کی فیض و دیہندی سے ہی کیا ہے جس مہارت پرستی زرولی صاحب قیمت بارامہ کار مجید اہل حنہ تہ قدس و دیکھتار وار تہرہ رہے ہیں۔

مملوکیہ اہل حنہ تہ کی مہارت میں قوم و شب باقی کے اغراض ہیں کام طلب و معنی میں مہارتی کے سے بنی نہیں۔ علماء و دیہندی و رغبت کی کتابوں سے واضح بر دیا گیا ہے مگر قاری حبیب صاحب کے صاحبزادے سے قومہ کی مہارتی کے اغراض استعمال کئے ہیں۔ اس پر زرولی مان صاحب کیوں خاموش ہیں و قاری حبیب صاحب کو کیوں کہہ سے میں نہیں لاتے جو ان مہارت کی پرستی فرما رہے ہیں۔

وہ کہ جو شب باشی کہ خود رنگ کے رنگوں میں فتنہ و اختراعیہ کرنے کی مذموم سعی میں رہتے ہیں ان کو ہم سے پہلے گھروں کی خبر مینی پانے کے ان کے اپنے علماء نے یہی غلط کاموں استعمال کئے ہیں۔

❦ سب سے پہلے غیر مقلد قاضی سلمیٰ فیہ وز پوری کی ایک تحریر جس میں اس نے پاکستان میں سوب شیون کی تشریف آوری کو اپنا موضوعِ سخن بناتے ہوئے ان کی مختلف مقامات پر مختلف غیر مقلدین سے مذاقاتوں کا تذکرہ کیا ہے اس میں دیکھتا ہے کہ

”تمہارے بعد سوب شیون کا یہ وفد مولانا خٹا، والد اور مولانا قاضی مہر الرحمن مدنی کی قیادت میں منصوبہ و میں میں انھیں محمد امیر جماعت اسلامی پاکستان کے پاس پہنچی اور میاں صاحب سے ان کے وفد میں ایک لمبی نشست میں

خوب توجہ خیالات بہ مختلف مسائل پر شرح و بسط سے میں صاحب کے تشکر
ہوئی ترجمانی کے فرائض جناب فیض الرحمن صاحب نے انجام دے کر دیے تھے
تقریباً سارے گیارہ بجے وہاں سے فرار ہو کر افسانہ نویس کوٹلی پہنچے۔ جب
شیون کی شب باقی کا انتقام لیا۔ ۱۱ اربھاتن روڈ پر گیا تھا۔

(وقت روزنامہ لاہور مورخہ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ)

اگر شب باقی کا ایک ہی معنی سے جو وہ مسخیں و دوشیں مراد لیا اور یہ کہتے ہیں تو انہیں
پہلے سے بڑھوں سے ان کو پانچ تھیں۔ جمہوری حلت میں اترمہ پر اس کی وجہ سے
امت اس کے میں آپ تائیں۔ آپ نے سب تھیں کی شب باقی کے سے کیا
کچھ انتقام کیا تھا؟

اور یہ بھی وہاں رہیں۔ اس کے بعد یہ کے مطابق جو شب باقی کا معنی وہاں سے
رہے ہیں اس کا انتقام کرنے کے ہمارے مطابق پیشے کے مطابق کیا جیتے ہیں؟
❊ اسی طرح غیر مقدم فیض مالہ مدتی نے اپنی کتاب صدیقہ کائنات میں دو

مقامات پر یہ غلط استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”آپ (حنہ) ماحشرہ مدتی (اس خیل سے قادی کی شب باقی سے
مقام پر پہنچتی ہیں۔ مجھے کوئی توفیق نہ ملے نہ اس کے کار۔

(صدیقہ کائنات ص ۱۱۷)

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ:

”سب سے پہلے قاب قوس بات یہ ہے کہ زون طہرات کے حجت و قوا تھیں
تھے اور پھر مسجد نبوی سے فرار ہو کر کوٹلی پہنچے۔ یہ معمول تھا کہ چند محلات
پہلے مرزوبہ طہرہ کے ہاں شریف سے جاتے۔ اور جہاں آپ کی زیارت کی شب
باقی کی باری ہوتی وہاں کچھ وقت کیسے سب جمع ہو جاتیں۔

(صدیقہ کائنات ص ۱۵۰)

❊ اسرائیل سفلی نے خود اپنے قیام کی میں یہ غلط استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

چنانچہ رات کے احمد کے میں سعد بن زرارہ تشریف لائے انہوں نے اپنا
 منہ پینا ہوا تھیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم رات کو آئے ہو حالانکہ
 اپنے مسایہ قبیہ کیساتھ تمہارے تعلقات کافی ناخوشگوار ہیں"۔ سعد نے عرض کیا
 کہ "اے نبی! میں نے تمہاری خدمت میں کچھ بھی ہو مجھے خدمت گرائی
 میں کچھ تھا۔ چنانچہ حضرت سعد بن زرارہ رات میں سعد بن زرارہ شب ہاشم کے
 درجہ میں پہلے کے راہنما بن گئے (۹۴)

از دھات قلم

ابوالحسن محمد اشتیاق قادری مجددی



﴿ غوث بغیر زمین و آسمان کا تحقیق جائز و ﴾

انجیہ نمبر ۱۱ مزا صاحب امتیاز نے لکھتے ہیں۔
 ممد و مائیدہ غوث ہر جہ میں ہوتا ہے۔ اس لیے موت کے زمین
 و آسمان قائم نہیں ہو سکتے۔

(یہودیوں کا ممد و مائیدہ رحمان صاحب مصلحتت ممد و مائیدہ رحمان صاحب)
 وہی مائیدہ رحمان صاحب حسرت سے کہتا ہے کہ اس کا نور لاؤش
 رائد ان اسد کہیں میں حدود بعد ہر کس حسرت
 ترجمہ آیت ممد و مائیدہ رحمان صاحب نے آسمانوں و زمین کو ممد و مائیدہ
 و اپنی جگہ سے نکال دیا۔ اور وہی ممد و مائیدہ رحمان صاحب نے کہا کہ اس کا
 نہیں ہے۔ اس کو تمام مائیدہ رحمان صاحب نے کہا کہ اس کا نور لاؤش
 ہے۔ [سورۃ الفاطر آیت نمبر 41]

الجواب بعون الوهاب:

غوث یہ ہے کہ تمام آیت ہر کس وجہ سے قبول کرتے ہیں۔ اس
 کے مضمون میں کسی کوئی شک نہیں بلکہ اختلاف یہ ہے کہ کیا ممد و مائیدہ رحمان صاحب نے اس کا نور
 آسمان کا تمام و مائیدہ رحمان صاحب کے تحت کیا ہے یا بغیر ہر کس سے کیا ممد و مائیدہ رحمان صاحب نے اس میں ارشاد
 فرماتا ہے:

وہی ممد و مائیدہ رحمان صاحب یعنی تمام و مائیدہ رحمان صاحب نے کہا کہ اس کا نور لاؤش
 ہے۔ [سورۃ الزمرات، آیت ۵:]

اس آیت کے تحت ممد و مائیدہ رحمان صاحب نے کہا کہ اس کا نور لاؤش ہے۔

حضرت مہد احمد بن عباسؒ نے فرمایا کہ یہ مذاہرات اہل مہد میں کہ ان کاموں پر مقرر ہیں جن کی کاروائی انہیں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔

(معالم التنزیل ج ۳ ص ۴۴۲)

مزید یہ کہ اس دنیا و مافیہا میں - ہمارے جیسے تو قہر آفاق و رشتہ ایسے تمام انکار کر رہا کرتا ہے۔

خود آقا ﷺ کی قدرت کا سراغ اندازہ گا، کشش سے حضرت مہدنا بار بن مہد احمد لہذا عارفی فرماتے ہیں۔

سُئِيَ تَبِعُ امْرُؤٌ لَشَمْسٍ وَنَحَرَتْ سَاعِدَتُهُ نَهْرًا

یعنی یہ مہد سحر سے سورج کو حکم دیا کہ چھو دیو۔ پچھو سورج یہ مہد مہم عجب۔

[تعمد الودع ج ۳ ص ۶۰۲ حاشیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مجمع الزوائد ص ۶۷۷ پر اس

حدیث کی سند کو حن کہا ہے۔]

یہ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت علیؑ کے عیسے سورج کے سنے کے علاوہ اور ہے۔

علیؑ حضرت امام محمد رضاؑ کی رحمۃ اللہ علیہ کے شاہ کا مطلب واضح سے رقیمت تک فوٹ (اویہ) کا نہیں کا ایک منصب (ریس) کے انہیں نے وجود مسعودی برکت سے زمین و آسمان قائم میں۔ وقت قیامت ان کاوسں جو بائے ہا۔ علیؑ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ قہ میں حدیث سے ثابت ہے کہ ائمہ اہل کربلاؑ ہے و پھر محدثین پر کہیں جنہوں سے ایسی روایات نقل کیں حیرت کی بات ہے۔ احادیث محدثین نقل کریں اور ائمہ اہل علیؑ حضرت پر کیا بات ہے کہ اصل مزا صاحب جیسے وہ محدثین پر مہد اہل کربلاؑ کی ہمت و نہیں رہتے مگر اپنے محبوبے مسک کو ثابت کرنے کے لیے، مہد احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر ائمہ اہل کربلاؑ کے سوا ان کے پلے کچھ بھی نہیں۔ مزا صاحب اگر مت بنے تو درج اہل احادیث صاحب کربلاؑ اور پھر محدثین پر بھی ائمہ اہل کربلاؑ کے سپے ہونی کو ثابت کریں۔

حدثنا ابو نعیر، حدثنا صفوان، حدثنا شریع یعنی اس

عبداللہ بن زکریا بن شہ عبداللہ بن ابی طالب، وہ ہوا بصراف،

[illegible]

(مؤید امام احمد بن حنبل ۱۱۲ ق ۱۹۳ مجمع الزوائد ۲۱۱۱ - شیعہ اختلاف ج ۲ ص ۱۱۰)

(۲۸۴)

آجہا بقی ریختی کہ تھیں میری والدہ موت میں نہ اس توڑ میں میں اور
چاچا میں جب ایک مرتبہ اس تھیں اس سے کہے وہ اس توڑ میں
انہی کے بہت میں دیا کہ انہیں کے دشمنوں پر موتی نے انہیں سے
موت تمام لوگوں کے نہ کہ پھر بتانے۔

۱۰ ایک قوی علاج انہی کے حق و قرۃ ۲۶۶ ہے۔

• آخرین و احسن مؤیدین محمد بن علی بن مقارن مقوم
قرآن و عقیده و احسن مفسرین و اهل انوار عند یقین
شدن احمد سدید حقی احمد هم قرآن و عقیده - اشجع احمد بن
محمد بن مکرّم - سید نور حسین بن نور محمد بن
لشرفی - محمد بن نجفی - شافعی - شافعی - شافعی - شافعی
سعدی - فی عن صانع - کیسان عن - مشهور حدیثی
صنوا - بن عبد الله بن صفور - بن عبد قاسم بن صفور
العرویسون اهل الشام عند یقین العروق لا تسووا
شام حقی عقیده و ان فیهم - حد لا کارهش - ترو و یقین - شام
بک - الاند - (ایستاده صحیح)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں



کرنی پڑے گی۔ کیونکہ ان کا اس ساء الرجال کے فنی پر تمام تر شمعہ عالی غیر مقلد زیر کی زنی پر ہے اور ہمیں ان کے تمام امتہ عنایت معلوم ہیں۔ کیونکہ اس تحریر کی خوش نہیں ہے ورنہ ابدال کی احادیث پر مستند ایک کتاب لکھنی پڑے گی۔ لہذا ہم صاحب راویوں پر امتہ انہی کرنے سے پہلے تمام اقوال کو دوبارہ سے پڑھیں۔ مزید یہ کہ ابدال و راہ کے نیک لوگوں کے ذریعے رزق اور ہائش کی روایات کا مشہور و قوتورہ حدیث سے منقول ہے۔

شاید مرزا صاحب محدث سے تاہد میں یونہی اندس کے عاوشہ اسکی روایات میں جن میں یہ احت موجود ہے۔ جمعیت وگوں کی وند سے حق استعان کی مدد اور رزق ملتا ہے۔

حدیث احمد بن محمد بن ابی وقاص نے فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
ہو بصبر و تدبر فی قول الاضعفاء کہ
یعنی کیا تمہیں مدد و رزق اپنے شیعوں کے عاوشوں ورتے ملتا ہے؟
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۰۵ - کتاب الجود)

جناب مرزا صاحب احباب انہی شیعت مقلوب کی مدد و رزق سے انہی مخلوق کو رزق اور مدد ملتی ہے تو پھر وہ ان کے اویوں کے قول اور اسطے سے کیا چھو نہیں ملتا ہوگا۔ مرزا صاحب جن ہستیوں کے قول سے کہتے ہیں انہی کا رخصی کرتے ہیں۔ انہی تعول اسکی شہرہ سے بچائے۔

بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث محامی جہاد (مر ۳۳۰ھ)

کے حالات میں لکھتے ہیں :

”محمد بن اعین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص میں۔ یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ نے ان کے بتائے حق تعالیٰ بعد ادب سے بشیمل و برکت محامی رحمۃ اللہ علیہ بلاذغ کرتا ہے۔“

(استان الحدیثین (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۲ مطبوعہ کراچی)



حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

لَا تَعْبُدُوا السَّاعَةَ حَتَّى لَا تَعْلَلَ فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ، اللَّهُ -

(صحیح ابن حبان ۶۱۳۹، مستخرج ابن مغازی ۲۹۳، مسند امام احمد بن حنبل ۱۲۰۳۲، صحیح مسلم ۱۳۶)

روں کہ اس نے فرمایا کہ نہ قائم ہوئی قیمت حتیٰ کہ زمین میں اللہ نہ کہا جاوے گا۔

حضرت مولیٰ قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

”لَعْنَةُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلِ وَالْعَمَلِ وَالْعَمَلِ وَالْعَمَلِ وَالْعَمَلِ
الْمُؤْمِنِينَ - الخ“

(مقامات شرعیہ مشکوۃ، مشکوۃ نمبر ۷۷، ۲۳، جلد ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اصل ملکہ و صانع بدوں اور مومنوں کی کثرت سے جہاں باقی ہے۔
غرض یہ ہے کہ یہ یاد رہے کہ حدیث میں زمین کے قائم رہنے کی شرط اللہ کہنے سے
مشروط کیا ہے اور اللہ کا اور وہی مانتا ہے۔ اور رب نیک بندے کے اللہ ماننے کی
وجہ سے۔ میں قائم ہے تا چہ بدوں اور دیکھتے وجودی وہ سے زمین اور آسمان کے قائم
رہنے کا قول کیسے غلط ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ ملاحظہ پائی کہ بہت سے رجوں نے
اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست کی ہے۔

مزید یہ ہے کہ غوث اعظم محبوب بھی فی رحمۃ اللہ علیہ سے جو قول صادر ہے اگر نعمت ہے تو
محمد شیں کرام اور صلوات اللہ علیہ سے اس پر فتویٰ ثابت کر دیں۔ جو بات محمد شیں کرام کو غیہ شریعی نظر نہ
آئی آن کل کے ایک وفد سے کو یہ اعتراف نظر آتا ہے۔ جناب والہ ابن تیمیہ اور ابن قیم
جیسے وہابیوں کے اکارین میں یہ ہمت نہ ہو سکی کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ ہے
ادبی کر سکیں۔ خود ابن تیمیہ غوث اعظم کی کتاب کی شان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کتاب ہے۔ ابن
تیمیہ جیسادیس کا محض بھی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے بیعت ہے۔

کتاب مستجاب بخیر ماہ ارتدین میں غوث اعظم روایت فرماتے ہیں

کرتے آفتاب غروب نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے نیا ساں جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے نہ دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے نہ دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے نہ دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے مجھے ایسے رب کی موت کی قسم اے تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھوں میں غصہ کی پلکی ہے یعنی اس غصہ کا میرے پیش نظر ہے میں اس غصہ سے مدد و مشاہدے کے دریاؤں میں نمودنوں میں تو میں تم سب پر حجت اہی ہوں میں روح مدلی ساتین علیہ وسلم کا ماسب اور زمین میں عنصر (مٹی امدتین علیہ وسلم) کا وارث ہوں۔ کچھ فرمایا ہے آپ نے سے میرے آقا، خدایہ یقین پہ مٹی کا مسموم ہوتے ہیں اس میں کوئی شک اور وہ راہ نہیں پاتا۔ بے شک آپ سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو آپ جتے ہیں اور آپ کو ملنا ہوتا ہے تو آپ تفسیر فرماتے ہیں۔ آپ کو مرہم کیا جاتا ہے تو آپ مکمل کرتے ہیں۔ اور سب تعریفیں کا رب اعلا مین سے ہے۔ (ت)



﴿شکاری جانوروں کی سی آواز کا تحقیق جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعلیٰ حضرت کے بھائی تھے۔
 علماء کا نظریہ سورۃ الحجۃ آیت نمبر ۱۰ میں ہے ماشر مشکم اے محبوب
 فرما، وکہ میں تم پر بیہوش ہوں۔۔۔ اس آیت میں کھار سے کھاب ہے جو کدہ
 چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا۔ اسے کفارۃ فجہ سے کھارو
 نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں (جیسا۔) شکاری جانوروں کی
 سی آوازیں کرنا کہتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود
 ہے۔ ابراہیم مودودی مفتی احمد یار محمی صاحب جہاں صفحہ ۱۳۵
 وہی کا نظریہ طرکیف صریحاً لٹ لائٹل وصلو فلا یستصیعون
 سیدنا۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۱ سورۃ اعراف آیت نمبر ۹
 ترجمہ اسے بوجہ تہذیب و ادب (تہذیب و ادب) کہتے ہیں کہ آپ پر تہذیب کے متعلق
 کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں سو وہ آدمی جس کو راستہ بدایت نہیں پا
 سکتے۔

الجواب بعون الوهاب :

عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مفتی احمد یار محمی صاحب کی عبارت پر کچھ اعتراض
 نقل نہیں کیا اور جواب میں قرآن کی ایک آیت نقل کر دی۔ اس آیت کو نقل کرنے سے معلوم
 ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو آقا ﷺ سے متعلق مثال بیان کر کے ہر اعتراض ہے۔ ان کو شاید
 مفتی صاحب کی عبارت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب سے بھی کوئی تہذیب و کثارت سے
 تشبیہ دی۔

اس بابت چند معروضات عرض میں۔

۱۔ مزاحیہ صاحب نے دلیل و دلیل سے کام لیتے ہوئے مفتی صاحب کی مہارت میں [[برکت میں حواشی کیا۔ خود غلطی کیے ہیں۔ حالانکہ یہ واقع میں بیجا ہے۔ [ان کا موجود نہیں ہیں۔ قارئین! خود بخود، حق کی مذکورہ مہارت دیکھ سکتی ہیں۔

۲۔ مراقب سے پھر دلیل و دلیل سے قارئین! یہ کام کرنے کی کوشش کی ہے۔ مفتی صاحب نے بھی یہ نکتہ کوشاوی سے تشبیہ کی ہے۔ مفتی صاحب کی مہارت میں ایسے تشبیہ کی توہنی ہے۔ اس تک میں نے یہ دیکھا کہ مفتی صاحب کی مہارت میں ان سے تشبیہ کی ہے وہ ایک جھوٹاں جھوٹاں میں متعدد ہے۔

۳۔ مزاحیہ صاحب نے یہ غلطی یہ محقق نہیں سمجھا کہ صاحب کی قریب ہے اس سے چہ اختیارات ملاحظہ کیجئے۔

اول اس آیت میں بخاری سے خوب سے چونکہ یہ چیز دینی نہیں ہے اس سے عزت

رہتی ہے لہذا فرمایا گیا ہے کہ اگر تم محمد سے کلمہ کہیں میں تمہاری مثال سے ہوں یعنی شر ہوں۔

دوم شہابی باغیوں کی کمازوں شہار تارے۔

سوم : اس سے کمازوں میں طرف مائل رہا مقصد ہے۔

اب مزاحیہ نے ان تین حصوں سے تشبیہ کی ہے تاکہ ایک جملہ بنایا۔ اور فہوم

مہارت کچھ کچھ کر دیا۔ ان حصوں میں اسی مقام پر بھی نہیں یہ نکتہ کوشاوی سے تشبیہ نہیں دی گئی۔

بالفرض اگر یہ مہارت یا حاکم نے مفتی صاحب نے اس مہارت میں شہابی سے تشبیہ دی

بھی ہے تو پھر جی کشتی کا احتمال نہیں ہے۔ یہ عند اہل علم پر یہ بات چوتیہ نہیں۔ مثال میں

ہر وقت و جہت میں حالت ہوتا ہے تمام چیزوں میں اللہ اکبر ہوتا ہے۔ مثال کے طور

پر جیسے تمام کتاب کے لئے اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دیکھ رہا ہے

باقی شہادت ہے۔ اس کوئی معترض نہ کرے۔ بلکہ یہ بات بھی کہ ایک شہر سے

تشبیہ اسی اور شیخ قزاقی کو قرار ہوتا ہے۔ اور مذکور جانوروں پر غلام کیا ہے۔ تو کیا خود جانور
اعتراض درست ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ رحمہ اللہ وجہ اصرار کو شیخ سے تشبیہ
نہ ف ایک وجہ سے ہی باقی ہے اور وہ ہے بہادری اسی طرح مفتی صاحب کی مہارت میں
بھی ابا عرض اگر اس اعتراض کو تسلیم کیا جائے اشکاری کی مثال نہ ف اور نہ ف مانوس
ہونے کی علت کو بیان کرنے کے لیے ہے۔

اور جناب مان! اگر آپ اس عبارت سے آگے چند سہ من سے بعد یہ بھی مفتی صاحب
کی یہ عبارت پڑھ لیتے تو کیا فرماتے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں :

حیوان اور انسان میں نہ ف ایک درجہ فراق ہے مگر بشریت اور شمس
معتدلیہ کی درجہ فراق کے درجہ فراق سے ہماری بشریت اور
محبوب کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں موان ارادہ مقوی میں
فرماتے ہیں کی بشریت ہزار ہا جہلی حیثیت سے اہل
ہے۔ [جاء الحق ص ۳۹۵]

منقول از محقق غلیل احمد رانا صاحب

جناب مان! مفتی صاحب تو ن کریم زور سے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ نیکہ اس کو ایک تکراری
کے بار بار میں۔ ہذا امر ربی ہاں وہ یہ اس کے ہاں نہ آئے اندھائی ایسے لڑا سے
محفوظ فرمائے۔



﴿ کشف المحجوب میں نبی کریم علیہ السلام پر حالت سکر کا بیان کا تحقیقی جائزہ ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب امتیاز نے اسے نوے لکھتے ہیں۔

معاذ کا نظریہ حضرت ائمہ کی ایک نظر حسب وہاں بڑی بہانہ نہ پڑتی
چاہے تھی جتنی اور یہ کہ یوں یہ تو آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کا سامنا
کرنا پڑا۔ ہمارے پیغمبرؐ کی ایک اس طرح کی نگاہ حضرت زیدؑ کی
یوں پر پڑی تو حضرت زیدؑ کی یوں حرام ہوئی (انجلی کے بعد میں نبی
کریمؐ نے نکاح فرمایا یعنی مومنین یہ وہی شب) جسے کہ حضرت وہ
کی نظریات صحو (یعنی حالت ہوش) میں تھی، ہمارے پیغمبرؐ کی نظر
حالت طر (یعنی مد ہوش کی حالت) میں تھی۔ کشف المحجوب باب ۳، ص ۱۱۲ اور ص ۱۱۳
تائید دیوہندی ترجمہ مور، مبداء و نود فی ردی ص ۲۹، دیوہندی ترجمہ

مولانا فضل الدین گوہر صفحہ ۲۶۷

وَقَالَ فَصَلِّ وَالْحَمْدُ ذَاهَوِي * مَا صُلِّ صَاحِبُكُمْ وَهِيَ عَوِي * وَمَا
بِطَلْقِ عَنْ هَوِي * اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيِي بُوَحْيِي -

ترجمہ آیت مبارکہ قسم سے تارے کی جب وہ اترے تمہارے
صاحب (محمدؐ) (یعنی نبیؐ) میں اور نہ ہی نبیؐ کی راہ پر چلے میں اور نہ
ہی وہ اپنی خوش نفسی سے کوئی بات کہتے ہیں بلکہ وہ تو نہیں مگر وہی جو (اللہ
تعالیٰ کی طرف سے) انہیں کی جاتی ہے۔ [۱۰۰۰۰ ترجمہ آیت فیہ ات ۱۲]

الجواب بعون الوهاب:

عرض یہ ہے کہ انجینہ محمدیؐ مزا صاحب نے جھوٹ سے بھر پور ہے ہیں۔ کیونکہ ان کی اپنی ذاتی کوئی تحقیق نہیں ہے انہی مقلدین کے تمام احادیث نقل سے اپنے آپ کو محقق سمجھتے تھے ہیں۔

اول اس بارے میں عرض یہ ہے کہ مزاقی نے جو اس عبارت میں بات چھوڑی معنی ہوش اور سکر کے معنی مدہوش کے کیے ہیں اور ساق و ساق سے کہہ کر اس بات سے کیا ہے۔ کیونکہ جب تنویر کا صاحب رقمۃ الدیوب سے اس عبارت میں نقل فرمایا ہے کہ سحر اور حالت سکر کے معنی نہیں ہے (جہد بریٹ) میں اس سے اسے سحر کے معنی میں لکھا ہے۔ میں اور مزاقی کی تحریف اور تفسیر بات ہیں۔

دوم: حضرت داؤدؑ کی عبارت نقل کرنے سے قبل خود سورۃ صافات آیت ۱۰۱ میں ہے کہ: **مات سحر و درجالت سکر کی تعریف نہ تھی**۔ نیز یہ حدیثی حجت امدادیہ ہے جو یوں کہہ سکتی ہیں۔ اور جن لوگوں نے سحر کو سحر کے اصل معنی میں اس میں سے حدیث لائی ہے وہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین ہیں۔ اور حضرت ہادیؑ کی حدیث میں ہے کہ: **سحر سے مراد یہ ہے کہ سحر میں سحر و غیبت آدمیت پر نہیں ہوتی اور اعتدال کی صورت پیدا ہوتی ہے**۔ یہ اللہ تعالیٰ سے عجب اعظم ہے اور مگر آفت سے زائل ہونے سے حالت سحر میں نقص آنے بندے کے اختیار و تدبیر کے چلنے والے معنوی بقائے باطن حق تعالیٰ میں بندے کے تصرفات کے فساد ہونے اور اس کی قوت سے فنا ہونے سے جو بندے میں اس کی جنس کے خلاف سے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بات سحر کے زیادہ مانع زیادہ تمام اور زیادہ کامل ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت داؤدؑ کی حالت سحر میں تھے تو ان سے ایک شخص صادر ہوا جسے حق تعالیٰ نے ان سے منسوب کر دیا اور فرمایا: **وَقُلْ اِنَّ بَابُوت (ع) وَاَمْرُو** آیت (۲۵۱) اور داؤدؑ نے بابلوت کو قتل کیا۔ اور حضرت داؤدؑ کی حالت میں

- 11- تفسیر الخازن 3/427
- 12- تفسیر ضعیفی 3/32
- 13- تفسیر البغوی 6/354
- 14- تفسیر الشعلی 8/47
- 15- تفسیر السمر قدی 3/62
- 16- تفسیر متکمل ابن جریر 3/494
- 17- ابن جریر طبرستان 1/665
- 18- تفسیر طبری 22/13
- 19- تفسیر کبیر 25/212
- 20- طبقات ابن سعد 8/101
- 21- فتح الباری 4/284

مذکورہ تفسیرین سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کے بانی
والہ قتل ہوئے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کے بانی
نکاحات بیان کرنے پر اعتراض ہوتا ہے چنانچہ ان تفسیروں پر اعتراض کیجئے اور پھر
المعجب پر اعتراض کیجئے گا۔

کیا حضرت زید بن حارثہ کے بانی کا واقعہ نقل کرنا ہے ادبی یا توہین ہے؟

جمہور مفسرین نے ایک طرف تفسیر میں روایت کیا اور اس میں کس طرح کی ہے ادبی یا
شاید تک بیان نہ کیا مگر مذکورہ روایت کی حاشیہ پر امام قرطبی نے اپنی کتاب تفسیر
قرطبی 14/191 پر لکھا کہ روایت یہ صحیح ہے اس سے قرطبی ہر سو علماء کے نزدیک
اس مقام پر راجح نہیں ہے۔

کیا کشف المحجوب کے بیان کردہ واقعہ پر توہین کا اطلاق ہو سکتا ہے؟
اب اس مقام پر ایک تحقیق نکتہ یہ ہے۔ کیا اس مذکورہ واقعہ سے جی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
توہین کا پہلو نکلتا ہے؟ جیسے۔ انجینئر محمد قمر صاحب نے خواہ انسان کے سامنے اس واقعہ
سے یہ پہلو اند کرنے کی نہ کام کو ششش کی ہے

جواب:

کشف المحجوب میں نقل کردہ حدیث زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے واقعہ کو مستقیم اور میریوں
نے اپنی کتابوں میں توہین امیہ پیش کر کے مسلمانوں پر بھروسہ لایا اور پیش کیا اور اپنی
کتابوں میں اسی باتیں نقل بھی کیں مگر جناب رحمت اللہ علیہ انوی صاحب کی عیسائیوں کے رد
میں کتابیں پڑھ میں تو یہ بات وضع ہو جانے کی ہے۔ یہ واقعہ سے توہین کا پہلو نہ گز
نہیں نکلتا۔ تفصیل کے لیے قارئین عوامہ رحمت اللہ علیہ انوی صاحب کی کتاب اذاتہ راہام
جلد 2 ص 223-227 دیکھا جائے۔

کیا ابن قیم پر بھی فتویٰ لگانے کی جرات کریں گے؟

ابن قیم نے اپنی کتاب "اجوب الشافی" میں سنن ابن ماجہ 3/54 رقم حدیث 1847
"لم یر لئلم متحاسن مثل النکاح" لکھ کر "ما فی کاتح معشوق سے کر دیئے" کے الفاظ
لکھے (دوائے شافی مترجم ص 559)۔ اور کشف المحجوب میں بیان کردہ واقعہ سے استدلال بھی
کیا ہے۔

محمد علی مرزا صاحب پہلے ابن قیم کی مخالفت میں ایک ویو ریکارڈ کروائیں پھر اہل سنت پر
اعتراض کرنے کی ہمت کریں اور اویامہ پر طعن کرنے سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں
پڑھے لکھے بالوں سے محفوظ فرمائے اور اولیٰ کامین کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ابن قیم کی کتاب ایجاب الشافی کا حکم

نہایت مستحسن صیغہ سکج جس میں جامعہ سکج

مکتبہ سے اس سے بڑے بڑے علماء نے تصدیق کی۔

باقی وہی ہوئی ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

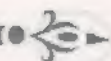
میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔

میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔ یہ کتاب میں ہے۔



البَدَلِیَّةُ وَالنِّهَایَةُ

للحافظ عماد الدین امی الغداز اسماعیل

ابن عمر بن کثیر القرطبی الذمضفی

۷۰۶ - ۷۷۱ھ

تحقیق

الدکتور عبدالرحمن بن عبدالحسین التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربیة والإسلامیة

بدارمجسر

الجزء الحادی عشر

مجلد

تأليفه والمراجعة والتحرير



مطبوعات

- ترک رفیع البیہودین ہدایک مبارکخی و ستارہ ۲۰۰۰ جلدیں مکمل
- نمازیں ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔ [انوار الہد کا تحقیقی جواب]
- 20 کھٹ تراویح۔ صحیح و حسن روایات کی روشنی میں
- المومنین دفاع اسلام اعظم ابو منید علیہ السلام ۶ جلدیں
- امام اعظم کا ترجمہ میزان الامتہ الی میں الحاقی۔ قلمی نکل کے نکوس سے مزین
- توشیح مساجدین۔ قاضی ابویوسف داسام محمد بن حسن الشیبانی کی توشیح
- آئین ہارسا ایک نئی تحقیق
- تنقید ائمہ متہدین۔ تحقیق کے میزان ہد
- دفاع فقہ حنفی۔ تحقیق کے میزان ہد ۲۰ جلدیں
- تشہد میں آگے اٹھانا۔ امارت صحیح کی روشنی میں
- انصافیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہدایا امت
- لقب صدیق اکبر کا معنی صدیق اکبر کون؟
- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہدایا امت
- صحابی کون؟ صحابیت کی تعریف ہدایا امت
- اقول الامن فی جواب مسلح امام حسن۔ محتاج وکس مدھر
- نہایت الدلیل فی جواب ثانیہ التعمیل۔ مسئلہ انصافیت ہدایا امت
- توسل ہدایا امت
- محدثین کرام اور فرقہ تصوف
- حکایت حبشی رسول اللہ کا قادیان ہاد۔ مرزا محمد علی کے اعتراضات ہد نقذ
- ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہد اعتراضات کاظمی ہاد
- مسئلہ استعانت ہد سرفراز کھوکھی کی کتاب تجزیہ حسین کاظمی ہاد
- امانت توسل۔ اسماء امبال کی روشنی میں



دارالتحقیق دارالافتاء دارالکتاب

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، مری روڈ، راولپنڈی

Ph: 0335-5989777, Email: darultahqeeq786@gmail.com